

GOVERNMENT OF INDIA
DEPARTMENT OF ARCHAEOLOGY
**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY**

CALL No. 954.26 *Arw*

D.G A. 79.



AD 1013

LIBRARY



27948

تاج فوج

15426

1811

17. 2. 1900

18. 2. 1900

کلیں اسی زمانہ سے پیدا ہوئی۔ گجرات کے راجہ کرم چندر نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔
 ان جیسے کہ گجرات کے راجہ کرم چندر نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔

وہ اللہ عزوجل سے نہایت شکستہ نام صوبہ دار و کلن اراکین ہائے شہرین

۱۔ حضرت علیؓ کی پہلی بیوی حضرت فاطمہؓ تھیں جو آپؐ کے چچا ابی طالب کی بیٹی تھیں۔

لیکھ کر شاہ کے عہد حکومت میں خود مختار بن گئے تھے۔ اور محراب پورہ

رہنمائے حق تعالیٰ ہوئی حکمران محمد شاہ کے باطنی وزیر عبداللہ خان قطب الملک

اس کا شریک تھا۔ خاندانِ کنش نے سب سے پہلے کہ شہر فرخ آباد کی بنیاد رکھی۔

نصف من الذهب وسبع دراهم واثني عشر مائة من مجوهرات الملك

اور اگرچہ آخر میں اس خاندان کا زندگی بگڑ گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اس خاندان

صورت حال سے امید ہوئی تھی کہ اسکی ترقی آئندہ اور ریاستوں کے گیسٹوں کے

۱۰۸

عزیز مرزا و ملا علی قلی خان کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ محمد خان

ہے علیہ کی رزق و مال کے کوئی کام نہ تھا جانشین بدستور و نا عاقبت اندیش اور

میت و مسلک و اصول و ازین اسکا ملک و اسل غیر محفوظ تھا اور انجی میم کے

کے راستے شمال و جنوب و مغرب سے برابر ہیں گناہہ تھیں ان سب وجوہات

۷۔ صامت زخم آباد باطل ناخیز و بے قید ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ

نوابان بخش کی دوحی داونین دی و کسی جگہ اونکی تاریخ نہیں

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.

Acc. No. 27948

Date 12/11/60

954.36/3/1/1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ گولیان سنگش شہر فرخ آباد

من المرحوم ملا محمد کمالی صاحب دہلی
کتاب خانہ ملک مغربی و شمالی

حصہ اول

سالہ اعین فرخ سیر کاغذ فیض آباد کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی حالت ان عمارت
مگر چلی ضعیف اتقل اور دارہ مزاج بد شاہوں کے ہاتھ میں جو خود غرض اور نالائق
شاہوں سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا جون جون دباؤ
کم ہوتا گیا صوبہ داروں نے خود مختاری پر حقیقت اپنا تصرف کر لیا اور ان کے عہدہ
واختیارات انہیں کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اس امر میں با بر اور اکبر کے
حاجت نیوں کی منظوری برائے نام ہوتی تھی جس وقت انگریزوں نے معاملات ملکی

یہ ہے ایسا کہ درجہ میں بہت بڑی اور گھڑوں سے بنا کل ٹی
 ٹی اس کی کوئی اور نقل موجود نہیں معلوم ہوتی۔ خانہ انی حال صاحب
 اور چون سے جو اس کی کتاب کے آخر میں پچ رہے تھے دریافت ہو گا
 کہ وہ اسکا دادا منور ہوا اس سے کارگو الیا کے ضلع بہت سلسلہ انسی
 مات میں پشکار رہا وہ گو الیا میں رہتا تھا اور وہ ان اس کا ایک بچہ مکان
 خاتہ نو جو اس اسکا میا دوار کا دس سس تلاش روزگار شاہ جہان آباد گیا
 بیار گنج سرد میں سکونت گزین ہوا۔ وہاں وہ مسکو بند فیہ لالہ کلج سنگھ
 سے بھلاؤ سکا دوست تھا کوئی جگہ مل گئی۔ دوار کا داس دو بیٹے چھوٹے
 بڑے ہر صاحب داسے۔ ڈال چند نواب سعادت خان کے پاس تھا
 لی اصل کیا کرتا تھا اندر نواب کے حج کا حساب اس کے پاس رہتا تھا
 گو اس کے بھائی سے تعلیم دلائی اور مخرج میر کے عہد حکومت میں شائع
 یہ صاحب داسے نواب محمد خان کی سرکار میں عہدہ سکریٹری بنی ہوئی رہا
 جس میں کہ صاحب داسے نے کب وفات پائی صاحب داسے کے بڑے
 علی اور وہ نواب محمد علی کے زمانے میں شائع ہوئے نواب
 جس کے عہد میں شائع ہوئے نواب کا نام مشہور معروف رہا۔
 ای کی تاریخ خیال قدامت و عہدگی دوم درجہ کی جو حسام الدین شاہ
 شاہ الدین کا صاحب اور نیز داماد تھا حسام الدین علی

کئے ہیں قلم انداز ہو گئے ہیں یا ان کا مرنے کے غلط طور پر روایت کی گئی ہو اس کتاب کی تالیف سے اصلی مدعا یہ ہے کہ اس شخص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ بخلاف مقام پہلے اول مرتبہ ہو کہ نوابان انگلش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہو۔

بیان اول کتابوں کا جس سے کہ تاریخ بذات الیف کی گئی

کہ اکثر کتابیں جن کا میں نے استعمال کیا ہے وہی میں اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی آئے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اول کتابوں اور ان کے مصنفوں کے حال سے

ناہین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہیں جن میں خطوط

نواب خیر بنام محمد خان ہیں۔ یہ مکتوب شہی صاحب دانے نے سن ۱۱۵۰ھ

عالمی ۱۷۳۷ء لغات جنوری ۱۷۳۷ء جمع کیا تھا اور اس کا نام تاریخی خط نام

۲۰۶ خط مستجاب محمد خان اور بنام محمد خان ہیں۔ اور ہر خط کے اس کو

مکتوب دانے کے سب سے بڑے آدمیوں کے خط ہیں مگر بالخصوص۔ بادشاہ

خان نظام الملک۔ خان دوران خان امیر الامراء اور روشن الدولہ کے

دکھتہ میں۔ اور یہ خطوط بہت اکثر تاریخی سے لغات مستند

کئے ہیں۔ یہ مکتوب طول میں ۱۰ انچہ اور عرض میں ۶ انچہ ہے اس میں

۱۰۰ سطریں ہیں لیکن آخر میں دو تین ورق کم ہیں۔ یہ کتاب صاحب

پروپے مسیحی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی رہی کو

عن لوبیا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۲ تک - احمد خان احمد راجہ بین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح
 کر لینا اور فواب کے لڑکے کو اپنے ساتھ لکھنؤ کی طرف لیجا نا صفحہ ۲۶۲ سے ۲۱۳ تک -
 احمد خان کا معہ سرداران روپیہ یوں کے ہمراہ مورچوں پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا
 فرخ آباد آنا صفحہ ۲۱۲ سے نہایت ۳۴۰ مطفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۲۴۴ سے نہایت
 ۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھانا صفحہ ۲۵۲ سے نہایت صفحہ ۳۶۲ -
 تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی دلی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہجری ۱۲۵۵ ہجری مطابق جولائی ۱۲۵۵
 نہایت جون ۱۲۵۵ء کے قریب لکھی گئی ہے - سید دلی اللہ ولد سید احمد علی مقام سائڈی سرکار
 خیر آباد میں ۱۱ شوال ۱۲۵۵ ہجری کو مطابق ۲۶ گشت ۱۲۵۵ عید اہل ہونے تھے (اونکے پاپ
 سید احمد علی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق ۱۲۵۵ء کے اکیا دن برس کی عمر میں مرے تھے - اس
 خاندان کی دس پشت سے سائڈی میں بود و باش تھی مقام سائڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل
 کے فاصلہ پر گنگا پار دکن پورب کے کونے میں واقع ہے - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے
 لوگ دس پشت تک دانی پور میں رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب میں گنگا کی متصل ہے لوگ
 کہتے ہیں کہ یہاں آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اقبہ نو برس کی عمر میں
 اپنے والد کے ساتھ مرغ آباد میں آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی میں تحصیل علم کی اور
 عبد الواسطہ غوجی سے تکمیل حاصل کی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق مارچ ۱۲۵۵ء نہایت
 فروری ۱۲۵۵ء وہ مکہ کی راہ میں شہر حرم آباد دیکھنے کو گیا وہاں خواجہ رحمت اللہ
 سے اوس نے مسائل نقشبندیہ اور مسائل قادریہ میں تعلیم پائی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق

خان کے ہم دین رخ۔ ابن ابی ابراہیم اور یونان بن خضر روکیا سند خامرہ اور باور و حیدر

نہایت پریشاں اور محاصرہ فکروہ باور اپریل و مئی ۱۰۱۷ء اور جنگ رستم سلیمانہ و غلام
اکوثر شہنشاہت پریشاں و غلام، کے موقوفین پر موجود تھا۔ آخر میں وہ فیضیہ گیسو
۱۲۱۱ھ بمطابق ۱۷۹۶ء شہنشاہ غلامانی شہنشاہ دہلی کی وفات پائی۔

یہ کتاب تو سر شہنشاہ کی لڑائی کے بیان تک جس میں کہ قائم خان تھوڑی جاکچہ عہد میں
کوچہ اس زمانہ کے نہایت وفات احمد خان شہنشاہ عہد میں حالات بہت مفصل اور سب

عہد بہت سلیس اور عمدہ تصاویر اور بہت عبارت لڑائی نہیں کی گئی ہے۔ میری
راے میں مصنف اس کتاب کا اس تہذیب کے لائق ہے جو کہ متقی دلی اللہ نے اس کی تہذیب
کی ہے۔ یہ تہذیب قلمی پٹھے میر فضل علی نے متقی دلی اللہ کے دربار کے کتب خانہ میں

سے مستعد دی تھی۔ اس کا طول ۵۰ انچہ اور عرض ۵۰ انچہ ہے اور ۳۹ صفحہ اور
بہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہیں۔ محمد خان اور قائم جنگ
کا حال صفحہ ۲ سے ۵ تک۔ انام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان دیا

پھر انام خان کا ستید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۵ سے نہایت ۹
احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ اللہ آباد
بیان صفحہ ۹ سے ۱۰ تک۔ وزیر کلبار دگر آنا اور احمد خان کا رستم سلیمانہ کو جانا صفحہ

۱۵ سے ۲۶ تک۔ احمد خان کا پھاڑوں پر بھاگ کر جانا اور اللہ آباد کے راجہ سے مدد
مطلوبہ کرنا صفحہ ۲۶ سے نہایت ۲۹۔ وزیر کامرٹوں کے ساتھ آنا اور احمد خان کو جانا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

فردری مشنہ اعنایت فردری مشنہ اعنایت نے چھ ماہ مقامات میں رہ کر ریڈارٹ میں صرف
 کئے۔ اور آخر کار مشنہ ہجری میں (مطابق دسمبر مشنہ اعنایت دسمبر مشنہ اعنایت) ہندوستان
 واپس آیا اور شہر فرخ آباد میں سکونت اختیار کی۔ جو کچھ صرف سے پس انداز ہوا اس کو
 دلی اللہ نے جمع کر کے چند قطعہ مکانات خریدے اور اول سب کو ملا کر ایک مدرسہ تعمیر کرایا
 اور اس کا نام فخر المربع وربع المعاصر رکھا۔ اس نام سے مشنہ ۱۲۲۲ ہجری (مطابق فردری مشنہ ۱۲۲۲
 اعنایت مشنہ ۱۲۲۲) برآمد ہوتے ہیں۔ دلی اللہ کا کتب خانہ اعلیٰ مدرسہ میں موجود ہے لیکن اب کوئی
 طالب علم ہر نہ وہاں کچھ تعلیم ہوتی ہے ۲۹۔ اگست مشنہ ۱۲۲۲ کو دلی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور
 یہ عہدہ ان کے نام ۱۳ اکتوبر مشنہ ۱۲۲۲ تک ان کے نام رہا۔ بعد اُن کے ان کے رشتہ دار
 ولایت علی مفتی ہوئے مفتی دلی اللہ نے ۵ جمادی الثانی مشنہ ۱۲۲۲ ہجری کو مطابق ۱۸
 نومبر مشنہ ۱۲۲۲ کو وفات پائی۔ ذیل کی تاریخوں سے اُن کا سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

گنج معنی برت زیر زمین ۶۰ دفن کر دند گنج علم بحاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہے۔ اس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے
 مستعار دی تھی اصل میں دہلی انجمن اور عرض میں ساڑھے چھ انجمن ۲۱ صفحہ میں
 نئی صفحہ طرہ کا شمار مختلف ہے۔ اس کتاب کے دو حصہ ہیں حصہ اول میں تاریخ فرخ آباد
 اور خاندان بنگلش کا حال ہے اور ۱۶۰ صفحہ میں زمین ایک دیاجہ اور فصلیں میں حصہ اول
 میں باب ہیں۔ حصہ دوم میں تاریخ فصلیں ہیں۔ فصل اول میں مشہور و معروف اشخاص
 کا حال ہے۔ فصل دوم میں شیخوں سیدوں اور فقرا کا بیان ہے فصل سوم میں علماء کا۔ اور فصل

تھام ہی ریاست و جاگیر وغیرہ سرفراز محل بوہ نامہ جنگ کے نام کر دی لیکن سرفراز محل
 سرفرازیان کو دو سو روپیہ سالانہ دینی زمین۔ منور علیخان نے میرزا قاسم عثمانی کے حکم پر
 ۲۴ اگست ۱۸۵۷ء کو وفات پائی میرزا علی چمبر امنو کے بیٹے تھے چمبر امنو ایک
 چوڑا سا قصبہ ہے اور شہر فرخ آباد سے بمقامہ ایل اب شرک واقع ہے میرزا علی اپنے
 تین زمین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل میں تھے بلکہ تاجی زمین العابدین مدینہ
 اکبر شہر میں بسا خاصہ کچھ لوگ اوسکی اولاد میں سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب باکو
 کرمبہ اسکے دفتر پر راج کی طرف تڑپتے آئے اور قصبہ چمبر امنو سرکاری قصبہ کبر آباد
 میں گئے اس بات کو قریب پانچ سو برس کے عرصہ گذرا۔ لکھا ہے کہ ایک زمانہ میں شہر سے اسی
 تک میدان کے گھر چمبر امنو میں موجود تھے اور زمین محلوں میں آباد تھے لیکن دو یا تین سو
 برس سے کوئی نہیں رہا اب صرف ایک محلہ میں پانچ سات گھر سادات کے ہیں۔ محلوں کے
 عہد حکومت میں ان گھرانوں کے مرد دہلی میں تلاش روٹکار کرتے تھے اور اکثر عہدوں پر
 مسلح قاضی۔ منشی۔ دیوان۔ محرر۔ تحصیلدار وغیرہ کے عہدہ تھے۔ اپنی تاریخ میں شجرہ
 خاندانی لکھتے ہیں کہ میرزا علی صند دراجی۔ کیونکہ اس بدستنامی کے زمانہ میں بنی گوارا گری
 میں ایک درختے سب گدن وغیرہ کو راحت تاریخ کوٹے ہتے تھے سب کو اندھیں بہادری کے
 رنگوں کے حالات تھے ضائع ہو گئے۔ بافضل جو کتابیں اس کے پاس موجود ہیں اس نے
 محلوں کے ذریعہ سے خاندان کا چھوٹا ٹپٹ نکلتا چلتا ہے۔ بہادری کا باب اور داد کا
 نامہ شجرہ کے سادات سید گال کی اولاد میں ہیں۔ یہ کمال لاہور کا چھوٹا اور

تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی۔ منہ علی لکھتا ہے کہ چونکہ مجھ کو زبان اردو میں بہت حد تک
فہمی اور اندازہ اپنی کاروبار تھا لہذا میں نے اپنی تاریخ میرزا باقر علی کو دیدی تاکہ وہ
ایک صورت قائم کر دے۔ مسئلہ ہجری میں مطابق مارج مسئلہ اوقات مارج مسئلہ عصر
میرزا باقر علی نے کتاب مذکور درست کر کے واپس کر دی اور کچھ حالات جو انہیں معلوم تھے
وہ اس میں اضافہ کر دئے۔ اور اس کا نام عنوان خاندان گیش یا لوح تاریخ رکھا گیا۔ تاریخ
ذیل سے مسئلہ ہجری برآمد ہوتے ہیں :-

کیا بنی میان یہ خوب کتاب

اس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھ حصہ ہیں۔ حصہ اول میں نواب محمد خان خضر جنگ
اور حصہ دوم میں نواب قاسم خان۔ اور حصہ سوم میں نواب احمد خان غالب جنگ۔ اور حصہ
چہارم میں نواب دائر بہت خان خضر جنگ۔ اور حصہ پنجم میں نواب احمد حسین خان ناصر جنگ
اور حصہ ششم میں نواب محمد حسین خان توک جنگ۔ اور حصہ ہفتم میں نواب گل خان
خضر جنگ کے حالات ہیں۔ حصہ ہشتم کے دو باب ہیں۔ باب اول میں نور علی خان۔ باب دوم میں
میرزا باقر علی نے اپنی تاریخ عمری تحریر کی ہے جو علیخان ولد نواز علیخان
اشتریزی کارلانی عثمان شاہ میں پیدا ہوا تھا۔ منہ علی کے برادر بھائی خدا داد خان
ہدایت خاتون سے شادی ہوئی تھی۔ یہ دولت خاتون نواب محمد خان خضر جنگ کی بیوی تھی
میں نے حصہ نہم اور میں نور علی خان کے دار سے منہ علی خانی تو سر فراموش خان کے

جہان علی ششم ہجری میں مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء کو پیدا ہوئے۔
 بچپن کی عمر میں اوسکی آنکھیں جاتی رہیں لیکن اُسکی حیاتی قوت بدستور تھی اور مجتہدینِ زمانہ
 تھے اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوتِ لاسہلہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سیدھا اولٹ
 دیتا تھا اور کونقشہ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
 اور یہ فنِ حکمت اوسنے اپنے والدِ اعلیٰ امین سے سیکھا تھا۔ اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
 اور ہر شخص کے خاندانی حالات جو چھپر اُٹو کے گرد فواح میں رہے اوس سے مفصل یاد تھے
 جہان علی نے ہر رمضان ۱۲۳۱ء ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء عرفاتِ بانی
 پر علی کا نہال صونگام میں تھامہ ایک قصبہ لبِ شرک ضلع میں پوری میں چھپر اُٹو
 سے پھان کی طرف بھاگتا ہل واقع ہو۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمن صاحب
 والد شیخ خیر احمد خان خاں صاحب کی دوسری بیٹی تھی۔ بہادر علی ۱۰ شوال ۱۲۹۵ء ہجری کو
 مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۲۳۱ء پیدا ہوئے۔ ششم ہجری میں مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء کا والد اُسکو
 شریع آباد میں لایا اور نواب دایم خان جلیہ کے چھٹک میں سکونت اختیار کی یہاں پر علی
 کے چھ سال تعلیم پائی اور پھر اسی کناس میں مدرسہ کی پڑھنا تھا اور روزمرہ ایک سو وہ
 لکھ کر اپنے استاد سے پہلچ لیتا تھا۔ یہ کچھ فقیر اوسے خوشنویس سکھایے پڑھتا تھا
 اور علی نے کچھ علم یہ سیکھ لیا تھا۔ حضرت دکن اور علم طب کی بھی پڑھی تھیں اور
 ان کلام میں حاضر اوسکی طبیعت تھی کہ اور فساد کے خوشی اور دین لڑائی تھے۔
 اور انکی خدمتیں کرتا تھا کہ انکی خدمت میں حاضر اوسکا علم نہایت کمال

راہن کی ایک لڑکی ہے جس کا نام علی احمد تھا قصہ عجیب ان میں سب کو تھیں اس کی طرف
 مقامات میں گئے تاکہ انہیں مقفل قفوج اور خاص تالکرام اور ساندی اور مارہر اور کوٹ
 میں بودا میں کوٹھے۔ یہاں علی کے سب بزرگ بعض غلامیہ اور بعض غنی
 طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ یہاں علی کا دادا غلام حسین شاہ سمجھی میں مطابق اکثر غلام
 غایت تہذیب و ادب پیدا ہوا تھا غلام حسین شاہ سمجھی میں مطابق جنوری ۱۱۸۵ء وفات ہوئی
 سال ۱۱۸۵ء فوت ہوا۔ غلام حسین کے حضرت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین کی
 زمانہ میں غلامیہ اور شیعہ الدولہ کی سکالوں میں رہا پہلی جگہ سے ماہ ۱۵ اور دوسری
 جگہ سے شیعہ و پیادہ ہوا۔ یہاں تھا پھر چالیس برس تک اس نے زکریا ام خان
 اور اب احمد خان کی ملازمت کی اول شہر واپسی کے دو برس ماہوار فوجدار اور پھر شہر واپسی
 کے دو برس ماہوار حکم دار اور پھر میں روپیہ ماہوار میں دیا تھا اول آخر کو شہر واپسی کے دو برس ماہوار
 جواب کے بلوں اور دوسری کے فوجدار نے پر غور ہوا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شیعہ
 فرخ آباد میں درام خارج کے مکان کے چھالک میں رہا۔ مرنے سے پانچ چھ سال قبل چھ
 ماہ تک یہاں رہا تھا اس کے بیٹے اور پوتے سمجھا کہ وہ ہے چھ ماہ ایسے دن ان کے
 غلام غلام حسین شاہ سمجھی کو دہلی کے قلعہ انتقال کیا وہاں علی کو اپنے دادا کی لاش
 میں تھا کہ اسے محترمہ کو دہلی قریب قریب احمدیہ کتب خانہ کے ایک شخص کو دیا
 تھا تھا چاہے وہ دہلی میں ہے کہ نہ کہ میر کا قریب ہے گھاس اور کھیر کے درمیان
 یہاں تھا کہ اس نے اسے لیا اور وہاں لے گیا۔ یہاں علی کے

برہمچاریہ جہان کے عہد میں فرخ مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ آباد کے
 تہہ بہا در علی شاہ بھری کے آخر میں اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلیٰ کے ذریعہ سے
 اپنی سر اوقات کی آخر کو وہ راجہ حسرت سنگہ بھیلہ ٹھاکر ثرواد کا معلم مقرر ہوا تو فرخ آباد
 میں جب بہادر شرق کے کونے میں ہی رہا ان اوسکے آٹھ روپیہ ماہوار اور دو پٹیاں علاوہ نذر کے
 مقرر ہو گئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبر انگو کی تھانہ داری مل گئی اور دو برس تک
 تھانہ دار رہا بعد ازاں جب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع میں پوری بریلی اور
 شکرہ میں عدالت کے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل میں راجہ ترواد اور
 اوسکے بھائی کنوڑ پتیم سنگہ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی
 نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہاں کئی برس وہ لالہ دلیر سنگہ کا بیٹہ سری بہتجہ
 جھانڈی والے کے لڑکوں کو پڑھایا کیا اور آخر میں چند سال ریاضی چندی پرشاد کا بیٹہ سکینہ
 ساکن محلہ سدھوڑہ کے یہاں ملازم رہا دو برس تک وہ سٹارٹن تاجر نیل کے پاس
 شمس آباد کی کوٹھی میں پندرہ روپیہ ماہوار کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑھ سال تک
 مائنٹ میسٹر پٹنڈہ پورہ ضلع ایشہ کے کچھری میں منشی ظہور علی عباسی شیخ پوری کی سفارش
 سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکومت ہو گیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ میں
 حاکم داد پان وہ غور سے دن دریا باد کے تھانہ میں جو لکھنؤ سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر
 مشرق میں واقع ہے پھر اور پھر کچھ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا
 بعد ازاں معلیٰ کے ذریعہ سے سر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

قرآن کا اوسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اوسکا چچا حشمت علی لکھنؤ ہی رہا
 گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ میں رہا تھا اور وہاں لالہ محسن سنگھ اور لالہ بدیع سنگھ
 کے یہاں لڑکوں کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونوں صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
 ایکسٹریسٹ نایب کے ملازم تھے شمسہ العجمی میں حشمت علی لکھنؤ کو دیا گیا اور بہادر علی
 کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا وہاں حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیو واسطے میر ساجد علی کے پاس لے گیا
 ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی کو
 کمال الدین شاہ جہانپوری کے پاس صرف و نحو پڑھنے کیو واسطے بھیجا گیا شعر سے راہ و رسم
 اور کیفیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی پیر علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
 تھا اول کچھ تسلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فائق کاشاگرد رہا اور وہ غرض
 کرتا تھا لیکن جب شعر گوئی کا اوسکو بہت شوق برعادت اسنے اپنے چچا سے درخواست کی
 کہ میان غلام محمد انی مصحفی سے میری ملاقات کرادو میر چند سال تک اوس کے صحبت کی
 شاگردی کی اور گردش اوسدعویٰ تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ میں اوسنے ایک دیوان فارسی
 جو الہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعروں میں جو میان حرات انشا اللہ خان سب نفی
 میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان ظفر اور اور لوگوں کے مکان پر بندہ عین دل ہوا
 کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو میں غزلین گردش اور دعویٰ تخلص
 سے بڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ میں رہا تھے گیارہ برس شمسہ العجمی تک وہ
 وہاں چند جگہ معلم رہا اور یہی اوسکی معاش علی کچھ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہاں

اور سلیم دیکھو اور اشعار کے پڑھنے اور کتابیں تصنیف کرنے میں صرف کیا کرتا تھا اور
 ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہر چہ ساتی مار خست
 عین الطاف است ہا اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصوں کے تیرہ کتابیں تصنیف کی
 ہیں تیرہویں کتاب تلخ فتح آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان ننگش یا لوح تاریخ ہر سلسلہ ادب
 یا ۱۹۱۷ء کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاگیا میں بھی کچھ
 لکھا ہے اور اُسی میں نام دینے تخلص، منہی رکھا ہے بہادر علی نے لکھا ہے کہ میں نے کتابیں
 اس غرض سے تصنیف کی ہیں کہ بچائے اولاد کے بعد مرگ سیری بادگار میں ان کتابوں
 کے لکھنے میں اُسکا وقت بہت خوشی سے گستا تھا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ جس دن سے میں نے
 کتابوں کا لکنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف میں کچھ نہ لکھا اور نہ انکی عنایت کا
 انتظار کیا جب کبھی کوئی صاحبزادوں میں سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
 انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا میں دو باتیں ہیں قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونوں
 میں سے کسی کی خواہش نہیں ہے وہ کیوں بڑے آدمی کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
 کہ خدا مجھے باقی زندگی میں یہی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سلسلہ مجھ سے
 مطابق فروری سلسلہ عنایت جنوری سلسلہ، بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
 قریب دارچی سالا گیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان میں گنجائش خراب
 دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو میگہ کے زمین باہر ارادہ خریدی
 کہ اُس میں ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنوائے اُسنے ایک چھوٹا مکان

[illegible]

سرس کے نوادرات اور کچھ اور اقباخرین کمین خلاصہ نگیش کا والد جو محمد خان
 بن لکھے گئے (جو بعد شروع مسئلہ ۷ سے لغات مسئلہ ۱۱ تک رہا لوح تالیف میں
 یا سوا و نہ خلاصہ نگیش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہیں صاحبزادے کے پوتے
 مستی و لہیت ماسی نے (تالیف ۱۰) تالیف مسئلہ ۷ میں لکھا ہے مجھے کچھ بتا رہا ہے دیگر
 یا سے جو وہ لکھی وہ انظر من الشمس پر علی الخصوص سہر المتاخرین تالیف مطفر
 ابنہ عامرہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان مخمکہ نامہ کروڑوں کا ترجمہ
 موت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ مسئلہ ۷) سے مدد لی گئی ہے کتاب مائثر الامم و باب
 دوم بعد المنصور خان میں (جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہے لکھا ہے کہ شرح احوال
 اسکے وفات کا اسکے والد محمد خان نگیش کے احوال کے شمول میں دیکھنا چاہئے مگر میں
 اس کتاب میں محمد خان کی سوانح عمری پائے حدیث الاقاہم مصنفہ رفیع حسینی سے بھی
 نے کچھ انتخاب کیا ہے *

احوال نواب محمد خان نگیش غضنفر جنگ

صاحبزادان محمد خان کرانی کا غزنی زرقہ کا نگیش خاں ملک فیض عبدالرشید کی وجہ بچاؤں
 امجد خان کرانی کے تھے سرین میں گھر گشت دوسرے لڑکے نے حکام نام شیخ حیات
 غازی لقب بوجہ صلح کاری اور پیر گامی کے حاصل کیا تھا کیونکہ ان کی زبان میں غلام
 حسینی پاک بٹن کے تین لڑکے تھے حاصل شیروں کا جین اور ایک لڑکی بھی تھی
 نام مشرما میں کو مشرمن

مگر وجہ افلاس کے وہ اسکو مستحکم کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھنوی کہ مجھے اس پر کوئی کام نہ
 میں میری وفات کے تیار ہوا دیکھا گیا کہ میری روح اس قبر میں آرام سے ہے بہادر علی
 مطابق اپنی دعوت کے ایک کچی قبر میں امام بارہ کے نذر دفن کیا گیا تھا بہادر علی
 نے ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ ہجری میں (مطابق ۱۲ شعبان ۱۲۸۶) انتقال کیا ایک کتاب پر
 حلیات مغلیہ بہ افغانہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تاس
 کردی پھر انہیں صاحب کامین شکوہ میں کہ انہوں نے مجھے لوح تاریخ پیشتر مسکوا دی تھی
 کتاب میں اکثر جگہ تو نظم پر اور باقی بھی اس قدر رنگین اور بالحد کی عبارت میں
 یہ قلمہ واقعات بہت کم رہ گیا ہے تاریخ اس نسخہ کی جنوری ۱۲۸۶ ہجری مگر نام مصنف اور
 امیر مالک کتاب کا بالکل محکوم میری رائے میں یہ کتاب تاریخ تذکرہ بالا سے بہ
 بل نصیب کی گئی ہے یاد دیگر کتب سے اس میں مدد لی گئی ہے کیونکہ اس کتاب میں اکثر ایسے
 واقعات ہیں جو اور کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے میں یہ کتاب قلمی سوانحیہ طرز
 ۱۰۱ اور سوانحیہ انجمنہ عرض میں پر اور کل (۱۰۱) اوراق میں اور فی صفحہ ۱۲ اسطور میں ہے
 ۱۰۲ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع ۱۲۸۶ ہجری
 میں ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ ہجری تک لکھے میں انتخاب کے ہیں انکو دیکھ کر میں سمجھا ہوں کہ
 یہ حالات خان خاں عالم فوجدار کوثر پر ان خطوط کے دیکھنے سے کچھ حلا
 عمل اور کچھ واقعات ۱۰۳ واقعات اول اسے کے ہوئے دریافت

وہ لوگوں کا غرض ہی کہلانے لگا لفظ نگیش کے لغوی معنی ہیں پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
 بعد اس کے معنی ہوئے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑوں پر رہتے تھے بالانگیش
 کہلاتے تھے اور جو پہاڑوں کے نیچے کے ملک میں سکونت گزین تھے یعنی کوہاٹ میں پائین گیش
 مشہور تھے اب قوم نگیش کوہاٹ میں بہت کثرت سے ہے اور باقی لوگ اس کے جانب مغرب کم
 اور شوزام میں بودباش رکھتے ہیں نگیش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہے سب سے زیادہ دنیا کی
 مشرق سے جانب مغرب ہے اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق میں قوم خٹک خٹکالی
 پہاڑیو میں پائی جاتی ہے شمال میں عرق زئی میں اور گوشہ جنوب و مغرب میں وزیر کی
 سرحد ہے اور جانب مغرب ملک کریم واقع ہے وہ نگیش جو کریم اور یواریں رہتی ہیں توہی کی
 زیر حکومت میں اور جو شوزام میں بودباش رکھتے ہیں خود مختار ہیں اور باشندگان
 کوہاٹ رعایا ہی سرکار گلشنیہ میں ان سب مقاموں میں نگیش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہیں
 کسی سال بعد پہلے بودباش کے بہت سردانیوں نے بالانگیش کی سکونت ترک کر دی اور قسبت
 سے کاغذائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سردانی ہی کہلاتے رہے
 بعد ازاں ایک جماعت کرلانیوں کی کہ جس نے سردانی کاغذائی کے قرب میں بالانگیش
 میں سکون قرار کیا تھا کاغذائی کہلانے لگے ہر چند کہ وہ لوگ حقیقت نہ سردانی ہی تھے
 نہ کاغذائی نسل سے تھے قصہ کاغذائی کے دو اقسام ہیں (۱) کرلانی کاغذائی (۲)
 روانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگزیب عالمگیر میں (سن ابتدائے ۱۱۰۰ھ) انعامت
 (۱۱۰۰ھ) ملک میں خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بلایا وہ ہندوستان جو شہر آباد کیا

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غزنوی لودھی اور سردانی کہلاتی تھیں جس کے بڑے
 بیٹے سرین کے ۲ لڑکے تھے اور ان میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
 تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایک روز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا
 ایک بڑا اور پرتے ایک سینہ کے لڑکے کو پسند کیا اور اس کا کرلائی نام رکھا جب وہ لڑکا
 جوان ہوا اس کی شادی اسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھ ہوئی اور اس کی نسل کرلائی کہلائی
 کرلانوں کے درمیان بھی چار فرقہ ہیں دلازا، آفریدی، خشک، ملک میری باعتبار صدقہ
 وایت مذکور کے قوم کرلائی اپنے زمین میں داخل کرتی ہے چونکہ کرلائی نے اور میر ولد امیر الدین
 نے یہاں پر دشمنی پائی اس کے باعث ان فرقہ میں دشمنی قائم ہو گئی جاتے ہیں وجہ تسمیہ کاغذی
 فی الشرح ذیل ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی شوکی شادی
 شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
 جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو وجہ تباہی کے جو حملہ اولیٰ ال
 ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بابر ان ایک شخص از قوم کاغذ اپنے مطرب گور میں جو دین
 حسین کا تھا بھیجا گیا تاکہ شاہ حسین کا سبب دریافت کرے وہیں آئے پر
 شاہ حسین کو دیکھا یا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کر لو ورنہ میں شہور کر دوں گا
 بے شاہ حسین کے جمالی خاندان ہونے میں شک ہے شاہ حسین نے اس کی بیٹی ماما
 سے جو نیز سرد کہلاتی تھی نکاح کر لیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہ ہوئی اس
 صورت شوکے ایک بیٹے کو متبنی کر لیا اس کا نام سردانی رکھا وجہ میں تہ

کہ یہاں کی زمین میں ایسے جہاد اور مضبوط آدمی پیدا ہو گئے کہ ایسے نہیں ہونگے۔

بیان محمد خان کے ایام خور و سالی کا

خلن کی شاہی نوین ہوئی بعد مرگنا کے دو بیٹے ہمت خان سیزدہ سالہ اور
محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۶۱۵ء میں میر ہشتاد سالگی بحساب لکھا ہے
تو خیر وفات پائی اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۶۱۵ء میں تولد ہوا تھا روایت ہے کہ اکبر
محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھڑے پر سوار ہو کر گارے کندے دے دیا گئے کیا تھا اور اس
نے پھر گھڑا بالکل سیدہ میں غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اس گھوڑے کو کسین
کہ خود بھی مضروب ہو کہ اسکو سخت سخت کہا محمد خلیں نا خوش ہو کر ایک فطیر کی
نو پڑی میں بھاگ گیا اس فقیر نے اس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایک دن دن بڑا
ہو گا جس کے معنی میں سپہ سالار بن ہزار پر اس عرصہ میں اس کے بڑے بھائی ہمت خان نے
دکن میں نوکری کی اور وہیں وہ فوت ہو گیا اسکی لاش نوین شیر محمد خان کے باغ میں
کی گئی جو عہد نواب شہید خلیں میں لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مساقی بی بی خاتون
آغا ہو نہایت علی خلیں انگلش کا عروسی سے منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس
میں قریب ۱۶۱۵ء کے اس نے بسین خلیں انگلش کی جو اسوقت میں خود کے بھائی
نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر میں ہر سال بسین خلیں چار پانچ ہزار روپے ماہانہ
سے چھتا ہزار جابا کرتا تھا اس وقت ۱۶۱۵ء میں ہنگامہ بندل کھنڈ میں باہم شواہر جنگ ہوا

رہوا ملک میں خان ولد گجر خان ولد سبزہ خان ولد جیان خان ولد سازنگ خان ہریل
 ے فرقہ شامل دینی و شامل نری کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف
 طاسی بہادر کے جانشین میں اس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کو دانی نہ سمجھنا چاہیے جو
 شیخ آدم نوری کے خاندان سے تھا قصہ بخود شید آباد اب برای نامہ لکھا گیا ہے اس میں فرم کیا
 ہے کہ شہزادہ کو کا کہتے ہوئے یہ قصہ قریب ملکہ کنارہ دریائے گنگا کے واقع ہے
 تاج پرائی و حارہ نیرت میں نشیب کی جو دریاں بڑی ادنی و حارہ گنگا کے نظر ثانی
 یہ قصہ فرخ آباد سے اسیل جانب مغرب اور قصہ قدیم مس آباد خوری یا چیل جیل
 مغرب اور جدید اور سبزہ قصہ قریب سے ایک میل جانب گوشہ شمال و شرق کے واقع
 ہے کہ میں اب تھوڑے باشندہ ہیں مگر اسکے گرد و نواح کے قصہ جات میں مثل راہ و
 را اور عطائی پور کے بہت پھلن دیگر مقامات سے آکر رہے ہیں جن سے وہاں نری و
 ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ قلع کے باہر پیمانہ کہلاتے ہیں یہ لوگ
 ہمارے ہندوستانی ہوا و نہیں ہست میں اور انہوں نے مثل سپاہیوں کے رہے ہوں گے
 کے میں مینا کو شید آباد کے جسکو بیشتر کو محبوبا کہتے تھے عہد سلطنت ہوا
 کہ عروطانی ملکہ امیر و نواب رشید خان جاگیر و شمس آباد سے اور سرور
 اس کے جانشینوں میں سے جو عازر اور مشہور میں ابھی زندہ ہیں مگر مصیبت
 نے ان کو ہلاک کر دیا ہے

مشہور ہے کہ ایک بار

نہایت

نہایت

کی نوکری چھوڑ کر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کر گئے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
 لوگوں کو تبدیل کشت میں رہتے رہتے گزر گئے تبدیل کشت کے معاملات علی ہند
 کے ہند سے غایت درجہ ابتر تھے میں اس بات کو اور کتابوں سے یا بیہوش کو نہیں
 پہنچا سکتا ہوں صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہو جسے محمد خاں کی اوایل عمر کا
 حال جو تواریخی سرگزشت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روایت یہ ہے کہ جب راجہ
 دتیا نے وفات پائی اُس کا بیٹا پریمی سنگھ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے
 تخت پر بیٹھے ہی خود اپنے بھائی راجہ کو نکال دینے کا ارادہ کیا راجہ نے
 محمد خان کو باغداد اس نقد کشراپے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے
 پریمی سنگھ شکست کھا کر خاص محمد خان کے قاعدے سے قتل ہوا چٹان لوگ منو میں
 ہند پونچے بھی نہیں پائے تھے کہ ایک سرگرم سپاہی مدد رسانی کا مدار شاہ والی
 سپہری اور جانوں کی طرف سے پہنچا اُسے یہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
 سوار پر فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہے تب محمد خان نے سب فوج جمع کر کے
 بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُس کے پہنچنے سے کچھ پیشتر راجہ کو جھاگ جانے
 ہی میں اس معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں
 آخر کار صلح ہو گئی معمولی قاعدہ اس لوٹ مار کا یہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمی لے لیکر ہر
 ایک کو ایک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے یہی فہرست

اس سے اس سپاہی آدمی کا رور گار دیں اور جب کوئی رو بہ بیلوٹ نہ ہو
 سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا حسین خان کی آمد سننا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اس کے پاس
 بھیجا تھا کہ اس باغی کو سزا می اعمال دے شرط یہ تھی کہ جو کچھ لوٹ میں مال دے سب
 آوے چارم اسکا حسین خان کو دیا جاوے جب اس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
 تو نصف روپیہ بطور اجوری یعنی پیشگی کے حسین خان نے طلب کیا یہ روپیہ کل فوج
 میں کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہو گیا بعد ازاں کوچ کیا گیا ایک جگہ نامزد کی گئی اور
 پھر اسی جگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہاں کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
 مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خوشگاری ہوئی تو صلح ہو گئی جو کچھ روپیہ دستیاب ہوا وہ
 وضع کوئے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھ فوج کو ملا باقی غنیمت ہو گیا اور
 سپاہی مقتول کا علاحدہ کر کے میرزا اسکی بیوہ کے پاس بھیجا گیا ایک ہفتہ تک یہ غنیمت
 ہوئی رہی اور ماہ جون میں سب لوگ ٹوک لوٹے جو یہ مرتبہ خاندان حسین خان اور نیز بسبب شتر
 جو اس خاندان سے تھا حسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا حسین خان شتر
 شتر زائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایک دور حسین خان راجہ کا
 محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد و بیار واقع ہی ایک گنوار نے بندوق چلا کر اسکو مار ڈالا تب
 پٹانوں نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن موکو اپنا سردار بنایا کچھ
 عرصہ کے بعد محمد خان اور شاد بنگش میں باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ شتر جاتیں
 کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی سنے اور نوکری تلاش کر لی رفتہ رفتہ سب موکے

لکھنؤ سے بہت ترن جباری تھا جب اُس نے آدھا ڈھرتیت سے باہر نکال لیا تو
 راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمروں میں ٹھہریں موسل اور پیل کے ترن
 اُس پر چکر مارے اس ضرب سے محمد خان اور جی بے دم ہو گیا مگر عورتوں کو علیحدہ کر کے
 چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کو ڈپڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے
 لشکر میں جو پنجادوسرے دن صبح کو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کر دیا اور روپیہ
 داد کر دیا بلکہ نذر گزانی اور محمد خان کے قدم چھو کر یہ بات کہی (خان جیو تم تو مٹی نہیں
 دیو تا جو تمہارے سنگھ یعنی مقابلہ کے ہم نہیں ہیں نواب محمد خان پیرانہ سال میں یہ
 احوال لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ میں بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھ کو ایسی تکلیف نہیں
 ہوئی جیسی کہ اُس چیت کے تختے کے اٹھاڑنے سے ہوئی یہاں تک کہ جب پردہ اٹھتی ہی
 نواب تک دروستا نامہ اس وقت تک یعنی پیتا لیش برس کے سن تک محمد خان
 قزاقی مکر مارا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ غالباً باقی عمر جی وہ اسی پر بسر کرے گا مگر قسمت
 اس کو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جس کا احوال ہم آگے لکھتے ہیں +

محمد خان کا خدمت سلطانی میں متاثر ہونا

ماہ فروری ۱۱۷۷ھ میں (مطابق ماہ محرم ۱۱۷۷ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اور گنبد
 بصرہ کے سالہ کے جان بچو تسلیم ہوا اسکے لڑکوں کے درمیان نسبت مندرجہ ذیل کے
 لڑائی ہوئی گزائن میں سے معز الدین نقیاب ہو کر جون ۱۱۷۷ھ میں بہ لقب جہاد شاہ
 پسر پسر شاہ پسر شاہ ایک جانی عظیم الشان تخت کے شہنشاہ اور شاہ سے ہو کر

حاصل کی یہ اس ملک سے عام راجہ کے لئے مہرا ہے۔ جب وہ مال بہا
 کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اسکا فوجاً محاصرہ کر کے وہاں کے افسر سے مذاکرہ ہو گیا
 تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو غیر درجہ اسکا پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیتا تھا
 بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہے کہ ایک بار ۳۲ آدمی خاص محمد خان
 کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چاند پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ
 میں اسکو ملتا تھا اور عرصہ میں ایک بار محمد خان نے تین سو سواروں سے ایک راجہ کے کہنے سے
 کسی قلعہ پر دیر کش کیا پہلے بار حملہ میں قاصر رہ کر اسکا محاصرہ کر لیا مگر پھر عی کچھ نتیجہ نہ نکلا
 محصوران قلعہ نے خوب بہادر محی سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عیت پانی
 بہا تھا جبکہ گوراجہ نے دین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ آدو حصے کوئی حملہ نہیں
 کر سکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدمی رات کو اپنے ساتھ چند آدمی مسلح اور چپ و چالاک
 لیکر اس چشمہ کے اندر گیا اور اسکو عبور کر کے فضیل قلعہ کے نیچے پہنچ کر ایک درخت سے
 سہارے سے اوپر چڑھ کر قلعہ کے اندر کو پڑا راجہ دہین پر سورما تھا ان لوگوں کے
 ہی بیدار ہو کر بھاگا اور اپنے ساتھیوں کو اپنی امداد کے لئے بکارا راجہ اپنی جان بچا کر ایک
 کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اسکا تعاقب کر کے اس کو ٹھری ہی میں اسکو تھام
 کیا اتنے ہی میں اس کثرت سے زمیندار جمع ہوئے کہ محمد خان کے سب بھائی قتل
 ہوئے اور دروازہ اس کمرہ کا بند کر دیا گیا تب محمد خان نے اپنے متین خدائے کے سپرد کر کے
 اپنی سپر کو تختہ میں جا کر ایک شہتیرا سپاہ لگا کر اکھاڑ لیا اب اسکو کچھ موالگی گزرتی

یہی ہے کہ بعد اُن کے ایک مشاعرے میں اور ایک خط سید بھائیوں کی طرف سے بنام محمد خان بھی
 جو اُن دنوں میں گوہر کے علاقہ میں آٹھ یا نو ہزار آدمی لے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبزادی کا ست
 ہفتہ اہلہ سے مطابق ماہ اگست ۱۷۷۷ء تک لکھا گیا تھا محمد خان کا میر منشی تھا
 میں غرض محمد خان کی طرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کون سا فریق غالباً فتویٰ ہو گا پھر
 پانے خبر مرسلہ صاحبزادی کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کچھ امین فرخ سیر
 سے جا ملا آخر کار منوگر کے میدان میں جو پرگنہ فتح آباد میں نومیل مشرق طرف اگر وہ واقع ہو
 ان بادشاہوں کا باہم مقابلہ ہوا اسمقام پر آخر رائی چار دہم ذی الحجہ ۱۷۷۷ء مطابق یکم
 جنوری ۱۷۷۷ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی مستند تواریخ سے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
 نہیں پایا جاتا مگر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محمد خان میدان جنگ میں بہادرانہ سب سے
 پیش قدم تھا اور یہ بات سید عبداللہ خان نے بحشم خود بھی ایک لغت شیعہ محمد خان نامی
 محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاں دارشاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
 دیر کے بعد اسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پس پا ہو گیا فتح و غلبہ فرخ سیر کے حصہ میں
 اسی تاریخ پندرہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دو برس بعد سید عبداللہ خان نے عبداللہ خان
 چین قلعہ خان اور محمد امین خان ان سب کو فرخ سیر کے زور سے ہلا کر غارت کیا اور سب کو قتل
 قبول کی عبداللہ خان اور لطیف اللہ خان مع دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درگاہ کے
 کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک مہینہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بہت

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریائے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے کو
 بنگال سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسی مرزا جلال الدین فرخ سیراج محل میں
 آیا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کا عیوض لینا چاہا تو پہلے اپنے حسین علیخان صوبہ دار
 کو معاضت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازاں عبداللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
 صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیراج محل
 عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہنچے نہیں پائے تھے کہ سید عبدالغفار خان گروہی
 نے جو بھانڈا شاہ کی طرف سے ہانسی دس بارہ ہزار سپاہی کے عیجا گیا تھا وہ
 خان پر لا آلود کے نزدیک حمل کیا عبداللہ خان قلعہ گیر ہوا اپنے ایک چھوٹے
 بھائی کو مقابلہ میں شہید جنگ میں بھینجا ناگاہ غل چاکر عبدالغفار خان مارا گیا یہ سننے
 ہی اُس کی فوج بھاگ اٹھی اس خبر کے سموع ہونے پر بھانڈا شاہ نے اپنے
 بیٹے عزیز الدین کو بھری سپاہیں ہزار فوج لسبر کر دی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
 مقام اگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا مگر یہ سن کر کہ حسین علیخان اور فرخ
 عبداللہ خان متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور زور چر بندی کی فرخ سیراج محل
 کے آگے بڑھا اور صفیں آڑ کھینچیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
 بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھ قبل عزیز الدین اور اسکا کاندہا ٹھہر
 رہے یہ سالار بیل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علیحدگی سے پریشان
 ہو گئی بے سبب اور حساب وغیرہ فرخ سیراج کے ہاتھ لگا۔

میں استاد میں دس ہزار تین سو تیس تھی اور نیز سہاں جھیلی کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے
 اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہے اسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
 سے ۴ میل جانب گوشہ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی گلپور کبیر پور
 روتہیلہ محمد پور نقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وہ بہ پسند کرنے بجگہ کی پیشتر ذیل
 ہی پیشتر محلہ اول اہل اسلام کی ستائیں گانوں راجہ کھوری دکھور کو آب نشین آباد کئے ہیں
 کھور کا ایستون کو جو اس کے نو کو تھے دیدئے تھے محمد خان نے پیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
 جبکہ وہ صرف سواروں میں نو کر تھا ہر پشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر
 ایک گانوں کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹھ میں واقع ہے درج کا قذات
 کر دی مگر اس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلیٰ کے اسبات سے قطعی انکار کیا جب
 محمد خان ذی اقتدار ہوا اسکو یہ بات یاد آئی اور اسی کامیست کی زمین میں ایک پٹنہ
 بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیرا ہے قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں ۷ ہونو راہی حساب
 کا برج کہلاتا ہے ہر پشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم محمد پور اسکا اور نیز وہ جھیلی
 جو زیر قلعہ ہے ششہ نامک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد قانگج نے چھوٹا ہی مگر
 تھانہ پولیس کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے میں پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاؤ ہی برہم
 صدر مقام برگنہ برہم نگر کو جو ضلع فرخ آباد میں جانب چپ دریا کی گنگ کے واقع ہے
 بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہیں لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہیں ہے

چہارم محمد محمد علی شاہ سلطان ۲۰ جنوری ۱۷۷۷ء کو بادشاہ بہار پل کے نزدیک تریب سہری کے
 قیام پذیر ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئی مغلہ اور دن کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک
 ہاتھی ایک گھوڑا ایک پانکلی ایک سپر ایک تولد مرصع قبضہ کی ایک مرصع جگہ ایک جھنڈا سپر
 شکل مصلیٰ کی نو داغی نقاشے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اس وقت
 چار ہزار فوج کا انسہ کیا گیا اور نواب علی دوسے دن سے کہلایا پرگنہ جات مقصد ذیل جو
 بنڈل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کے واسطے بطور جاگیر دی گئی اس
 جہانگیر کالپی کو سب سے زیادہ مودہ جا سپری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال
 مذکورہ صدر مقرر ہوئے۔ دلیخان جیلہ کوچ اور موندھا اور سیانڈھا کو بھیجے گئے احمد خان
 دارک زئی کی اسب اور بھادیر سپر دہوی۔ پیرخان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب
 محمد خان کا کالپی کی طرف اور جماعت خن غلزی سپری اور جالون کو روانہ کیا گیا +
نواب محمد خان کا قیام گنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا
 سال ۱۱ میں محمد فرخ سیر کے محمد خان دو مہات پر مقابلہ راجہ انوب شہر اور راجہ میدا کے
 اسب گیا بخارا راجہ انوب شہر تو فوراً تاج فرمان ہوا مگر راجہ میدا مقید ہو کر بدست داؤد خان
 جیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ بعد ازاں محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت
 کیا اور گھوڑے پر ایک قصبہ کی بنیاد نوے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر
 جیلوی محمد شید آباد خیر لوہ اور سجان پور کی دالی اور اس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر خان
 کے نام پر رکھا مگر یہ قصبہ بڑی تجدد کا مقام ہی رہا نہ رہا ان کے متعلق

ہندوؤں نے بڑی ہمدردی سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہو کر مقتول ہوئی قاسم خان
 جہاں ملا گیا۔ یہ مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حائط کے جوہار کے
 درخون سے محیط ہے اب تک قائم ہے ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام
 اُس گاون کا جمال پر سے تبدیل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگداری میں
 درج رہا جب تک وہ ٹھکڑہ کی چھاؤنی تک حدود کی اندر لیدیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں
 میں سے زندہ بچے دوسرے دن نو میں داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے
 لئے دہلی کو روانہ ہوا وہاں شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر تواضع کی اور بی بی صاحبہ
 کو بطور اُس کے باپ کے خونہا کے تمام وکال باؤن گاؤن بم ٹیلوں کی دیدے محمد خان
 کو خلعت پہنا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اس بیان کی صداقت
 میں نہایت شک ہے بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہوتا چاہئے
 اُس موقع پر جہاں پر کہ قاسم خان ملا گیا اور کل باؤن گاؤن بم ٹیلوں کے اُسکے حدود کے
 اندر شامل ہیں۔ اس جگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اس شہر کے
 لئے نہیں مل سکتے تھے یہ قطعہ زمین دست بہت کنارہ گنگا کے کپل سے قنوج تک نہایت
 درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہے یہاں پانی کی بہت کثرت ہے اور چونکہ نیچے
 زمین سخت تھی اسوجہ سے کنوئیں مطابق مرضی کے ہر جگہ کھد سکے ہیں اور ہندوستانی
 کہادت راست اور بلا مبالغہ ہے کہ فرخ آباد میں گھر گھر کنواں ہے روایت ہے کہ بیشتر اس شہر کی بنیاد
 پٹنہ کی نواب حب اتقاق اُس بلند پستہ پر جو جگہ چھوٹھی ہوئی گاؤن کی ہے اور جس مقام پر

ہر فوج آباد

نواب محمد خان کا اب قصہ جدا گانہ طریق پر تھا اس نے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جہاں
موجودہ تباہ حالت میں بھی شمالی ہندوستان کے صد مقامات سے تھار کیا جاتا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ نواب کے ہندوستان کو نہ تھی جہاں لوگ اسکو اندر لگی کو چون کر تھے
سوار نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے کہ اُنکی مستورات کی بی پر لگی ہوتی تھی انعام آفرین
طو یا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر نگلش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے
باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اسپرشی کے غیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہ سے محمد خان
قصبہ کے باہر جا کر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر
نواب بی بی صاحبہ سے چٹانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا *

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجارت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا
قاسم خان نگلش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر
سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیوں پر انسپریٹ تھا
سلطنت میں (مطابق اجوزی سلطنت رعایت) ۱۱۰۰ ہجیر گشتہ ۱۱۰۰ قاسم خان مو اپنے
کل مال و متاع کے اپنے وطن یعنی مو کو جاتا تھا کہ اس مقام پر جہاں کہ اب ہندوستانی
پیادوں کی لیں اور گورابارگ بنی ہوئی ہیں اور جیجگہہ پر اس وقت میں کل تھا ایک شاہ
راجہ قوم جم شیلہ نے جسکے گاؤں محمد آباد کے راستہ میں تھے اسکو اگر گھیر لیا سیکرڈی
طریق غارتگری میں کنارہ لگا اور ٹونک اس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اس کے

۱۲۶ھ حرین (مطابق ۶ جنوری ۱۸۸۷ء) غازیہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۷ء، بنیاد شہر فرخ آباد
 کی بنگرانی نیک نام خان ڈالی گئی اللہ تعالیٰ اس کی تاریخ ہر بیہ الفاظ اُس خاندان میں
 عموماً شروع میں نوشت و خواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارت فرخ آباد یا محمد آباد کی
 آدم نامے ایک ہمار کی حسن تدبیر اور بنگرانی سے طیار ہوئیں جس کا نام قلعہ کی ایک دہلیز
 کے جواب منہدم ہو گئی ہر کتاب کے اوپر لکھا ہوا ہر ہکتو ایک خط بنام یعقوب خان سے حسین
 احوال سستی ادبی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنوں
 مزدوروں کے دو فلوس اور کاریگر معماروں کے پانچ فلوس اور کم ہوش یا معماروں کے
 چار فلوس روزانہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت و دید بجاتی تھی +
 ہم ٹیلوں نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ و جدل بچھوڑا تعینہ شہر بنیاد کی دن میں ہوا کرتی
 تھی مگر ہم ٹیلے جو گرد و نواح میں رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہو کر آتے تھے اور
 دیوار گرجا جانے تھے اُن لوگوں نے قلعہ کے اندر بھی کچھ عمارت گرا دی اس خلش کے
 اندفاع کے واسطے جو تھا کردن کی طرف سے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
 اطراف میں کچھ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب ہم ٹیلے قریب کے دیہات میں سے
 نکال دیئے گئے اور گاؤں کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا
 فرج شاہی مادہ تیکہ شہر بالکل طیار ہو گیا وہیں ہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی ملک
 متعلق ہوئے +

ملک نیز خیر خواہ راجا دن سے لیگی لوگ کہتے ہیں کہ فلک سنگھ گودا جہر دی ملک

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہے چڑھا اس زمانہ میں لنگا اب کی نسبت بہت غریب تھی اور ہر طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہ جگہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہاں
رہنے کا امکان ہے تو بہت پر فضا ہو گا ترائی میں بھٹان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہاں قازاؤں کا بہت تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں کی لبنی کھانسی اور پیٹھوں
جیسے اکثر چھپ رہے ہیں اور کبھی کبھی آدمیوں کو ہلاک کرتے ہیں فی الحقیقت تمام مالک
مغربی کے کسی میدان میں ایسی کیفیت اور بہار نہیں مشاہدہ ہوتی ہے جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم میں نظر پڑتی ہے منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی پشتہ سے آگے
بڑھ کر باغ میں جو بالائی قلعہ ہے لوگ جاتے ہیں اور کچھ توقف کرتے ہیں اور سڑکی آ رہے
لنڈ سے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہیں جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر بائیں باغ
میں نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہے اس سے آگے کر بلا کے بلند میدان
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہے اس کے بعد نواب کا رہنا چلا گیا ہے جس میں مہنوز کچھ درخت
کھینکے ہیں موجود ہیں سب کے بعد لنگا کی دھارشل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہے دست رہت پر کچھ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہے جو سایہ دار نیم کے درختوں کا
جنگل معلوم ہوتا ہے اور اون درختوں کے درمیان سے یہاں وہاں بعض صاحبزادوں اور
دولتمند رئیسوں کی دوسری حویلیاں دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنی جانب مغرب
موج کرنے سے مقبرے نوابان ہلوت کے دیکھنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قائم خان کی قبر آگے بڑھ کر موڈر وازہ کے پاس مشاہدہ ہوتی ہیں

صدر ثرا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے جو شہادۃ اعلیٰ سے لغاتہ ۱۲۸۵ھ
 نواب رہا، سمار کر دیا اور نواب ناصر جنگ نے جو شہادۃ اعلیٰ سے لغاتہ ۱۲۸۵ھ نواب رہا
 ایک کوٹھی اسی جگہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکاتین چھوٹے چھوٹے سوداگروں
 کی عینیں مگر اوایل میں کوئی دوسری عمارت سوائے عمارت متذکرہ بالا کرنے ہی بعد نواب کا محل
 بالکل مہدم ہو گیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہو جسکا اوپر بیان ہو چکا کسی عمارت
 کا نشان بھی قدر کے ایام میں نہ تھا +

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب دروازہ پائین دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے
 ہیں گنگا دروازہ امیٹی دروازہ قادری دروازہ لال دروازہ مدار دروازہ دھلاول
 دروازہ کھنڈیا دروازہ جسمی دروازہ ترانین دروازہ نو دروازہ پہلا اور آٹھواں اور
 گیارہواں تینوں دروازے اب بند ہو گئے ہیں امیٹی اور دھلاول اور جسمی یہ نام ان
 دیہات کے ہیں جو ایک دوسرے کے متصل ہیں دیگر اسماء اپنی تشریح خود کرنے میں
 سات دروازوں پر سرانین بنوائی گئی تھیں تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام
 کی جگہ پاوے نو سرائے نو دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار
 کو دانی بھی ایک سرائی جسمی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہو کر گرامی گئی تب یہ
 زمین نواب عظیم خان کے بیٹوں کے تصرف میں رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی
 جہاں کہ اب مدار باڑی کھڑی ہو چکی نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جس میں شہادۃ میں
 محل پر محمد علی خان عرف بلاتی ولد ولد خان اور برادر نواب مظفر جنگ کا تھا

شیش آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فتح آباد سے گوشہ جنوب مغرب میں واقع
 ہے جب خود بوجہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر میں چلیہ
 ہو کر پر دل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسر کردگی سات سو چوہتر
 اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہ لوگ مؤددوازہ کے باہر جہانے کہ ہم ٹیلوں کی بہت
 آمد رفت نہ کرتی تھی بھیجے گئے یہ لوگ ایک ہفتہ یا عشرہ دہان مقیم رہے تھے کہ
 ہم ٹیلے حسب دستور دیوانہ کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتیہ ہم ٹیلے قطب
 دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور
 نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کا نڈنگم رہا ہم ٹیلوں کی طرف تین سو
 سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے اعلیٰ شاہ اسمرتیہ ٹیلوں کا مخرج ہو کر
 مقید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکام خان چلیہ نے قلعہ طیار کر لیا اور اُس میں میں ہتھیار
 شمالی رخ پر قائم کئے تھے اُسے نیز ایک خندق قد آدم عمیق کھدوائی اور میں روج
 مٹی کے اٹھائے تھے اُن روج کا نشان ۱۳۵۷ ع تک کچھ معلوم ہوتا تھا اگرچہ
 اسوقت میں بھی وہ بے مرستہ پڑے ہوئے تھے اب ذرا عجیب نشان انکا باقی نہیں
 ہے اسی چلیہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہلاتا تھا
 ۱۳۵۷ ع میں اُس محل کی بارہ دری چھوڑ کر باقی جگہ میں مختار محل ہو یہ نواب شوکت جنگ
 مرحوم نے خانہ باغ ڈالادہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان علم جو کوہ

۱۔ سوای حصص متفرق دیہات کی شہر نپاہ کے اندر تھے اور ارادہ یہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت
 کا ایک جدا گانہ بازار مونا چاہئے برابر ان قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے۔
 کسٹریٹ کسیروں کے لئے + پسرٹا پاروں کے لئے + صرافہ صرافوں کے لئے + لوہائی
 آہن فروشنوں کے لئے + نوٹنہائی نمک فروشنوں کے لئے + کھنڈ یاٹی شکر فروشنوں کے لئے
 علیٰ ہذا القیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کی واسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص
 ذات کے لوگوں کی واسطے مخصوص کئے گئے۔ کھترانہ کھتریوں کی واسطے مویانہ مویوں کے
 واسطے کولیانہ کولیوں کے واسطے سدھواڑہ سادھوں کی واسطے مہجن پوری برہمنوں کے واسطے
 جولاہ پوری جولاہوں کے واسطے مہاجن پورہ نگیش پورہ خشک پورہ سید پورہ اور
 علیٰ ہذا القیاس یہ ترتیب زمانہ حال میں ابتر ہو گئی ہے اور اقوام باہم کم و بیش مل گئے ہیں ہندو
 کہیں کہیں وہ انتظام دیکھنے میں آتا ہے کیونکہ اسمین کچھ شک نہیں کہ کوئی سادھہ باہر
 سدھواڑہ اور صاحب گنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہر نہیں رہتا ہے +

دو اوقات مسلمانوں سے لغاتِ مشائخ، فرخ سیر کے وقت میں نواب محمد خان (دربار میں بہت کم حاضر ہوا کرتا تھا) کو لکھا کہ اس کو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے سبب فرصت نہیں ہوتی تھی اس عرصہ میں دہلی میں بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخِ نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری کو مطابق ۱۸ فروری ۱۷۱۸ء مسید بجاؤں نے بیٹے عبداللہ خان امیر حسین علیخان نوابِ شاہ فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کر دیا بعد حکومت دو ایڑ کون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے ابو الفتح ناصر الدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہو کر تاریخِ پانزدہم ذیقعد ۱۱۳۱ھ ہجری

ایک سرای پختہ یعنی دروازہ انگریزی باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے چاشنیوں نے
 کھدوا کر ملوہ اسکا فروخت کر ڈالا اور اب جیگہ پر لکڑی اور پولاد وغیرہ بکا کر تاہی ایک بہت
 مضبوط سرائی محل درخوابی ہوئی تھی جسکو انگریزوں نے گردا گرد سرنو انگریزی وضع پر
 تعمیر کروایا ہر دروازے پر باغ سوچاں مسلح متعین تھے اور دو توپیں دونوں طرف
 رہتی تھیں نواب کے لڑکے اور غلام یعنی خانہ زواجن کے پاس فوجیں تھیں انکو باہر
 شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صرف
 اور تجارت اور دستکار آدمی درمیان میں رہیں یہ کل جگہ کچی چار دیواری سے محیط تھی
 محمد خان نے اپنے بانیوں کو ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور ستورات کے
 رہنے کے لئے مکان بنوا دیئے تھے اور ہر گھر میں ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع
 اور تیس فیٹ عمیق تھی جن حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کی جاتی تھی اور
 دروازوں پر پٹری محاطت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کو مکانات تھے جو اپنے کام پر پٹ
 مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اور زمین نو لکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی
 جن میں اسنب کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف آمردہ بیر شرفیہ اور نارنگی کے درخت
 تھے نواب کے بیٹوں اور چیلون کو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہاں مرضی ہو باغ لگائیں
 کی زمین آم کے حق میں بہت اچھی تھی اور آم یہاں بہت بڑا ہوتاہی ترور بھی یہاں
 بہت بڑا شیریں اور کثرت سے ہوتاہی۔ تمام دیکھاں دو گاونوں یعنی بیکم پورہ اور ڈیوٹھان

نوٹا شروع ہوا بعد اس کے بعد وفات برادر کے محمد شاہ نے سلطان ابراہیم دلد فرج العتر
 وادہ بادشاہ کو سند شاہی پر بٹیا یا یہ عاقبتہ پانزدہم و اکیس سالہ بھری کو مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۷۱۸ء
 ظہور میں آیا جو کچھ شکر اس وقت جمع ہو سکا لیکر اذی کوہ سلیمان کو مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۱۸ء
 عبداللہ خان دہلی سوردانہ ہوا اس موقع پر محمد خان بعد بڑے غرور و تامل اور مشورہ دوستان
 سے شجاعت خان غلزنئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار
 سپاہ سے جا کر ملاوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ میں نے تمہارے
 ساتھ بڑے سلوک کئے ہیں مجھے ایسے وقت نازک میں مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ
 تکیا ہوئے تو میں تم کو گل اپنے ظہور میں اعلیٰ ترین افسر بناؤں گا مگر ایک فرمان محمد شاہ
 کی طرف سے اور دوسرا اسکی ماقہ سیہ بگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور اراکین کے
 اس وقت وصول ہوئے چونکہ کچھ اپنا فائدہ اور کچھ عزت بھی خاندان سلطانی کی مد نظر
 تھی اسوجہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار ہوا +

جس وقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کو س بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا
 تو وہاں ٹھہر گیا اور تباہیخ دوازدہم محرم ۱۱۱۸ مطابق ۱۱ نومبر ۱۷۱۸ء اپنی فوج کی صف
 بندی کی ۱۲ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی یہی پانچویں
 کو عبداللہ خان ماعنی پر سے پیادہ ہارنے کے واسطے نیچے اُترا اور پیشانی پر ایک تبر
 کھا کر زخمی ہوا حیدر علی خان نے پہچان کر اسکو مہربان کے بھائی نجم الدین علیخان کے مشیہ
 کر لیا اور پھر ماعنی پر سوار کر کے بادشاہ کے پاس لیگیا تا دیا نے پنج و نصرت کو بخیر لگے

مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۸۴ء تخت جلوس پر بٹھارے اور جو اس کی تاریخ سلطنت اسی دن سے شمار
کی جاتی جو حسن سے نفع سیر تخت سے انا را گیا بعد بعد و مجد اور تدا بیر کے جو واسطے گھٹانے
خاقت سیدوں کے محل میں آئیں یہہ فرار پایا کہ حسنیلیخان ہمراہ بادشاہ کر دکن کے مخدوم
صوبوں کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ حسنیلیخان کا آخر سوال میں مطابق آخر گشت
۱۱ ستمبر ۱۷۸۴ء شروع ہوا انہم ذیقعد ۱۲۳۷ ہجری کو مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۸۴ء بادشاہ کا پہلا کوچ
اگر وہ سے تین کوس پر پہنچا ہی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۰ تا ۱۲ تک جو روز
ساگرہ تخت جلوس کا تھا وہیں قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۳ تا ۱۵ ستمبر کو مطابق ۱۳ ستمبر ۱۷۸۴ء فرج نے فخر سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار پانچ روز
کے بعد یہ لوگ جانب جنوب بڑے عبداللہ خان پیچھے رہ کر ۱۹ ذیقعد کو مطابق ۱۷ ستمبر ۱۷۸۴ء
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفضلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین میں پایا جاتا ہے محمد خان
کی بیگم می میں دہلی لگانا یہ وہ یہہ کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان نگیش عبداللہ خان کی طاقت
کو آیا اور طاقت کیا کہ میں حملہ دکن میں حسنیلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی دہلیہ مانع نہ ہوئی ہو بلکہ
خان نے اسکو بچا پس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسنیلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اس شخص سے کہ محمد خان ۱۰ روپیہ پر آمادہ ہوتا محمد خان جھوٹ بولا جو بطاہر سچ معلوم ہوا
کہ میں بادشاہ کے لشکر میں جاتا ہوں یہ کہہ کر مخلص ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۷۸۴ء کو مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۸۴ء جب فخر سیکری سے پنشنس کوس
آگے پہنچے دہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقول ہوا اب تمام لشکر کا قیام

نواب امین الدولہ اسکو اکثر سنگوڑا تھا اور غایت درجہ مولادی دیتا تھا جس دلاری
وہ لیکتے تھے +

۱۸ محرم ۱۲۳۸ مطابق ۶ نومبر ۱۸۲۲ء، بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عثمان
عزیزیت بھیری اور سبغت چلا ۱۹ کو مطابق ۹ نومبر ۱۸۲۲ء، دہلی پہنچا اور وزیر تک
دہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جس لوگوں نے کار نمایاں کئے
تھے وہ حاضر ہوئے اسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چہہ ہزار
فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنی بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا
ایک خلعت بھی معہ سات لاکھ روپیہ نقد کے اسکو عنایت ہوا اور خطاب غصنفہر جنگ کا
جسکے معنی میں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور شمش آباد جو
اب ضلع فرخ آباد میں شامل ہیں بطور جاگیر اسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
دوبیان ۲۲ اکتوبر ۱۲۳۸ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۲۳۸ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اسوقت
میں اسکے عامل یلانت حاکم اسطور پرتھے۔ الہ آباد کا حاکم بھورنجان چلیہ آج بھاندرا
اور کالپی کا حاکم دلیر خان چلیہ سپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا سیکنام خان چلیہ
شمش آباد کا داؤد خان چلیہ بدایوں اور ہسوان، مہمہ دونوں مقام اب ضلع بدایوں
میں ہیں، اور محسّر آباد کا جواب تھا بھاپنور کے ضلع میں یہ حاکم شمش آباد
چلیہ تھا +

۱۲۳۸ء میں مطابق یکم اکتوبر ۱۸۲۲ء لغایت ۱۰ ستمبر ۱۸۲۲ء

محمد خان اس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحبزادی کے کاغذات میں ایک لکڑی
محمد خان بنام راجہ جی سنگھ سوای جی جسمیں احوال اس جنگ کا مندرجہ مگر اس میں اس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا محمد خان کو جلدوی این خدمات کے چھ لاکھ روپیہ لگا کر
خزانہ آجلے پر دیئے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہیں گیا +

اگر اس جنگ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ میں درج ہے
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کار نمایاں کئے ہیں نقل ہے کہ محمد خان نے اپنے کل سپاہ سے
عبد اللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہنچا تو محمد خان نے کہا اسٹم علیکم
سید نے جواب دیا علیکم اور اپنا ہاتھ ہودے سے باہر نکال کر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھ پر ڈال دیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
میں عبد اللہ خان کی گٹھلی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھ سید نے اُسکے لینے سے انکار کر کے محمد خان کی طرف
دیکھ کر عموکا اتنے میں مقیم خان اور داؤد خان کو دپڑے اور سید عبد اللہ خان کو کھینچ کر مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسے کوشش
اُسکے فرج کی بنیاد ظہور میں آئی قریب دو چھ نواب محمد خان اپنے لشکر مع اپنے قیدی
عبد اللہ خان کے پہنچا حبس الطرب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کر دیا وہ سب لڑے ہوئے
ولہذا اب مقیم خان تازانہ نواب شوکت جنگ (جو سلاطین لغات سلاطین اعز نواب) رہا

کی غمی اور دو سو سو تک دس لاکھ سے لغایت لاکھ ہزار تگری کر کے خرچ لیا تھا محمد خان
پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہو کر بھیجا گیا اور دو لاکھ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ
کے معین ہوئے محمد خان نے اکبر آباد میں روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اسکو حکم
ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان نے جا کر دس ہزار سوار رکھے اور سات ہینڈے تک
بیکار پرار ہا ہم مسطور صدر سے واپسی کی وقت خان دوراٹھان نے جس کی جاگیر میں پرگنہ جات
بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہتیا سدانند کی
جگہ پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار میں پوری کی بھیجے و روایت اسطور پر کہ چوہان
راجہ ولیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے میں غفلت کی تھی بنا بران بھورنجان پانچ سو سواروں
سے اسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے رو برد آیا تو اس نے
سلام کرنے میں وزنگ کی تب بھورنجان نے اپنے ہاتھ سے اس کی گردن بکڑ کر جھکانی
راجہ نے فوراً اپنے تئیں چھوڑا کر تلوار کھینچی وہیں نواب محمد خان نے ایک ایسا تیرا سکے
سر میں مارا کہ راجہ اسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور
نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات تبدیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ جو جاگیریں محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ میں
طعن انکارا حصہ تبدیل کھنڈ میں تھا فرخ سیر نے ازمانہ سلطنت شاہی سے لغایت شاہی
پرگنہ جات سپہنہ اور مو دھا جاگیر میں دیدے تھے بہرہ دونوں پرگنہ ولیخان چلیہ کے

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگ موالی کو دلواد یا جی سنگھ کچھ دنوں بعد برای سرکوبی
 چوڑا من جاٹ روانہ ہوا اس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرف فداوی
 کی تھی محکم سنگھ ولد چوڑا من سردار اپنی باپ کو بہت سزائش کی جب چوڑا من سے یہ
 حققت و بھرتی برواٹ نہ کی گئی تو اُس نے خود کشی کی بدن سنگھ براہ زادہ چوڑا من راجہ
 جی سنگھ کا مددگار ہو گیا قلعہ تہوں کا نیم نفر ششہ ام کو مطابق ۶ نومبر ۱۷۷۲ء قبضہ میں
 آگیا اور بدن سنگھ باپ سو جمل کا اسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں عی محمد خان شریک
 تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۷۳ء) سے لغایت دسمبر ۱۷۷۳ء محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر
 حکم شرف الدولہ ارا و تمند خان اور راجہ جی سنگھ کے جوہیت سنگھ راجہ راجہ مارواری کی
 متنبہہ کہواسے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک میں پہنچے جب سنگھ
 بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے مارا گیا دھوکل سنگھ نے یہ لقب اچھائی سنگھ ولد حبیب سنگھ
 کا تھا برسات محمد خان فاضلہ طاعت بادشاہ دوش و لپہ رکھا محمد خان مہا اچھائی سنگھ
 عرف دھوکل کے میر تھا انہیں پہنچنے پایا تھا کہ اتنے ہی میں محمد خان واپس بلا گیا کہ
 بندیل کھنڈ کو قبضہ پڑ سال ہی باہر نکلے چھ مہینے اس مہم پر بھی گزرنے تھے کہ بھڑ ستاع
 اس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار ہما پور مار ڈالا گیا اُس کو حکم ملا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
 واپس کو جادے اور پھر وہاں سے ابراہاد کے رستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹوں کے

روانہ ہو دے +

نے برباد کے شمال میں سر اٹھایا تھا اور گوردھر بہادر بادشاہی حاکم مالہ چوڑا

بعدہ دلیر خان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہیں ہو تو فوج کا لوٹنا بہتر ہے
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت و جرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب ان خطوط کے
جو اس کے دشمنوں نے ہندو راجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اس نے دلیر خان کو
مشاورت لکھا کہ دشمنوں کے قلعے اور گانوں وغیرہ جو کچھ کہ لیا ہے واپس کر دو کیونکہ زمانہ اب
نا اتفاقی ہے اور ضروری کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیر خان اپنی
بہادری کے غرور میں اگر فوج صد کی قوت کو غور کر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز رہا +
مسئلہ ۱۸ مطابق ۱۲ مئی ۱۷۷۷ء چتر سال میں ہزار سوار اور ہشتار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیر خان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھ کہ اس کے پاس تھے لیکر حملہ کی واسطے طیار ہوا دلیر خان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سو ہی زخم کشید و نیزہ کے دو گویاں کھائیں ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اس کے پانچ سوار بعد طور عجیب و غریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیر خان کی موت کا حال سن کر محمد خان کو ازراہ دلجوئی ایک مرصع جگہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیر خان چلیڈات کا بندہ تھا کرتا شہنشاہ جو انفرادی میں شہرہ آفاق تھا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بہت عیاش اور فوضو خوج تھا اس نے اپنے مالک کا محال ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کر کے نہیں صرف کر دیا تھا اور انکو عمدہ درویشان اور ہتھیار دے تھے ایک تربیہ کا

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس دفروری ۱۱۷۱ھ سے لایت فروری ۱۱۷۲ھ
 کالپی آج اور دیگر مقامات واقعہ بنیل کھنڈ تنخواہ میں محمد خان کو حیرت ہوئے اسی سال
 دینے ۱۱۷۱ھ سے لایت ۱۱۷۲ھ میں یہ خبر آئی کہ بندیلوں نے کالپی کو لوٹ لیا اور
 پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا ان لوگوں نے معزز مسلمانوں کی
 عورت اور بال بچوں کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ
 مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلوں کو مقابلہ حملہ اور ان بھیجا چاہئے
 مگر بادشاہ نے محمد خان کو اُن کی تنبیہ کے لئے بھیجا کافی سمجھا دلیر خان چلیا ساتھ
 سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسے بزودی روانہ ہو کر غنیم کے تہانوں کو پر گنہ کالپی اور
 جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبوں میں لوٹے اس عرصہ میں نواب
 امین الدین اعتماد الدولہ اس ملک فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنوں کا خیال کہ
 کہ محمد خان پر دیر مرحوم کی نظر عنایت تھی انہیں دشمنوں نے خطوط را جگان چند بھی اور
 اور چچا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن میں اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندوؤں
 کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سواد کے جمع ہو گئے اور پیادے تو بیس ہزار تھے
 قایم خان دلہ نواب محمد خان جو اُن دنوں میں سرکار گھوڑے کا فوجدار تھا سال بھر
 قصبہ ترہنواں میں پہاڑ سنگھ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ میں چار قلعے بہت مضبوط تھے
 خٹکے گرو جنگل اور عین کھانیاں بھتین اور بڑے دشوار گزار راستہ درمیان پہاڑیوں کے تھے
 قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسے جہد بلیغ کر کے اُستقام کو لے لیا بس

میں علائقہ سندھ میں ایک زخم گولی کا گھاٹا رہی ملک تھا ہوا تمام و کمال تین
 سو تین سو سال کے پہلے ہی حال ہوا دلیر خان کی فوج مجدد ہتھیار اس غصہ کے راجہ چتر سال
 کے مقابلہ کیا اسلئے نکلے اور راجہ کو پس پا کر دیا دلیر خان موضع مودہ میں دفن کیا گیا اور
 تمام باشندگان ہندیل کھنڈنے اُس کے وفات پر کھٹ منوس ملی ہر خشنہ کو شیرینی اُس کی
 قبر پر چڑھائی جاتی ہر سربندیلہ کا لڑکا جب ہر برس کے سن کو پہنچتا تو اُس کے والدین
 اُس کو مودہ صالحاتے میں تلوار اور سپر کو دلیر خان کی قبر پر رکھتے ہیں اور نذر گذراتے ہیں پھر لڑکا
 تلوار کر سے ہاندھتا اور سپر ہاتھ میں لیتا اور اس وقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ یہ
 لڑکا دلیر خان کے مثل بہادر ہو سکے ۔

نقادے برابر اُس کے دفن پر جا کرتے ہیں دلیر خان کی وفات پر بیسے مسئلہ لامرد مطابق اکثر
 مشہور حکایت اکتوبر ۱۷۷۷ء، محمد جان الہ بادشاہ کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ نقل ہے
 کہ سیدہ الہ آباد کی امین الدولہ بیروٹا اب محمد خان کے پاس جو ۱۷۷۷ء سے لغات ۱۷۷۷ء
 مایہ پڑا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہیں معلوم
 کہ وہ مندر نقل کیا ہوئی یا لگداز لوگ کہتے ہیں کہ بیانی لاکھ روپیہ کی حق ۱۷۷۷ء کے
 آخر میں جب محمد خان معہ اجمانی سنگ دلدہیت سنگہ والی مار ہوا دے کے دربار جاتے ہوئے
 میر تقی میر نے ایک زمانہ ایک حکم مہر علی امیر الامراء (خاندور انخان) کے وصول ہوا میں
 مقرر تھا کہ چتر سال نے علائقہ کشمیر و شاہی میں اپنا تصرف کر لیا اور یہ کہ بران الملک
 اُس کے مقابلہ کیا اسلئے لبرعت تمام عیسا گیا و غم غمی ہر وہی ہر وہی ہر وہی جاوے ۔

ساڈر کہ محمد خان نے سخت احکام دیے خان کو واسطے آدمی مانگنا داری کے لیے
 دلیر خان اپنی کل جمیوں کو لیکر آیا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ سیو مان ٹھہرا اور
 دربار میں حاضر ہو کر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
 کی پاپوش اٹھا کر سچے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں صرف آپ کی پاپوش برداری کے
 لائق ہوں آپ یہ جو کسی ایسے شخص کو جو آپ کو روپیہ کا انبار دیا کرتے دیدیوں میری مانگ
 یہ بہت بڑا ہزار آدمی ہیں جو آپ مجھ سے لے سکتے ہیں اس بات پر نواب کو قسم ہوا دلیر خان کو
 چھاتی سے لگایا اور اسی کے ضلع میں اسے وہیں مجید بادلیر خان اقرب کل لڑائیوں میں
 جو محمد خان لڑا شریک تھا چھان اور بندیلے بسبب جو انگریزوں کے دلیر خان کو سورمان کہتے
 تھے جس کی علامت تھی کہ آدمی کے ہاتھ ہتھکڑی لگے ہوں کہ جب سید صاحب کھڑا ہو تو زانو تک
 پہنچتے ہیں یہ بات دلیر خان میں پائی جاتی تھی *

روایت دلیر خان کی موت کی اشج ذیل ہے۔ ایک دن دلیر خان ہمراہ تین سو سواروں کے
 لشکر کیلے گیا تھا ہاتھی فوج شکر گاہ میں تھی ایک جاسوس نے اس بات کی خبر راجہ پر
 کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی نواب دلیر خان
 کے ہمراہیوں نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہے مگر دلیر خان نے یہ بات نہ مانی اور کہا
 کہ ہر شخص کی موت لادہ ہے خواہ آج آدے یا کل جبکہ ہنگو دھائی آخریے دفاتحہ پر حکم
 نکھڑے کی ہاک اٹھائی اور سید صاحب کی فوج میں گھسکر راہ میں بادیوں کو کاٹ
 چھاٹا دوسری طرف ہاک صاف نکل گیا ہندوؤں کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

صوبہ عظیم آباد تک سخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد میں اگر آتش فتنہ و شاد بشتقل کی
 عقی نوین سال جلوس سے (یعنی ۱۲۳۵ھ سے لغایت ۱۲۳۸ھ) محمد خان کے پاس ایک
 غلام پہنچا جس میں حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جا کر درست کرواؤں دنوں میں منزل
 کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا
 بعد دروپ کے عوض میں کوڑے کا پچھل دیدیا گیا تھا۔

محمد خان نے آگے آباد پہنچے فرج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور عید کے میں روپیہ تہنہ
 کئے اور عادی الثانی ۱۲۳۸ھ کو (مطابق ۱۲ جنوری ۱۷۲۳ء) اکبر خان ذاب کے قریب سے
 لڑنے فرج ہر اول کا سردار مقرر ہو کر جہانگیر کو عید کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے چھپا کر چکر
 خود بھی بہت جلد پشیدہ یا سولہ ہزار سوار اور اس قدر پیادے لیکر چھپے سے روانہ ہوا اس وقت
 بند یون نے بیس ہزار سولہ اور ایک لاکھ پیادوں سے کل بھاگل کھنڈ میں پشیدہ تک
 اور ملک سنگرات اور نیز ماند میں (جسے اوصول بھی کہتے ہیں) ہادی تک داخل کر لیا
 صرف قلعہ بیوند جب کو شاہید بیوند کہتے ہیں) جس کا محاصرہ سردی شاہ اور جگت رائے
 نے بیس ہزار سولہ اور پچاس ہزار پیادوں سے کیا تھا بچا مولہ با مقابلہ اس زبردست پیشانی
 کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فرج امدادی اور دیت سنگھ راجہ راجہ چھاورا چند
 والی و تیار دہری سنگھ و سینار سینڈا و درجن سنگھ و مینڈا چندیری و راجہ جی سنگھ والی
 و درجہ کھانڈی مہرا مہر واری و راجہ گربال سنگھ و جی و ریاسے لینا چاہئے نیز بعض
 و جی و ریاسے لینا چاہئے نیز بعض

بنظر تحصیل اس حکم کے محمد خان ساتویں سال دواہ دسمبر ۱۷۸۷ء سے نہایت دشمنی کے ساتھ
آباد کو معہ اپنے کل سرکاروں کے حال میں اسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا بسبب مقابلہ میں اسکا
محمد خان کے نایب بندیکند میں کامل طور سے قبضہ کر کے بعد قیام دواہ کے محمد خان آباد
میں پندرہ ہزار سواروں کے معہ اپنے جہاز کے کناروں سے بجائی پور کی طرف آگے
برٹھنا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +
منوا ترا حکام اس شخصوں کے پیوچے کہ آگے بڑھنا چاہئے خیر ان چند سرداروں میں
بھیجے گئے تب محمد خان نے عی دیاسے جن کو عبور کیا چھہ بیٹے لڑکر محمد خان نے پرگٹھ
سینہ ہٹا کر جو باندے کے جنوب میں واقع ہر محل دخل کر لیا اسوقت فرمان اور حکام
محمد خان دورا ن خان بندریہ آیا محل بدبغضوں صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا
لہذا چڑھائی ہندوؤں پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر ذاب محمد خان
مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پر دشمنوں نے بہت سخت قسمیں کھائیں کہ ہم کبھی محمد خان
کی جاگیر کے اندر قدم نہ رکھیں گے اور فوج اسلامیہ سے بغاوت میں کوچ کر کر گئے محمد خان
اس ملک میں اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹوں کے حملے کا دفعہ
نصاحب کابیان اوپر ہو چکا ہے اسلئے محمد خان انکو روکنے کے لئے وہاں بھیجا گیا اس کی
عدم موجودگی کو بندلیوں نے مفتقات سے سمجھ کر قسم و جہد و جان کو شکست کر کے باغی
پر کرنا بدھی اور وصول مالگنداری میں سدا رہا ہوئے +

اس عرصہ میں بریدی زاین اور دیگر پیدان چتر سال نے تمام وکال محل گھنٹہ کو سرحد

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے۔ قلعہ ترہوان میں جو صد مقام بہار سنگہ کا تھا
 تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑیاں تھیں جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسوں تک کسی سلطان
 حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینوں تک ماہیوں نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ
 سب جاسنگہ سپہر دی نرائن دنیہ و ہر سال سکندر حکم تھے اور نیزہ منس زمیندار برگڈہ نے
 معہ کچھ مرہٹوں بغیر برکی وغیرہ کی اُنکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ کو
 سلطان ۱۱۸۰ھ بمبر سنگہ ۶، بدھت لڑائی کے قائم خان نے ہاتھی سے چالاک توڑا کر باہر کے
 قلعہ میں داخل کر دیا ہندو لوگ کچھ جدوجہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکال دئے گئے
 اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ میں پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے
 چونکہ قلعہ کی فصلوں پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قرینچ
 گھسنہ تک لڑائی برابر جوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے باراد
 گریز قلعہ سے خروج کیا اسوقت تین ہواؤمی اُن میں کام آئے اور ہتھور دریا میں غرق ہوئے
 تب قلعہ میں کامل طور سے دخل ہو گیا اس محاصرہ میں عرصہ پانچ یا چھ مہینے کا لگا بعض فتح و
 غلبہ کے قائم خان نے واسطے قلعہ کلان سنگہ (جو آٹھ کوس ترہوان سے ہے) اور محکم گڑہ
 کے جو اسی فلاح میں ہر کوچ کیا +

جس عرصہ میں قائم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے میں
 محمد خان سینڈھاسے جلاتھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اور اکیس دن برابر جوتی رہیں
 غنیمت نے اپنے مورچوں کی خوب مضبوطی کی تھی جن سے وہاں کی دھار اور گانوں کا قلعہ

و نائب و جدار جو نو دستے سردار خان کے ساتھ چاہی گزشتہ سال کے میں سے بجز
والی مودھا کے حکام دہلی کی تعمیل نہ کی ۔

پہلے بھیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنوں سے پاک کر نیکی لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ
وچ کھنڈ سے دگڑہ لکریلے و مودھا قلعہ ملک سنگراٹ پر سنگ پور کے لئے گئے
سام مگر و قلعات کھتولی و صحرا و کلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ماند مودھا بندہ
کے قبضہ میں آگئے کچھ عرصہ تک افواج غنیمت پھاڑیوں پر نزدیک تر ہوا کے سرگردان
رحمنی مابعد قلعہ گیر پور میں خود چتر سال نے بھاگنے میں سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو چار
ترہوان کے لئے چھوڑ کر خود سینڈا سے بغاوت جاکر کوس چلا گیا مگر دشمن بھی فرار کر گئے و کچھ جاتا
بھنڈ و مودھا و پیلانی و اگوا سی و موٹی و گھاٹ پارا ترنے کے خس و خاشاک دشمنوں سے
پاک ہو گئے اس جنگ میں اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال کا قایم خان
نور مذکور گیارہاب محمد خان مع اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار و بارہ ہزار
پہاؤں سے محاصرہ ترہوان کے لئے چھپے چھوڑا گیا اور بابو جتہ سنگ و لدراجہ جتہ سنگ والی
مودھا مع ملہا پنجاں و حلیم خان و محمد ذوالفقار خان و رای ہر پشا و اور دوز میندارون
سادو و ہرنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ و انندی داس نے بھی اپنی فوج
سے طریقہ ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہ تھی کہ مقام ملک و
علاقہ کن برے لیوں اور پھر محمد خان سے معہ نو چاند سیہ و باروت وغیرہ کی جوتشیا
ترہوان و کلیان پور و مگروری میں ہاتھ لگے تھے جاتیں زمیندار لوگ خوش ہونے کیونکہ

میوں سے محیط می واقع تھا یہاں چتر سال کا عندی مقام تھا اور جس پہلو سو اور بس ہزار
 پہلو سے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تقاب کو کھارنا شروع کیا بعد کئی گفتہ کے بندیوں نے
 دریا کی طرف پھر کے رہتے تھے جو بہت کھانیاں اور گرداب تھے جاگ کر کھائیوں میں
 آدھ کوں اپنے لشکر گاہ کے پیچھے پناہ لی یہاں بھی جیسے سلامت نہ کھیکر چتر سال معہ اپنے
 لوگوں اور رشتہ داروں اور متعلقوں کے گھوڑے پر سوار ہو کر بارہ کوں پر چنگلوں میں ڈال
 کر گیا تمام سامان لشکر کا بھیے اور تو بچا نہ وغیرہ غازیوں کے ہاتھ لگا دو کوں تک غازیوں
 کا تقاب کیا گیا پھر سلطان لوگ ٹھہر گئے اور غمیز زن ہوئے اب یہہ دریا تھا ہوا کہ بندیلے
 سالٹ و دست و تہا نہ سپوارہ کی فوج میں چلے گئے ہیں ان مقامات میں بلو پھاریاں
 عمیق جھیلیں کھانیاں اور بڑے بڑے پر خاد چگل تھے یہاں پر بندیلے سرداروں نے رہتے
 پر لٹنے کیواسے مورچہ بندی کی تھی خود چتر سال نے چند کوں حیت پور کے جنوب میں نزدیک
 سورج سو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور میں شمار کیا تو پانچ پھر (آدمی مقتول و مجروح
 پائے اور فوج ضمیمہ میں بارہ تیر و ہزار آدمی تلف ہوئے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار
 سوار گئے اور پانی اور چارہ کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی محنت
 نہیں کی تھی +

بندیوں کی فوج آدمی میں دینے والے ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے، فوج میں
 ایک لاکھ پیادے پورہ کھانڈی راونر وادی و زمینداران مالوہ و تمام و کمال کشداندہ ملک

دو تون مظلوم مرتے تھے زوایت سے ظالم ہوتا ہے کہ وہ جگہ اچوتی ہے جہاں پر یہ جنگ معلوم
واقع ہوئی شاید اسی اچوتی سے غرض ہے جو باندہ سے گیارہ میل پر دریائے سبانی واقع
ہے اگرچہ یہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہے مگر باقی حالات کی تفصیل یہاں نہیں ہوتی اور
نہ اس ضلع میں کچھ مسلمانوں کی لڑائی کا ذکر ہے *

حدیقہ الاقاہیم میں اس نام کو دینے اچوتی کی اچوتی یا اچوتی لکھا ہے اور یہی
تحریر ہے کہ یہ مقام برگنہ ہو یا میں جو تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۱۲۰۰ھ میں دینے
۱۲۰۰ھ میں ۱۲۰۰ھ ہے *

دو گنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہاں پر ہروی لڑا اور ہندو سنگہ چندیلہ میں ہندو
سوار اور چالیس ہندو سواروں سے موجود تھے مسلمانوں نے جو نظام اور ہستنگی سے
آگے بڑھے تھے فتح کر لیا اس موقع پر بہر بخان دلالہ خان و امام خان و غلام محمد خان
و عبد الرسول خانی و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان سپہ نواب محمد خان کے بھی ایک
کرہ گولی کی رگڑ لگ گئی سیہ طغر حسین خان دالہ یار خان و گل خان بروج ہوئے بندے ایک
اور قلعہ میں جہاں جگت راجہ و سربا میا راجہ کا پناہ گیر تھا وہ ہندو ہندو سواروں کے چلے
گئے پھر مکر آمانی ہوئی اس میں احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان متونل
اور رحمت خان و کچھ سواروں کے مجموعی ہوا *

آخر کار ہندو نے مزین و جگت مزین و مہرین سنگہ سپہ سالار حیرت سالار ہندو سنگہ چندیلہ کے
میسرے قلعہ میں بھاگ گئے یہ قلعہ نزدیک ایک گاؤں کے پچھلے دروازے کے گزرا

کے بلند تھے ایک بار گی مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سواروں نے برجی ہاتھ میں لیکر
باگ اٹھائی جب یہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہنچے تو کچھ مقابلہ کسی سے نہ کیا آدیوں
سے روکے جانے پر جواب دیا کہ ہم کچھ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہیں *

آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئے ایک نے آئین سے اپنی کمرے بڑا نکال کر
تینا کو کھائی چھر برجی کو ہاتھ میں مضبوط پکڑ کر کپڑا کہ نگلش ہوشیار ہو میں آپہنچا یہ
کہہ کر اُسے کھوٹے کو ایسا دبا یا کہ اُسے اپنے دونوں اگلے پاؤں ہاتھی کی مستک پر
رکھ دیے بندیلے نے برج چھوڑا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے
پر سے مڑ کر پڑا اُسے کھوڑی کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلو
کی نقل کی مگر اسی طرح پریشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان سینگری سے کہا کہ یہ
بندیلے کیسے بہاؤ رہے مجھ سے خان چلیہ چند بہادر پٹھانوں کا سر گردہ ہو کر فوج اعلیٰ
میں ببارا وہ قتل حیرت سال گھس گیا مجھ پریشان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک
گولی کا زخم لگا مجھ پریشان کی وفات پر نواب نے اٹک حسرت پہائے اور عرصہ تک
بعد ٹرائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہے اور کہتا تھا
کہ مجھ پریشان جو کچھ مجھ سے کہنا تھا وہ صبح نکلا کہ میں تم سے پیشتر مر جاؤ گا غروب آفتاب
سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ حیرت سال کے مقابل ہوئے حیرت سال لوہی کی
عماری میں بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوج کو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فوجی
ساگب اُس عماری پر ایسے زور سے مارا کہ اُسکو توڑ کر ہاتھی پر ضرب پڑی حیرت سال کو بھی

(مطابق ۹ جون ۱۸۵۷ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہو کر بڑا پیشتر ان لوگوں کے پہنچنے
 کے جوت کہ یہہ کوں بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے ہو با اور دیگر اطراف میں فراکیا
 جنہوں نے بھاگنے میں درنگ کی مقتول ہوئے قلعہات بازی گڈم مسکن خانجہان خواہر اور
 چترسال کا اور لاہوری جھوم دستہ ہائے فوج نے جو بھی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ ہونا
 سے ایک کوں کے فاصلہ پر خمیہ زن ہوئے مگر فوج عظیم سلہٹ کی پہاڑیوں میں روپوش
 ہو گئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوں کا تھا پھر وہ بہ کثرت بارش کے محمد خان
 کے فوج کو آگے بڑھنے میں دیر ہوئی کیونکہ وہاں کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +
 یہاں پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ اسے الٹانی
 ۱۸۵۷ء کو مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۷ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہنچی اسی دن ہر دو شاہ
 جگت رائے کی مدد پر آپہنچا دشمنوں نے جو دس وغیرہ پہاڑیوں پر بنائے تھے وہاں سے
 وہ ہندو توں کی بازہ سر کرنے لگے اور تیر مارے رہے دن بھر ہی ہوتا رہا اور عدد کی
 جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے
 غروب آفتاب پر فوج عظیم کے پاؤں اٹھ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی بازہ
 سے ضائع ہو گئی ضعیف جنگ اور پہاڑی پر قبضہ ہو گیا تب مسلمانوں نے جنگل کے کاٹنے اور
 راستہ کی قطار کرنے میں جہد بلیغ کی +

اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک میں مانند
 مور و بلخ کے پھیلے ہوئے ہیں بغیر فوج کثیر کے یہاں کچھ نہیں ہو سکتا ہے صرف اسبقہ

بھی عیش آگیا چتر سال کے ہاتھی پر جو لگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ہوا سے
 کہا کہ ہاتھی بڑا ذواب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کبھی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چتر سال کی
 لوٹی اور آئی راؤ جو چتر سال کے بھائیوں میں تھا کام آیا مسلمان لوگ ادھر ادھر مفرور
 بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون
 جیسا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فحیاب کوئی نہیں ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بخودی
 کے عالم میں دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصبح پھر لڑ گئے
 چتر سال یہ بات سن کر اپنے بھائیوں بھتیجیوں پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں
 محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھوں گا تم مجھ کو گنیوں بیاں لے آئے یا تو میں
 اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤں گا ورنہ اپنے تئیں ہلاک کروں گا اِن باتوں پر چتر سال
 کے کسی نے کچھ لحاظ نہ کیا +

بوجہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ میں تمام شب مسلح
 رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُس مقام پر ایک درخت بیر کا تھا
 جس میں تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہ پھل تھوڑے سے لوگوں نے کھائے
 اور ذواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لا کر تھوڑے سے بیر توڑے اور
 ذواب کو بھی دئے +

تاریخ ۲۰ شوال ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۰ جون ۱۷۷۱ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج
 شاہی نے دھنوں کے مورچہ کی طرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب تبارج کریم و نقیہ

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو جلد باہر نکال دیا محمد خان بذات خاص اسکی ہمت پر وہاں آہو چا سیکر ڈون سر دشمنوں کے لشکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ بار بار دھکی کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ میں آئے مسلمانوں نے کل پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے بمقام سے جیت پور دست درہست پر اور کچھ حصہ سندھاری علیا اسی طرف تھا پہاڑیاں پہاڑ کی چتر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی فوج جنگل صاف کرتی جانی تھی تب لڑائیاں بند یوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج حدود پہاڑیوں پر اچھتر کے جو فاصلہ تین کوس جیت پور سے ہر اور سورج منو میں جو اس قدر فاصلہ بمقام مذکور سے صحیح ہوئی مسلمانوں کا کیس پہاڑیوں پر جیت پور کے اسی طرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ چستی تمام کیا گیا بند یوں کو جانب مغرب مقام اچھتر تک پہنچا دینے میں عرصہ بیس مہینے کا لگا بیس مہینے ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۸۷ھ سے سلطان ۲۴ جنوری ۱۰۸۷ھ جو تاج محل کے عبور کرنے کی و غنایت ماہ سفر ۱۰۸۷ھ مطابق ماہ اگست ۱۰۸۷ھ ہوتے ہیں موسم بارش میں (جولائی سے اکتوبر تک ۱۰۸۷ھ میں) کارروائی محاصرہ میں دنگ کے ساتھ چھوٹی بوجہ زیادتی نمی کے سرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً مٹی سے بھر جانی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عیسائی جیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور لٹائی کی کوس کی تھی یہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اسپر توپ و ریکل لیکر چڑھ گئے تھے چار مہینے یا کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یہ مقام ہاتھ لگا منوقت یہ مقام لیا گیا اُس وقت مذکور کے خلاف اس چڑھائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گزرا تھا دینے چلائی

فوج پر جسکو دولاکھ روپیہ ماہواری کفایت کرے باقی امد فوج بسر کردگی قائم خان محارمہ
 ترحوان میں مصروف ہو ۶ رمضان ۱۱۸۷ھ کو (مطابق ۵ - اپریل ۱۷۷۴ء) فوج محمد خان
 کی اپنے لشکر گاہ میں درمیان سلبٹ وکل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنی ۱۹ اپریل ۱۷۷۴ء)
 کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہیں جنپر
 بڑے پر خار جنگل ہیں اسی موقع پر بندیلوں نے سات سو بچے اور ان کے مقابل بہت
 مضبوط دو دھس بنائے تھے گرد اس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیاں طیار کردی تھیں
 چوٹی پر پہاڑیوں کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنہوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اپنے
 بارٹھ مارنا شروع کی پہلے دیوار میں گولوں سے توڑ کر حملہ کیا گیا بعد جب غنیم دوسرے
 دھس میں بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرض کہ فوج رفتہ بہاڑی اور کل مورچہ بندیلوں
 کے خس و خاشاک دشمنان سے صاف کر دئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے
 ہر دسے زارین و جگت رات دھو میں سنگے نے شتون مارا اگر باوجود میں متفرق حملوں کے
 کچھ نتیجہ نہ پایا

۲۱ رمضان ۱۱۸۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۷۷۴ء محمد خان مقام مندھاری کو روانہ ہوا چنانچہ
 ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی
 ہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا پھر فوج دھان ڈیرے ڈال کر گئے
 رہنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعلانے اپنی فوج پیادہ کو اس جنگل میں جکاوڑ
 و طبل کو بٹھاتا لاکھ دھنوں کی پناہ سے تیر مارنا شروع کئے اور بار بار دھن کی سرکی طبل

تفصیل احکام مطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بہرہ ور کیا گئی *

یہ بات ملاحظہ ناظرین میں آچکی ہے کہ ترہوان پہلے قایم خان کی موجودگی میں جادی الاول
 ۱۲۸۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۶۸ء سے لیا گیا تھا پھر قایم خان بنڈیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیوں
 کو دشمنوں سے صاف کر کے سیدھا رت علیخان کو وہاں چھوڑ کر اپنے باپ سے مل گیا تھا اور
 سدوز میزار کو عارضہ علیخان کی مدد پر کو دیدیا تھا اتنے میں خبر پہنچی کہ زمیزار برگڑ و ہندو سنگھ
 باغواے پسران چتر سال معہ پانچ ہزار سوار دس ہزار پیادوں کے باغی ہو گئے قایم خان
 پانچ ہزار سوار و پانچ ہزار پیادوں سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس
 پر تھا تب اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ غنیم نے حال میں پہلا دس قلعہ کا پھر لیلیا *
 یکم رجب الاول ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۸۶۸ء جلوس میں جب محمد خان اجمیر کے
 پہاڑیوں بندیلوں کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اسوقت قایم خان
 نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ میں آیا ایک مہینے سے
 کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یعنی ۹ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ کو مطابق یکم نومبر ۱۸۶۸ء اس جلوس
 میں آخر حملہ کیا گیا ایک ہڑنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھر دی گئی تھی
 ہڑنگ کے اڑنے ہی حملہ ہوا چھ سو آدمی حملہ آوروں میں سے اور اس سے بھی زیادہ
 محصورین میں سے راہی ملک بھاہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج
 اسلامیہ نے انکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان میں داخل کر لیا قایم خان برابر
 تعاقب ہوتا گیا اور میدان جنگ میں پانچ چھ مرتبہ ہزیمت فوج احمد کو دیکر اسکو برگڑ میں

۱۲۹ھ سے غایت جمادی الاول ۱۳۰۰ھ مطابق جنوری ۱۳۰۲ء سے غایت دسمبر ۱۳۰۲ء
 اس عرصہ میں محمد خان دہلوی کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاک تھا اسکا قول ہو کہ میں نے
 شب و روز لڑکرات آٹھ آدمیوں کا کام انجام دیا مگر کچھ غرت و توقیر میری لڑکوں اور
 رشتہ داروں کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالوں کی پیشین مقرر ہوئی بالخصوص
 انعام دینے کے جاگیریں میری ضبط کر لی گئیں محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور
 محکو ایک فصل کی واسطے غایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالخصوص
 اداری دو لاکھ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ دالئی ماہوار کے معاملات میں تو
 لاکھوں روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی دالپی چاہتا تھا *
 چھ مہینے سے دشمنوں نے پرگنہ پوٹاری میں مفدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی
 چتر سال کے ایک رفیق نے دو ہزار سولہ و پانچ ہزار پیادوں سے قلعہ سینڈی میں جگہ
 پکڑی تھی یہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد شاہ
 حاکم راٹھہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کر کے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اس
 شخص میں سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ انہی عرصہ تک ضلع اولیٰ میں بحیلہ
 تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر حلال پور میں درنگ کی جب بہت تیرا حکام مدینہ
 پہونچے کہ اولیٰ پور احمد کے حوالہ کر دو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹھہ کو دشمنوں
 سے صاف کیا نیز سردار خان مہر کو نورخم سنگہ کے اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راور احمد
 کی فرج کو طلعات و محاذات واقعہ ملک راجہ پر تھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا دے

کر دین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بند یوں کے ساتھ چلے نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
 کی کہ ہماری جاگیریں بکھو واپس کر دو جو تم نے لے لی ہیں تب انہوں نے جواب دیا کہ
 ہمارے پاس سوائے ہماری فوج کے اور کچھ نہیں بڑا خرکار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
 مطیع ہوئے۔ اور زمین جو بندوں میں پاک سمجھی جاتی ہیں کھائیں کہ اب کبھی دائرہ احاطہ
 سے قدم باہر نہ کھینکے بلکہ اس بات پر راضی ہوئے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
 لے لئے جا دیں اور ہمارے ملک میں سلطانی تھانے و چوکیاں بھجادی جا دیں +
 دہلی سے کچھ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گزر گیا اس وقفہ کو بند یوں
 نے فوراً عظیم جانکر قاصدوں کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا برہان الملک نے
 ان کی خاطر تواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چتر سال آئے جس میں اغوا تھا
 کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کر دو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خان کے طرفدار
 دربار میں بہت ہیں مگر ان خطوط سے ایکبارگی حرات پا کر انہوں نے مقابلہ پر کمر بستہ چست
 باندھی جب اس طرح پر تین مہینے گزرے تو ہمارے مولیٰ کا آپہنچا چتر سال کو اسکے بیٹے مالکی
 میں محمد خان کے پاس لائے اور بیان کیا کہ بوجھ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
 سخت علیل ہے اگر یہ شکر میں مر گیا تو لوگ یہی کہیں گے کہ کسی نے اسکو مار ڈالا غرض کہ ان
 حیلوں سے انہوں نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مو بفاصلہ تین گوس شکر اسلامپور
 سے پہنچا دیا مسلمان اس وقت پہاڑیوں پر کچھ فاصلہ پر چیت پور کے جنوب میں پڑے ہوئے
 تھے جگت دای اور اسکے بھائیوں کو اجازت ملی کہ مولیٰ کا تو ہمارے چاچا میں دفن فرمائیے۔ مارچ ۱۸۵۷ء

ایسا دبا یا کہ دسے لوگ بطبع فرمان بخوشی ہو گئے ان کار و ایمنوں میں ضروری جیسے عرصہ
 لگا ہو گا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سے فوراً مجا دے اور قایم خان اجمعی تک مل سکا
 تھا یا نہ تک کہ مریشون نے ۱۲ مارچ ۱۸۵۷ء کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں
 خلل افراز ہو کہ شکست پر شکست دیوں +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیوں کی طرف بڑھ کر متواتر آٹیاں افواج چلا
 دہر دے نراین و جگت رامی سے ٹرین آخر کار ہر دی شاہ و جگت داسے و موہن سنگہ پھین سنگ
 اور آوہ بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد چتر سال نے بدلت
 خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ سے بڑھ کر اپنی رانی اور پوتوں کو حاضر کیا تین یا چار
 ہفتے تک (یعنی دسمبر ۱۸۵۷ء) سے لغایت جنوری و فروری ۱۸۵۸ء) بندیلوں نے نور
 محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا یہ پتہ چلا کہ محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی
 جس میں تحریر تھا کہ اگر اجارت ہو تو میں اسیران جنگ کو لیکر دربار میں حاضر ہوں +
 باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جا نہیں سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہر روز
 شاہ محمد خان سے بہت انسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان دہر دے شاہ میر کرنے
 اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہیں چلکر ملک گیری کریں صرف
 سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی
 کہ یا قوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سواروں کے دیگر
 روانہ کرو قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیوں نے سواریاں دستیاب کر کے روانہ

سیدہ اور ایک نواسہ بروت اور دو بڑی توپیں اور پچاس رکھلے بھیجنے کے لئے درخواست کی تھی
 فوج مرہٹا پر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پیلپا جادون و دیگر سرداران کے بھی
 جو کلہم بارہ سردار تھے وقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھ تعداد نہیں معلوم ہو سکتی
 تھی مگر رستہ میں جماعت کثیر تیریداران شریو معندہ انگیز کی بارادہ غارتگری و بربادی
 علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگنی تھی ان لوگوں کے ملجانے پر فوج مرہٹوں میں ستر ہزار آدمی
 ماضو اسقہ تعداد بند یوں کے ہو گئے بروز چہار شنبہ تباخ ۲۲ شعبان ۱۱۸۷ھ ہجری
 مطابق ۱۲ مارچ ۱۸۷۳ء سنہ گیارہ جلوسی میں مرہٹوں نے ایک دستہ فوج اچھتر کی
 پہاڑیوں پر بھیجا جسے محمد خان کے خیموں سے بفاصلہ ایک کوس پنچکر اُس موقع کی گرداوری
 کی یہ لوگ لشکریوں کے چو پاؤں پر گر پڑے مگر مسلمانوں نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیوں
 کے سر کاٹ کر اور کچھ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹوں نے
 دہنے بائیں جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھ کر اڈٹوں اور دیگر
 جانور ان بار برداری کو جو گھاس کی واسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانوں کی طرف سے واسطے
 رہائی جانور ان کے کچھ فوج بھیجی گئی اور دو پختہ میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
 (مطابق ۱۴ مارچ ۱۸۷۳ء) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنوں کی طرف سے عمل میں آئی مگر
 ہزیمت ہوئی اور سب سر دشمنوں کے لشکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان مطابق ۱۵ مارچ ۱۸۷۳ء
 محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیوں میں چھپے رہے فریب غروب آفتاب رہے
 یکایک نکل کر آئے اور ہرے مگر پس پا کر دیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے مارے گئے

چونکہ محمد خان کے رفیقوں کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چرخانی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہ سے
 اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سیاسی رہنما پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے
 تھے اور کچھہ جا بجا تھانوں میں جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلام قریب چار ہزار
 سواروں کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے میں انواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہوں نے
 گردھر ہار نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلوں نے غلبہ کئے ہیں مگر محمد خان
 نے بندیلوں کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ
 سے اُس نے نہ ضروری اشیاء نہ رسد کا کچھہ اتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکر گاہ
 سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کئی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے
 محنت شاقہ کر کے نو بادس ہزار سوار اور اُسقدر پیادے جمع کر کے اپنے لشکر گاہ کے گرد
 ایک کھائی بنانے کی طیارمی کی دیوان ہر دے شاہ فرزند اکبر و ولعید چتر سال فدا داری
 پر کمر بستہ تھے بازہر اس حملہ میں بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی بہت عرصہ میں متفق
 ہو گئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگھ والی مودھا تھا لیکن وہ بھی دلکشستہ
 کیونکہ اُس نے ایک ہزار آدمی میں سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کر دئے تھے
 اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادوں سے زیادہ نہ رکھے تھے کنور لچھمن سنگھ برادر راجہ
 کچھہ روز تک پانچ سو آدمیوں سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی جلیہ سے دست بردار ہو گیا
 محمد خان کو بوجہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگنداری چککہ کوڑا کی وصول
 نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیاء کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایک ہزار

سمجھ کر حیات کو راہی ہوئے نواب کے پاس اکبر آزاد آدمی سے زیادہ فرہی بندیلوں نے فوج
 کے لوٹ جانے کا حالی سن کر اچھتریکی پہاڑیوں سے خروج کیا محمد خان اُنکے مقابلہ کے واسطے
 سوار ہو کر آگے بڑھا اور ایک فرد شتر کو بھی پیچھے لشکر گاہ میں بھجوا کر شام سے غروب آفتاب
 کے دو گھنٹہ کے بعد تک برجھی و تلواریں و نیز و بندوق کی لڑائی ہوتی ہی آخر کار غنیم اچھتری
 کی پہاڑیوں کی طرف سے پسا کر دیئے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور اُس کے
 سردار مفروز دین کے جمع کرنے کے لئے روانہ ہوئے بیشتر ہوئے نیچے سرداران مذکور کے مقام
 حیات پور میں آدمی محمد خان کی کُل اطراف و جانب میں منتشر ہو گئے تھے اُس کے ساتھیوں
 نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے اب تک محمد خان ثابت قدم رہا اور اُسے ارادہ مصمم کیا
 تھا کہ اپنے سپاہیانہ نام کو قائم رکھے مگر سب کچھ عزتیں اُس کو حاصل ہو چکی تھیں اب اُس نے
 چاہا کہ فوج مفروز کے جمع کرنے کے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے نجات
 پاؤں مگر چونکہ سپاہیہ حیات مستحار ہونے لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدمی رات تک ایسا لڑا کہ
 کوئی کا فر اُس کے چپ و رہت نظر نہیں آتا تھا حیات پور پہنچ کر محمد خان نے مورچوں کا
 استحکام کیا مگر سلمان رسد کچھ بھی موجود نہ تھا نہ سنگدانے کا وقت تھا مگر ہٹے قائم خان کو
 دیکر جلد لوٹے اور قصبہ حیات پور اوس کے قلعہ کو بھی جس میں محمد خان نے موہ اپنی فوج کے
 سپاہ گیر ہو کر بھاگ بند کرنے غے محاصرہ میں کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
 اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت میں شہر و آفاق تھا بڑے بھاری پتھر پیل قلعہ پر سے نیچے
 دھسکا کر بہت سے مرنے کچلے ائے جب محاصرہ گیر دن نے جانے نہ کرکھلا سے لہنا دشوار

پھرات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازوی دست پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی
برستی تھی جیسے پتے درختوں سے گرتے ہیں چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھ
گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی
کو جو ان دنوں گوناوہ بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہے *

مرہٹوں نے بتدریج مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پچھے فوج کے ناکہ قایم کر کے
وہاں سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ اُنکے نگران ہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دیئے
ترخ غلہ گران ہو گیا منڈ و اجودانی قسم کا اناج ہر بس روپیہ کا سیر بھرتا تھا اور دوسرے
قسم کا اناج بالکل دستیاب نہیں ہو سکتا تھا فوج اسلامیہ میں سب امیر و غریب (ہ اناج سے
لجائیت ۵ امنی ۱۰) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر
بس کرتے رہے کسیوقت دن درات میں اُنکو آرام نہیں ملتا تھا دن بھر میں اُنکو پانچ یا چھ
مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جس طرح پرستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہو جاتے ہیں
اسی طرح ہر روز دشمن کھائیوں اور جوف میں پہاڑیوں کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے
پاس اسقدر فوج تھی کہ کسیقدر سپاہ کو خون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیوں نے
دشمنوں کی جائے پناہ پر حملہ آور ہوئے یا یہ کہ دشمنوں کے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے *

جب مرہٹوں نے سنا کہ قایم خان میاں نواب کا مقام سو پامیں چھ کوس حدت پورہ کے دوسرے طرف
معدہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہنچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان
کی فوج چونکہ بوجہ گرائی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اس موقع کو غنیمت

سرکاری قصبہ واپس کر دو اور جاگیروں میں دست اندازی کرنے سے باز رہو ایک اور بھی
 وعدہ تھا جسکا ایقانہ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جب تک رائی کے گائے سننے آٹھ لاکھ روپیہ مالگزار
 سینڈاکی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہے کہ وہ جاگیریں پیاس یا ساٹھ لاکھ
 روپیہ سالانہ آمدنی کی ہیں میں کبھی اپنے دعوے نہ چھو لوں گا وہ عہد صرف مصلحت وقت
 دیکھ کر کیا گیا تھا اب میں بددعا اپنے حق کا دعویٰ کر دوں گا جو اگر اپنے تین مجھ دست بناتے
 ہو وہ جاگیریں اور دن کی دست برد میں جانے دو گے تو اس بات کے جواب دہ ہو گے
 اسی خط میں محمد خان لکھتا ہے کہ میں خوش ہوں کہ تم نے برگنہ جات اولی دکھاؤ ورا تم پر
 کو بیخ وغیرہ چھین سکے لے لئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ تم کالپی و جلال پور و سینڈا و
 موندھا کو بھی لے لو گے یہ کل احکام بطور دہلی کے سمجھے گئے جسکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی
 محمد خان کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچ سو آدمی لیکر قائم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کر کے
 دربار میں حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ میں گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک پہنچا
 ہوں مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہو کر مجھے روک رکھا ہے کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
 انکو واجب الادا ہے جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سولے جنگ و جمل و مقابلہ کے کچھ
 دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہ تلامشاہ میں آنا ہوا ہے اور قائم خان شریک ہوا ہے
 دس فوج نے خواہ و خوراک کے نقصان میں بہت زیادتی کی ہے یہ لوگ صبح و شام
 اور ذراست قضا کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نجد کو کھانا دینا حرام ہو گیا ہے حقیقت میں محمد خان
 کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اسکو موت بہتر معلوم ہوتی تھی محمد خان بادشاہ

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکوں مار ڈالیں محاصرہ جب پور کئی مہینے تک رہا
 یہاں تک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل فرات سیاہیوں نے گھوٹے و بیل زنج کرنا شروع کئے آٹا
 سور و پیہ سیر می نہیں دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جہین بھف آرد
 استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اتار دیتے تھے اور
 آٹا سور و پیہ سیر کے نرخ سے لیکر اسے رسی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی
 کر کے مر گئے اور بہت سے نواب کو چھوڑ کر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گار کو حکم
 دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کر دے اُسی پر قانع رہو محمد خان
 یہہ معلوم تھا کہ میرا بیٹا سیری مذہر پرتا باجی محمد خان جب پور سے کئی کوچ نکل آیا تب قایم خان
 اُسکو ملا اور اُس نے یہہ صلاح دی کہ لوٹ کر پھر لڑنا چاہئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے
 انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی باوصف اسکے کہ بڑا نا آشنا مزاج اور قایم خان کے
 خلاف ہی ایسے وقت نازک پر قایم خان کی اس عہدہ کا دروائی کی تعریف مجبورانہ کرنا ہر
 محاصرہ جب پور تین مہینے اور دس روز تک رہا (یعنی نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک)
 مطابق ماہ شوال ۱۱۴۸ھ سے لغایت سفر ۱۱۴۹ھ محاصرہ اٹھنے پر محمد خان کا تعلق اُس حصہ
 ملک سے نہ رہا اپنے حین جیات بادشاہ اور اس کے نارضا مند وزیر کو اپنے نقصانات و
 دعوی جتانارہ احد و بتدیل کھنڈ میں جو جاگیر بن برائے نام اب بھی اُس کی حقین تھیں
 نہ اُسکا کچھ خستیار نہ اُنکی مالگذاری اُسکو وصول ہوئی ایک مرتبہ صرف جب محمد خان
 مالوہ میں تھا اُس نے اپنے جعلی دوست ہر دے شاہ کو لکھا کہ موافق عہد نامہ مقام کرلیہ کے

بعض آدمیوں نے بھوک کی وجہ سے ہتیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایک ہزار
یا بارہ سو آدمیوں کے نواب کے ساتھ رہ گئے ۔

جس وقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اُس وقت قائم خان بہت دور پر
ترہوان کے قریب تھا صاحبِ حکم اپنے باپ کے قائم خان اُس کی مدد کو بڑھا جب قائم
سویا پر حید میل کے فاصلہ پر رحبت پور سے پہنچا تو وہاں مرہٹوں سے مقابلہ ہوا چونکہ
قائم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اس وجہ سے شکست کھائی بہت آدمی
کام آنے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہو گئی اب قلعہ والوں کی امید
جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہو گئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور چاکران
سے ایسے وقت نازک میں اپنی رہائی کی واسطے مدد چاہنا باقی رہ گیا مگر یہ کوشش بھی
سود نہ ہوئی باوصف اسکے کہ اطراف و جوانب میں مدد رسانی کے لئے ہستہ
کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت میں کوئی فکر کا نہ آئی
تو محمد خان نے اپنے بیٹے قائم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ
اور عبدالمصور خان کے پاس جا کر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اُس فوج
امدادی کو خود اپنی کان میں لیکر مجھے مرہٹوں کے جال سے خلاصی دو قائم خان
فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبدالمصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑائی کے
ساتھ عبدالمصور خان نے شاہی کر لی تھی اور نہ وہ سعادت خان کا بھانجا تھا ۔
اس لئے مذکور نے کچھ فوج قائم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اسے بھی شش و پنج میں

سے ہندو عالمی غمی کہ جو دو لاکھ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جہان کے کیا گیا تھا اُس میں سے کچھ فوج کی رضا مندی کے واسطے مرحمت ہو +

یہ یہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اُنکو عطا ہو دے تاکہ اُنکی تنخواہ اُن محال سے جو دشمنان سے تبدیل کئے گئے ہیں واپس لے گئے ہیں دیجاوے ایک سنبھام قائم خان واسطے سرکار رگھو رے کے دستور ۱۲۷۷ء سے جبکہ سید عبداللہ خان پر چڑھائی ہوئی غمی اور جس زمانہ میں دلیر خان کی ہرزہ پر حکم عطا ہی سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے اور نیز ایک سنبھام اکبر خان واسطے فوجداری پر گنہ ارج کے مرحمت ہو دے +

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے بٹوا کو عبور کیا اور سرعت کا پلہ پہنچ کر جہان کو عبور کر لگی جہاں پر سب چھوٹی بڑی سولہ کشتیاں موجود تھیں اس عرصہ میں محمد خان پھر مسلسل شکایت جاری کرتا ہی رہا کہ وہ لکھنؤ کی درباریوں نے مجھ کو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہے اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھ روپیہ ماہواری غمی بندھے گئے ہیں +

قائم خان نے حال میں بہت فوج اکٹھا کی غمی بادشاہ نے یہ سمجھا کہ روپیہ کہانے آدھا کیا بادشاہ یہ سمجھتا تھا کہ قائم خان کو علم کمیا گری پر یازمین سے دفتہ نکال سکتا ہے اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت میں اس قدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا ہوتا اس وقت نواب کے سپاہیوں کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہکو فرخ سیر کے زمانہ میں ملا کرتی تھی وہ اب بند ہو گئی یہ یہ بات بڑی بی انصافی کی ہوئی اُسکو بلا تہہ چلا جائے دو

کے حالات مان نے ایک سرسوار کو واسطے لائے قائم خان کے بھیجا مگر نواب کے اس
 حکم کا کچھ لحاظ نہ کر کے قائم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہاں آدم لوگ بھی اس کے
 شریک ہو گئے پھر وہاں سے مقام سنگ گدہ میں وعلیم خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور ایک
 عامل کی موہونے پر بہت سی نگردن اس کے نوکر ہو گئے اب فوج قریب ہزار کے جمع ہو گئی چونکہ
 ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہوار سی مقرر تھی اس وجہ سے صرف کثیر تھا قائم خان نے پہلے
 کل مال اسباب نواب کا اور بہت روپیہ ان سے قرض لیکر ان لوگوں کو دی دیا تھا اب ان لوگوں
 نے اپنا نام لکھا یا تھا اب آگے بڑھ کر جن کو عبور کر کے بنڈیل کھنڈ میں گذر ہوا جب
 بنڈیلوں نے سنا کہ قائم خان فوج عظیم لیکر آتا ہے تو محمد خان سے جلد عہد و بیان کر لیا
 انہوں نے محمد خان سے تحریری اقرار کر لیا کہ اب کبھی ہم پر چڑھائی نہ کرو بلکہ جو کچھ
 خراج قدیم سے مقرر ہے محمد خان بادشاہ کو لکھتا ہے کہ اگر آپ عنایات قدیم کو دوبالا
 کریں تو میں خدمت میں سب و شہیم حاضر ہوں ورنہ میں لباس فقیری پہن کر دنیوی امور سے
 کو چھوڑ دوں گا برضامی خباب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤں گا محمد خان غایت درجہ
 متروک تھا کچھ اپنے لکھا فوج کی خاطر جمع کی واسطے تھا جس کو سب خطوط دکھائی گئے
 تھے اگرچہ ان لوگوں کی تنخواہ اس قدر باقی تھی مگر وجہ لحاظ معنوی کے انہوں نے
 محمد خان کو دربارہ جانے سے ترو کا جب محمد خان نے سنا کہ وہ بارہن یہہ جہر شہر
 پہونچا کہ محمد خان حاضر نہیں ہوا چاہتا ہے تو بہت متاثر ہوا اور دھما دھما لگی کہ خدا کا تہر و غضب
 اس شخص پر نازل ہو جس نے یہہ بے بنیاد بات اڑائی یہ پھر ایک حکم تازہ مشرقی

وال نکھا ایک دن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالدار قوم آفریدی نے جو بارہ سو چار
 افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمہیں نہ یہاں سے فوج ملیگی نہ تم خود یہاں سے جانے پاؤ گے
 اب تم کوئی اور تدبیر کرو قائم خان کی مان بی بی بی صاحبہ نے جب دعا بازی کا حال سنا
 تو نیکنام خان چلیہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہاں پہنچے ہی رسالدار کو
 کے پاس جا کر اسکو مواسکے پٹھانوں کے جو نو و فرخ آباد و شاہجہانپور و نانولہ کے
 رہتوالے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کر ادینی کی نسبت تمہارے حق میں
 یہ بہترین ہو گا کہ اُس کی خلاصی کر او نیکنام خان نے اُن لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ حقیت
 تمہارے میرے لشکر میں بھین اُس وقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اُس دن قائم خان و نیکنام خان
 عبدالمصنوع خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لئے رخصت چاہی عبدالمصنوع خان نے
 جواب دیا کہ میں نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز میں پہنچنے والی ہے اُسکا انتظار لاؤ ہم ہی
 نیکنام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کر کے
 قائم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اُنکے دیوبند سے رہائی نہیں دلا سکتے ہو یہ کہہ کر
 حالت غضبانی میں قائم خان کو باہر دیوان عام کے ہاتھ پکڑ کر نکال لایا امرے مذکور
 کے ساتھ ساتھ چٹان زرد بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی چلے
 طرف انگلی چھونے کے واسطے اٹھلے تو اُسکو مار ڈالو جب قائم خان و نیکنام خان
 لشکر میں پہنچے تو تمہارے کوچ کے بجائے اُن کی آواز سننے ہی بارہ سو چٹان
 عبدالمصنوع خان کے نوکر تھے اُسکو چھوڑ کر قائم خان کے پیچھے ہوئے ہجرت و اجتماع اس

دستابق ۱۹ ستمبر ۱۷۷۷ء) سلاہ جلیوسی میں ملی صوبہ الہ آباد کی علیحدگی نسبت بخش
کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ میں ہوئی ظہور میں آئی جہاں کہ
محمد خان اسوقت موجود تھا *

ایک نفل جس سے حال اسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہے شریف عثمانی میں درج ہے
کہ جب محمد خان بدیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو
قاہم خان کی فوج میں بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے
ایک قاضی مسیحی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیریں برہان الملک نے ضبط کر لی تھیں
نواب نے اس سے وعدہ کیا کہ بن بادشاہ سے تمہاری سفارش کر دنگلاہ قاضی
محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا۔ اسوقت میں سلطنت کا سارہ اوج پر تھا اور
یہ کہ کہات درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ مثل خدا کے زمین پر رہتا ہے *

دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے صورت سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہ
حید کیا کہ اب اسکا دینا مصلحت نہیں ہے بجز استماع اس جواب کے محمد خان نے
ہاتھ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پانڈان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہیں ٹھہر گیا
صمصام الدولہ خان دوراخان اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ نواب غرضم خاں
اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک میں نوکر تھا کھڑا رہا اب میں خدمت
سلطانی سے مستعفی ہوا ہوں پھر کیوں کھڑا ہوں بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا
کرنا چاہا مگر کچھ سو مند ہوا اسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تحواہ

دہلی کے وصول ہونے پر محمد خان حالاتِ صحرہ صدر کو پھر دہرا تاہی +

تاریخ الاربیع الاول ۱۰۲۹ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر ۱۶۲۰ء) واپس آنے پر
کا عبور ہوا اور یاہیت علیانی پر تھا اور فوج کشتیوں پر اترنے کو بھی محمد خان کے اعلیٰ
افسروں کے پاس گھوڑے نہ تھے کیلئے کہ وہ بڑی چڑھائی سے توڑے تھے اور جو
گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہنچے تھے اسوجہ سے یہ لوگ سواری
سے محروم تھے دربار پہنچنے پر محمد خان کو اسید علی کہ روشن الدولہ میر اکفیل ہو گا اور
مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھورہ کے بنام قایم خان دلاو دیگا
پیر علیخان جوہر بار میں محمد خان کا گماشتہ تھا اوس کے پاس وہ حکم تھا جس سے کہ
بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھورہ کے دلیر خان کو دیہی علی نہ کچھ جواب
دہر حکمت عطاے فوجداری اُرج پر مرحمت ہوا تھا القصد محمد خان دربار پہنچا پہنچنے
کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر ۱۶۲۰ء سے دسمبر ۱۶۲۰ء) محمد خان ان بد کوئی
جواز کے ساتھ کی گئی تھیں بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ بذیل کمنڈ
مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہ بات
بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر کتاب تبصیرۃ الناصرین معتبر سمجھی جاوے تو اُس سے پتا
چلتا ہے کہ صوبہ الہ آباد میں محمد خان مبارز الملک کو ۱۰۲۷ھ تک (مطابق جولائی ۱۶۱۸ء
سے دسمبر ۱۶۱۸ء) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم بند
ہو گئی تھی اور اسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰۲۷ھ (ربیع الاول ۱۰۲۷ھ) کو

جو بخار علاقہ تھا اسکو نہ ملا صرف صوبہ مالوہ پر جسے مرہٹوں نے تخت و تاج کیا تھا اور
 جیسے اب بھی ہر وقت ان کی حملہ آور سی کا وعدہ تھا قناعت کی سند تقرری مالوہ کی
 رقم زدہ، اربح الاول سالہ جلوسی پر مطابق سالہ ۱۱۹۰ ستمبر سالہ الفاط سند
 کے یہ ہیں بشرط بدستور معمول حسب الضمن *

روشن الدولہ کے وزیر سے یہ صوبہ حاصل ہوا تھا اور ایک لاکھ روپیہ خزانہ سے
 ملا تھا روشن الدولہ نے اپنے تصرف میں کیا دو ہزار روپیہ اس میں سے بطور رشوت
 نیکانہ کے نوکر دن کو دیا گیا تاکہ ان سے چار ہائی آسانی ملجاوین باقی روپیہ
 روشن الدولہ نے اپنے تصرف میں کر لیا ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کو کہہ جو
 سے کیا گیا تاکہ دعوی جاگیرت کا جلد تر تصفیہ ہو جاوے خزانہ شاہی سے پہلے تو
 ساٹھ لاکھ جعدہ پچاس لاکھ روپیہ مقرر ہوا تھا مگر تدریج تعداد انعام کی بہت اختیار لگئی
 حالانکہ راجہ سینگہ سوائی کو دو چھینے کی مہم کی بابت بیس لاکھ روپیہ عنایت ہوا
 جس وقت محمد خان دہلی سے روانہ ہوا تب امیر الامرا خاندان خان و روشن الدولہ نے
 یہ اقرار محمد خان سے کیا تھا کہ تمہارے منہزایا اکیڑا دو سو بیس چھ پر دستوں کی واسطے
 جاگیرین اور سند واسطے فوجداری گوالیار کے تلو دی جاوے گی محمد خان گوالیار پہنچ گیا
 گوالیجی تک کچھ انعام و اکرام نہ دیا سگل خان بوجہ نہ ایسا ہونے ان وعدہ دینے کے
 دربار میں بھی تک ٹھہرا ہوا تھا سگل خان کی جاگیرین پر گنہ جات مورا نوہ و سیر دی
 دہلی کی اور سیر معافی نیم کمال کی روشن الدولہ نے بہت عرصہ سے اپنے قبضہ میں

میں باقی کر دو نواب محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان بابت بجایا ایک لاکھ روپے
کے جو روح الامین خان سے واجب الادائے اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا
ہوا قاضی مذکور کا مددگار حقیقت گیا اور محمد خان نے فرخ آباد کی راہ لی ۛ

انشاء یا محمد میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اس وقت میں اکبر خان نواب کامیاب آباد میں بطور
مہمانیت کے محمد خان کا کام کرتا تھا اپنے سوانح عمری کی طویل بیان میں یا محمد نے یہ
بھی لکھا ہے کہ میں عسکرت رائے کو چھوڑ کر بارادہ لینے ایک قلعہ کے نول سنگہ سے متفق
ہو گیا تھا جب یہ دونوں اپنے مقصد میں ناکامیاب رہے تو پھر وہ آباد کو نول سنگہ
اکبر خان کا نوکر ہو گیا اور یا محمد نے بھی اپنے ساتھیوں کو موقوف کر کے ایک عمارت
مسمیٰ خوب انداز کے مکان میں بنوا لی اکبر خان نے ایک حصار دار اس کے لائے
واسطے ہیجا مگر چونکہ یا محمد کا لڑکا نہ پہنچے گا اسی دن مر گیا اس وجہ سے اس نے
جیلنس سے انکار کیا اس بات پر فساد ہوا اکبر خان نے زیادتی کرنا چاہی مگر چٹانوں نے
کہا کہ ہم عارف کے مکان پر بھی حملہ نہ کریں گے وجہ اکبر خان کے دخل دینے کی یہ تمہاری
سعادت خان بہان الملک نے استدعا کی تھی کہ یا محمد فراری کو گرفتار کر کے سجدہ
فرض کرے اکبر خان اسکو گرفتار نہ کر سکا بعد ایک ہفتہ کے ایک سندھ سر بلند خان صاحب
حال کھڑے آئے جس میں تحریر تھا کہ روشن خان خراسانی میرزا بابر مقرر ہوا ۛ

مہم مالوہ

۱۷۱۷ء کے آخر میں دہلی بیوی بیک محمد خان نے عرصہ دراز تک پیغام رسانی کی صورت سے آباد

لیکن اس نے شکستہ اور ناقص توپیں چالے کی جن میں صرف تین فلوں کے
 وزن کی گولی جاسکتی ہو اور انکا پتہ بھی بہت کم دوسری انکی عوض میں خزانہ لے لو گا
 ان میں نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خان کو مجبورانہ جیسی کہ وہ تھیں لے لینا پڑا
 محمد خان کے گامشتہ سے کہا گیا کہ میرا لش کا حکم نسبت سیرگی ان توپ کو جن میں
 ایک سو سے تین سو تک وزن کا گولہ پڑ سکے حاصل کرو محمد خان کا ارادہ ہوا کہ جب قدر
 توپ جیتا ہو سکین لیکر روانہ ہو دے چونکہ وہ بڑی توپ جو بادشاہ نے دی تھی اسکا
 پیالہ خراب ہو گیا تھا اور دوسری جو پیشتر خجابت علیخان کے پاس تھی دربار کو
 واپس کر دی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جس میں چودہ سو سے پندرہ سو
 تک کا گولہ پڑ سکے اور نیز دو سیقدر چھوٹی توپوں کو واسطے اسدھا کی گئی یہ توپیں جات
 اکبر آباد گوالیار سے جہان پوری بڑی توپیں سلج خانہ میں موجود تھیں مل سکتی تھیں +
 اکبر آباد میں تین چار سو سواروں نے ہر روز اپنے گھوڑے و خواں کے لئے حاضر کئے
 حاضری پر پندرہ سو کم کی تنخواہ اور کچھ واسطے ضروریات کے ہر فرد کو پیشگی دیا گیا
 محمد خان نے آٹھ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچ سو پیادے جمع کئے یہ فوج بطریق
 ذیل جمع ہوئی تھی +

پانچ سو سوار اور ایک ہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے۔ چار سو سوار اور سات سو پیادے
 لاؤد خان کے زیر کمان تھے۔ چھ سو سوار اور چھ سو پیادے ماتحتی میں سعادت خان
 کے۔ دو سو پیادے بختاورد خان کی کمان میں۔ الدیار خان اور دو مولپور بارے کے

کرلی عین اس دعوی کے قصہ کے لئے سگل خان نے امر کیا تاکہ جاگیر دار اپنی
 طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان جب ذیل میں +
 دس لاکھ دام واسطے سگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگداری سے۔ دس لاکھ
 دام واسطے عبدالغنی خان کے پرگنہ اونٹ سے جو اُس کے قبضہ میں بطور جاگیر
 رہا تھا۔ دس لاکھ دام واسطے شیخ بچی کے پرگنہ جات شیرگڑھ و تھانہ کی آمدنی سے جو اس کی
 خانہ دان کی جاگیر تھی۔ پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیاں کے اُس کے وطن قنوج
 کی آمدنی سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید فطیحاں کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی
 سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگداری شاہ پور سے۔ دس لاکھ
 دام واسطے کالینجان و شجاعت خان کے بدایون سے۔ پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
 خان اور رنگ آبادی کے مالگداری کرناں سے جو قدیم الایام میں اُس کے آبا و اجداد
 کی جاگیر میں تھا۔ پانچ لاکھ دام واسطے مصطفیٰ خان کے مصطفیٰ آباد سے پانچ لاکھ
 جوہی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے۔ پانچ لاکھ دام
 واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبر آباد سے۔ نواب کے کارندوں کو ہدایت ہوئی
 تھی کہ ان معافی کے روپیوں کا سیاہ نہ لبوین اگر وہ مشروط بہ پائی باقی نہیں
 تاریخ پنجم جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ جلوس کو مطابق سنہ ۱۱۷۵۔ ۵ نومبر ۱۱۷۵ محمد خان
 نے آگرو سے لکھا کہ منجملہ ان ساٹھ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
 صرف اونٹیس ضرب توپ حوالے کی ہیں با اینہم کہ دو ہزار توپ سلخا نہ میں ہیں

مرجع سے ملے دو اور سے محمد قلی سے برپا کیے قیام کیا تیم خان و دو اور خان
 و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھویں کو باقی فوج دریائے جمیل سے
 پار ہو چکی کیونکہ اس وقت بن دیا ایلاپ نہ تھا اور کشتیاں بھی چھوٹی اور تعداد میں کم تھیں
 یونہی کہ محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اس کے پیچھے نہ نہ مواد مان سے ایک رات
 بچ کر کے یہ لوگ گوا ایلا ند داخل ہوئے محمد خان نے گوا ایلا پونچر کر در خواست واسطے
 خود جاری گوا ایلا کے کی کہ یہ کہ بغیر ایسے دواؤں کے راجگان و دیگر افسران زیر کان
 محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہیں ہو سکتی تھی محمد خان کے وہلی جھوٹے کے بہتر
 درانے خود جاری دے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے وہلی سے کمال پایا تو چھڑا سکی
 غرائض پر کھینچے تو جھٹکی خبر سنگ والی شہزادی و کلارنس نے یہ سنگ کہ سندھ واسطے لایا
 کے نہیں ہو چکی فوج جمع کر کے کینڈی رام سے جسے کہ آتش نے قلعہ بھور سے نکال دیا تھا
 جنگ شروع کر دی کہ ایہ کی فوج کو اپنے گھروں کے پاس نوکران ملگئیں اور جا کر تھوڑی
 کے شریک ہو گئے اگر راجگان و فوج نہ آتے تو یہ معلوم ہو جاتا کہ محمد خان خود جا کر لایا
 دیا تو کبھی دوسرے رات اپنے ملک کے اور کبھی نوکری کی تلاش نہیں کرنے
 ہویت سنگ والی آجیالہ اسکے بیٹے کہہ چاندرا اور محمد راجہ ویتا و جیر سنگ
 حکم شہزادی و کلارنس و محمد و راجہ و جیر سنگ راجہ چندری و وغیرہ کے لئے وہلی
 سے احکام آئے کہ جو جب حکم محمد خان کے کارروائی کو سدہ نجات ملی خان خود راجہ
 کے حکم روانگی آجیالہ نجات مہاراجا مانی سنگ والی ملہ پور جس سنگ و مان سنگ و

دلا زائد و ہزار سوار تھے زیادہ لاکھ تھے پانچ سو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان
 و خدا داد خان و محمد خان و دیگر سرداروں کے جو کلاہم سات ہزار و فیروز آباد و مشکوہ آباد
 کے تھے۔ فتح خان یوسف زئی و عبرت خان و دیگر سردار و سو سواروں کے ساتھ آئے
 تھے اور اسبقہ سوار بھی بہر پرشاد و عامل راہ جب تک سوائی نے بھی زیر حکم تھے کہ چون
 کے روانہ کئے تھے۔ ماسوائے ان افواج کے مود شاہ جہا پور و شاہ آباد و کٹہر سے قریب
 و ہزار سوار کے آئے تھے نیز کچھ سپاہ شاہ جہاں آباد سے آکر مل گئی تھی نواب
 روشن الدلہ نے بھی پانچ سو سوار و ایک ہزار پادے و دیوین و عرب و جہنوں میں سے جو اسکے
 کو کہتے دینے کا وعدہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان و یار محمد خان و ولد دوست محمد خان و دیگر
 اعلیٰ سپاہیان و جہن و مرد و سپہر بھیجے خبر دی کہ ہم لوگوں کے پاس بیس ہزار
 سے زیادہ سپاہ طیار ہے حکم ہوا کہ ہم سے محکم تر وادہ کالایع میں ملجاؤ اگر یہ لوگ
 گواہیاں کو طلب کئے جائے تو دو ہینے کی تنخواہ پیشگی ملگتی اور دوسرے انعام کا فرما
 سلطان سے پیشتر گواہیاں چھوڑنے کے بعد ہو جانا محمد خان نے کوشش بھیجی کہ
 دوسرے تاہو نیچے اوچین کے لینے دو ماہ آئندہ تک کفایت کرتے

القصۃ تبارخ ۴ جمادی الاول ۱۱۸۸ مطابق ۶ نومبر ۱۷۷۳ء فوج کا کوچ ہوا الیکٹر
 کو چھوڑ کر اس سے اوٹس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام / جاجو خور یا سے بان
 یا وٹنگن پر واقع غنیمت زن پوئی دوسری صبح کو لینے، راتہ وان کو سلطان غنیمت زن پوئی

(مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۷۱ء) سازنگ پور میں جو فیصلہ پچاس میل اور چین سے دراصل
 ہوا اسکے آد کا حال سنگر محارمہ لکرنے چوبیس ہزار آدمیوں سے گردواج سازنگ کو
 تباہ کر دیا تھا اپنا سب اسباب و اسلحہ وغیرہ نزدک کے پار بھیج دیا اور ہلکے سامان سے
 شاہجہانپور کا محاصرہ کرتا رہا جو سازنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
 و مغرب کے اور اوچین سے قریب لکھنئیں میل کے جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع ہر
 مسکن سلمان سازنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج اعلیٰ کچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
 گشتہ قبل از غروب آفتاب یکایک شملوں نے ٹھکرے مقابلہ کیا محمد خان عمارتی تھیں
 پر سے طلحہ دکر واکر بالکلی میں ہوا رہا اور کچھ فوج اپنی کان میں لیس کر کے بڑھا فوج
 اعدا حسب دستہ پھیل کر چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کوٹوں کے
 غلیل کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھ آدمی غنیمت کے فاسفورس کے سر حاضر کئے گئے اور انکے
 گھوڑے بھی گرفتار ہو گئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہ سے مغرورین کا تعاقب نہ کیا گیا
 تاریخ ۱۹ رجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۷۱ء فوج اسلامیہ سازنگ پور سے
 شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب وہیہ تلوی کے مقام کیا سہ پھر کوجب دشمنوں
 نے صورت دکھائی توجہ دستہ اے سپاہ انکے مقابلہ کیواسلئے آگے بڑھی محمد خان
 بڑے پر مخالفوں کے پاؤں اٹھ گئے قین کوس نکا کچھا کیا گیا شتر آدمی تلوار و
 برجمی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھ یا سات قیدیوں کے حاضر
 کئے گئے پھر رات گزرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ شکر گاہ کو واپس آئی

مذہب کو بھیجے گئے مہاراجہ آدے پورے قبر دی کہ مینی راو گراج و حبالی کو معہ فوج
و پنجانہ کے منڈیشوار کی جانب بھیج دیا۔

جبکہ محمد خان گوالیار ہی میں تھا ایک تانیدی خط مرسلہ خانہ درانخان بدین ضمون
وصول ہوا کہ چونکہ ~~مرد~~ مردوں نے دریائے نرہ کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا ضروری کہ تم
بید رنگ و تامل کوچ کر کے بغیر قیام کر نیکیے شروع میں آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا
و شمنون سے مقابلہ کرو اسے صحت تک چار ہفتے ضائع ہو چکے تھے مجھ و صدور احکام
تذکرہ کے مقیم خان آگے روانہ کر دیا گیا اور بعد کچھ مقابلہ اور مجاہدہ کے شروع تک بارام تمام
پہنچ گیا سلاوت خان منڈیشوار کو اور داود خان سازنگ پور کو بھیج گیا جب محمد خان تمام
سندھ و ہندوستان جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرے نوے کے اُس طرف اوجین کی جانب
واقع ہے پہنچا تب ایک خط قزاقہ جہادی اثنانی مسکندہ امر مطابق دسمبر ۱۲۷۶ء، مرسلہ
آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تفریق کی مبارکباد دیکر یہ
تحریر کیا تھا کہ دریائے نرہ پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان الملک اسلام کے خلاف کارروائی
رہے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک خروان پور کے عبور کیا تاکہ آگے نہ
مقام غلاما کو ذکر کرے کیونکہ اس نے خیال کیا کہ ایسا موقع بیکر کسی مجھے نہ ملے گا سو جہ سے کہ
نصہ صوبہ میں بہت کم جایا کرتا ہوں محمد خان نے نظام الملک کی اس بات سے کہ
پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹوں نے ہاخواے ہندوان ارادہ خاندگری مالوہ کیا ہے تو
نظام الملک حامی دین اسلام ہو کر انکو نرہ پر بروک دیکھا تاریخ ۱۲۷۶ء جب مسکندہ

اردو نہ ہوئے پہلے بات کہ مرہٹوں نے چند تجارت کو قصبہ اندرو کے نزدیک لے کر بند کر دیا
سرداری میں کوٹا غلط تھے ۔

اسرہ میں محمد خان مقام و حار پر ۱۲ شعبان ۱۱۸۷ھ کو مطابق ۱۲ فروری ۱۸۷۱ء
پہنچ گیا تھا ۔ ۲۲ ماہ رواں کو (یعنی ۹ فروری ۱۸۷۳ء) علی الصباح مرہٹے دہار کے
قرب وجوار میں نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کر کے ان کے سر کاٹ کر مہمان کے
گھوڑوں کے حاضر کئے سپہر کر اڑائی بند ہوئی دو سرے دن بوقت صبح ہلکے سے فوج
کے روبرو آکر سلیمان خان بہر جو تین ہزار سوار و کھانہ تھا پہلا حملہ کیا لیکن سپہر بیکر دیا گیا
سرم خان کھنڈر سوار کمان میں بیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار ٹانڈو دست چپ پر
برسر تانگے بڑھے محمد خان سردی آگے بڑھ کر فوج ختم کو نہریت دی ماسوا اور جون کے
چند سوار پاس ترکسوار میدان جنگ میں چھوڑ دیے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی
کھیت سے دو کوس تک دشمنوں کا تعاقب کیا گیا بعد پیر رات آسنے کے غازی اپنے
سواروں کی طرف واپس آئے دس روز تک بننے آخر ماہ شعبان تک مطابق ۲۱ فروری
۱۸۷۳ء کو بازار بڈال وقت سال گرم رہا ۔

کچھ عرصہ تک کوئی غیر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے نکلے میں نہیں آئی
آخر کار ۲۷ شعبان ۱۱۸۷ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۸۷۳ء کو ایک خط آیا اور محمد خان نے
تصدد روانگی لبوی فرما دیا اس سے پیشتر کچھ دن تک بوجہ عدم سبیدگی دیر خان کے
لوہوں آئی غی دیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ بار محمد بہر کی کچھ فوج و چند درویشوں

باب اول ان ملک میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا
خارج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے پیش نظر
کے اس طرف بخشی چلے گئے اور جب لشکر اسلام و مطابق ۲۰ جنوری ۱۳۲۸ء اور جس نے
دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا

چار سو سو سے خیر دہائی کہ مرثیہ ایسا اسباب نزہ کے اس طرف چھوڑ کر بارادہ غازی
تصہ جات و دیہات مالوہ پارا ترے میں اور یہ بھی اطلاع دی کہ انہوں نے قصبہ بھائی
کا محاصرہ کر لیا جو بنابر ان بتایا یزد بہم شعیان ۱۳۲۸ء مطابق ۸ فروری ۱۳۲۸ء محمد خان
نے اپنے خیمے نصب کر کے محاصرہ کی طرف بڑھ کر میدان پکڑا اگل افواج امدادی میں سے کون
بہادر والی ارجھا کی لگی فوج پہنچی تھی

جب محمد خان و عمار کی طرف گیا تو اسنے اپنے بیٹے احمد خان کو متعین خان یا محمد خان
و دلیہاں کی بسر کردہ گئی بارہ ہزار سوار و پیادوں کے جانب سازنگ پر
و شاہجہاں پور مقابلہ لکھ رہا تھا کہ کیا مخالف بعد تادم کرنے پر گنہ بولائے کے مندرجہ لکھتے
پس پاکڑے گئے بار محمد نے ملہار ملکر سے خفیہ دوستی پیدا کر لی اور دونوں سرداروں نے
دلیہاں تبدیل کیں جلیا بار محمد نے فوج کو جہد پر کی طرف بڑھا با اس نکلنا م یعنی بار محمد نے
ملکر سے کہا کہ ملک او میں غیر محفوظ ہے اسکو لوٹو اگر ناکامیاب ہو تو دہانے محمد خان پر دھار
کی طرف چلا کر دلیہاں نے تحریک بار محمد او میں چکر کا ب گنج میں دو یا تین مکانات میں لکھ کر
اناب دہیم خاں اقبالہ مریشان نکلا اور بعد کچھ جنگ و جدل کے مرثیہ محمد خان کی طرف

دی تھی کہ اُنکے پیغام قبول کر کے اُنکو اپنی جانب متفق کر لو ۛ

۲۰۔ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۷۷ء) کو نظام الملک نے پھر تمام گالانہ سے محمد خان کو لکھا کہ، ارجب یعنی ۱۸ جنوری ۱۷۷۷ء کو مجھ کو دیکھنے تمہارے خط کے میں برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل کر گیا اور ہم دونوں ملکر نسبت مذاہیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خبر و پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیا کہ راجہ ابھائی سنگھ باجی راؤ سے صلح کیا جاتا ہے سیلا کا شکیو اور کمنٹہ باندو او داجی ہزار و اندراو لی نظام الملک کے ساتھ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنیک راویہ پارتیہ جو حال میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا ان لوگوں کے ساتھ کارروائی کر رہا تھا ان رقبائی فرج قریب بیس ہزار سوار کے ہو گئے جنہاں راویہ باجی راؤ کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ مانا بادی کی کھائی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کان میں مین یا چار ہزار سوار تھے بلکہ مین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ تاریخ یکم شعبان ۱۱۷۷ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۷ء) نظام الملک نے جو قریب دھامن گاؤں کے تھا محمد خان کے خط کا ہمیں اُسے لکھا تھا کہ میں تمام سدھوڑے میں پہنچا جواب لکھا چونکہ دھامن گاؤں برہانپور سے مین کوس پر شمار کیا جاتا تھا اسوجہ سے نظام الملک کو جلد تر بار پہنچنے کی نصیحت تھی ۛ

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنی ۱۸ شعبان ۱۱۷۷ھ

اسے کہہ چلا گیا اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہی آپ میرا انتظار کریں عرض کیا ۲۰
 کو دیر خان آپہنچا اور ۲۹ شعبان مطابق ۲۶ فروری ۱۳۱۷ء کو دونوں سرداروں نے
 دہلی کوچ کرتے ہوئے زبہ کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہ تھی کہ محمد خان
 بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہ کہ بوجہ اپنی شان کے اُس نے چاہا کہ ملاقات
 کی جائے مقررہ کو جانی کچھ سے زیادہ محبت نہ کرے مہرے اور جن اور مسند ثوار و دھار
 دہلی پور سے کچھ عرصہ کے لئے نکال دئے گئے اور ان کے قلعہات سے زبہ پر ہمارے فوج
 و سپاہیوں کے ساتھ نظام الملک و مولیٰ و سب سے بڑے تھاکہ ہم نے دریا کو نزدیک فروان
 کے بتایا ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۷ء مطابق ۳۰ دسمبر ۱۳۱۷ء عریضہ اطمینان
 و فساد ضلع لکھنؤ محبوس کیا ہم سنتے ہیں کہ باجی سلطانہ کی جاتے ہوئے سلطان پور و
 نندربار پہنچ گیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کنہیا باندہ و پیلا گانیکوار بابت چوتھے صوبہ گجرات
 کے میرے خلاف ہی میں مقرر نہیں نکال دیا گیا اور چونکہ ان میں جھگڑا ہوا ہے وہی جو تو وہند
 مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپا دینگے ۔

جاسوسوں نے خبر دی کہ باجی راؤ کا بجائی نواپورہ کے راستے سورت و گجرات کی طرف
 کوچ کرتا ہے اس عرصہ میں باجی راؤ سلطان پور و نندربار کو چھوڑ کر گھر گھن ہوتا ہوا مالوہ کو جاوے گا
 اسکا بجائی، دوہلہ کی راہ سے اسکا شریک ہو جاوے گا اور دونوں دینے باجی راؤ اور
 اسکا بجائی، ملکر کنہیا جی و پیلا گانیکوار کی تہانی مالوہ سے اتحاد دینگے کنہیا جی و پیلا
 گانیکوار و ادوانپور نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک سے صلح

اردن۔ اور پھر یہ دیکھو کہ ایلم ہون سلطان عثمان اس طرح مسئلہ پر چڑھا
 نظام الملک کبرور سے قلعہ راجور و بدواؤنی کے فتح کرنے کو جگھاٹ کی دوسری طرف
 واقع تھی اور جہاں موہن سنگر رہتا تھا وہاں ہوا میں شوال مطابق یکم اپریل ۱۷۳۱ء
 سے مخصوص قلعہ صلح کے واسطے تھجڑا الحاج ملتمس ہوئے اور تجویزی کی کہ قلعہ خالی کر کے
 نظام الملک کے ایلمیوں کو حوالہ کیا جاوے اس امر کو ایک ہم نامہ ڈھڑناک دیشپ ہوئی
 جو وجہ سے اسکو ملک کی اس فوج سے چلے جانے میں عجلت کرنا پڑی تھی اس نے
 یہہ سننا کہ باجی راؤ نے بدواؤ کو مجبور کر سورت و زبورہ کی جانب گیا ہے اسوجہ سے ضرور ہوا
 کہ نظام الملک بھی بغیر رنگ ایک لمحے اور نہ گنا باد و دیگر گنہ جات و قلعہ ضروری
 کی محافظت کی فکر کرے اس کے مخبرین نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ تلگو
 جن رات کو چلے تھے اس کے دوسرے روز باجی راؤ کوچ کرنے کو تھا جنما جی و امور درما
 ہو کر بڑوہ سے میں سیل پر جانب گوشہ جنوب و مشرق مقام دھونی میں پہنچ گیا ہوا
 اسے اپنے لڑکے کو لکھا ہے کہ باجی راؤ کوچ کر کے ناما یاری کے گھاٹ کی جانب گیا ہے
 دہر نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اسے سننا تھا کہ میرے رفقاء بھی سیلا جی
 تلگو کو اور وغیرہ نے بارنچ یکم اپریل ۱۷۳۱ء میں بدواؤ و مقام دھونی واقعہ گھڑاٹ کے
 شکست کھائی اور باجی و جنما جی ہڈت مفید ہو گئے اس شکست کی حیثیات عہد و بیان
 تمامین ہر دوسرا دہنے نظام الملک و محمد خان کے بے خود ہو گئے محمد خان کو کنا بنا
 فانیہ پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ مقابلہ باجی راؤ میدان پکڑنا پڑا اور اسوجہ سے

۱۲۔ مطابق ۱۲ فروری ۱۸۵۷ء کو بادیق کلان و توپ خانہ اور بحاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر
 راجپور کو روانہ ہوا ۲۱۔ مکہ (یعنی ۱۹۔ فروری ۱۸۵۷ء) مقام سال گانوں میں جو برمانپور
 سے بائیس کوس کی مسافت پر پہنچ کر ارادہ کیا کہ گھر گھن کی راہ سے زبدا کو جاوے
 محمد خان سے اسد عالمی گئی کہ تو بہر اکی کھائی سے جو معمولی راستہ تھا اس سے روز
 تاریخ ۲۳ کو نظام الملک میں کوس پرگٹ سے اکبر پور کی جو زبدا پر واقع ہے پہنچائیں
 خیمے دو سرے دن جانے کو تھے اور ۲۵۔ (یعنی ۲۲ فروری ۱۸۵۷ء) کو اسید اکبر پور
 پہنچ کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان منور اکبر پور
 کے کھٹ کے قریب پرا ہو اے اگرچہ ملاقات کا بہت شوق تھا مگر نظام الملک نے
 خیال کیا کہ بوجہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ میں طے کر گیا
 محمد خان بجا اب ایک خط بجلد دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہے کہ کنہیا جی و جنہا جی و دیگر
 مددگار ان نے کچھ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اس کی دلچسپی کرتا ہے
 کہ یہ لوگ بہت دور پر زبدا تک ماندوی کے ضلع سورت میں ہیں کچھ عرصہ نظام الملک
 کے ایک قلعہ کے لینے میں صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ ہو جو جہ سے ظہور میں
 نہ ہو خبر ان حالات کی جو وقوع میں آئے نہیں معلوم ہوئی ہے بجز اسکے کہ دونوں جہ
 انہوں نے لینے نظام الملک و محمد خان، بالاتفاق مرٹون کی سرکوبی کے واسطے
 کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہ میں ارسال کی انہیں نظام الملک
 کی غایت و جہ تعریف لکھی کہ یہ پرائمک حلال و فرمانبردار رعایا ہے سرکار و مملکت میں

۱
راہ گم کی تھی اب ہماری فوج سمند کے خلیج کے کناروں پر آئی ۔

بیشتر ہماری فوج دریاں جنگلوں اور مالک غیر متصرفہ خاندانیں دسورت و گوکن کی گزری
جہاں بوجہ کثرت تجارت کے راہ ملنا ممکنات سے محتاج بہم لوگ دسورت میں داخل ہوئے
مخالفت دشمن کجایں جو قلم و انگریزی میں پرہیزگار بن گئے اور پھر وہاں سے عی کوکن کی طرف
جو دکن کی سرحد پر ہے پس پاگردے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہاں سے کہ تل کوکن سے
کھاٹ کے قریب کے ملک میں جانے کا راستہ پر پکڑ گئے گئے شکر ہی خداے ذوالجلال کا
کہ صوبہ گجرات باجی راوے کے دست برد سے امن و امان میں رہا مالوہ کو بھی کچھ مقام خوف
و خطر نہیں ہے اور قلعہ سورج جو خانہ خدا ہے ملک کا دروازہ ہے کافران بدیش کے قبضہ سے
بچا لیا گیا ۔

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اس وقت آس نے اپنے بیٹے احمد خان کو
بہمیری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعہ کا لکھنؤ جھکدہ کے جو نزدیک کے دست راست
ہو واقع ہے اور جو اودا بنوار کے صدر مقامات سے مجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی
میں مشہور تھے خصوصاً جھکدہ جس میں چار قلعہ و محکم کھائیاں اور تین طرف جنگل چوٹ
جانب دریائے نربہ تھا جو کہ تین قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہ سے
محمد خان نے راوہ کیا کہ خود اپنے لشکر کی کمک پر جاوے اور تیار بجکم شوال ۱۲۸۵ھ
(مطابق ۲۹ مارچ ۱۸۶۷ء) کو اکبر پور چھوڑ کر دودرز میں نزدیک کا لکھنؤ کے جاہنپا ایک حملہ
میں اپنے قلعہ کو لیکر پھر بہم لوگ و دوسرے دن جھکدہ کے حامی کے واسطے آگے بڑھے

مالوہ کچھ عرصہ تک غارتگری مرہٹوں سے پناہ میں رہا باجی راؤ دکن میں لڑائی میں اپنا
بچاؤ کرنا رہا +

اگر انت ڈٹ لکھتے ہیں کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل
۱۸۱۷ء تا وقوع صلح باجی (یعنی لغایت ماہ اگست سنہ روان) نہیں ہوئی نظام الملک
آخر خط میں محمد خان کو حال فحیابی باجی راؤ پر بطریق ذیل لکھتا ہے کہ باجی راؤ نے
بروہ کا محاصرہ کر لیا تھا جہاں تک اسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج ہلاسیہ کی آمد کی
خبر سنکر مرہٹوں نے محاصرہ اٹھا کر سورت کی طرف راہ لی اور خیال فاصلہ کے اپنے
آپ کو امین سمجھ کر گتہ کلا کو تاراج کرنے کے واسطے لوٹ پڑے +

مرہٹہ خبر سننے ہی نظام الملک لکھتا ہے کہ میں نے اکبر پور کے گھاٹ کو چھوڑ کر ماڈو کے قلعہ
کے نزدیک سے گزرنے کا ارادہ کیا تھا باجی راؤ نے سامان دہری تو میں برہانپور روانہ کر دین
کوچ کر کچ کرنا ہوا میں دیر پا رہیوں گا اور چونکہ تو یوں کا بار اترنا بہت دشوار تھا انہیں پیچھے
ہی چھوڑ دیا بعد ازاں تباہی ہر جہہ تا مقررہ سورت میں پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ میں باجی
اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ جھوک اور پیاس سے عاجزا گئے تھے مگر ہماری
فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہو گیا دو تین روز تک بہت کثرت سے
آدھی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگ و بیابان میں گزریا اور بعد عبور کھاٹ کے
ہماری فوج نے دشمنوں کے قریب پہنچ کر کلاک اور نہر حکہ کیا فوج غسیم پانوں اور غٹ گئے
تو مرہٹوں کو ملی نے جماعت کثیر مقررین کو قید کر لیا علی الخصوص اس کو حبش دشمنوں نے

دربار شاہ کے شیر تو بالکل ان معاملات کو نہیں سمجھتے ہیں جو کہ کم اپریل ۱۸۵۷ء کی حکومت
سے اتفاق دربان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اس سے پہلے یہ کام نہیں
ہے سو دھنیں دھنیل ہو چنے خد کے قلعہ جات لیلے گئے تھے اور زمین کے برابر کر دئے
گئے تھے۔

محمد خان قلعہ کو فی کے لینے کی واسطے روانہ ہوا جو ماو اسے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا
میں قلعہ میں جا کر نصیبان نصیب اور ان کے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا
ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیاں اور دشوار گزار راستے تھے شب دروز بند و قی و بان
وزیر و تیر و رکھ توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھپیں لینے پر اہل قلعہ عہد و
وہاں کے واسطے درخواست کی اور انکی درخواست منظور ہوئی یہ قلعہ توڑا گیا کیونکہ
مردوں کی دست برد و عار نگری سے اسکی وجہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان
ان قلعہ کے لینے میں مصروف تھا سینے نہا کہ ملہار ملکر مالک دہپورہ و منڈیشوا
میں ٹوٹ مار کر باہر فرج شاہی نے قرب و جوار میں سارنگ پورہ و شاہجہانپورہ و عار
کے اسکا قابل کیا تھا تب وہ ٹھوڑے عرصہ کی واسطے علاقہ جے پور میں چلا گیا تھا
اسوقت میں شاہجہانپورہ سردار نے کاتھ کے گرد و پیش کے دیہات کو غارت
کیا یہ وہ دونوں سردار دینے ملہار و نتھو متھوارہ سے متعلق ہو گئے کہ شاہجہانپورہ
دیہات کے درمیان کی راہ کو لٹ مار کرین اطلاع ان واقعات کی شیخ امام احمد ہتھم
شاہجہانپورہ جاگیر نظام الملک و تیر داو خان جیلہ ناب نو جدار سارنگ پورہ کی جانب سے

پہلے کے اہل کائنات کے قصوں میں یہ سب خوب ہو کر عاجز آئے اگرچہ

خوشگوار ہوئے مین ہزار آدمی زن و مرد طبع فرمان ہوئے اور رہا کر دیئے گئے

و خندق و بروج و قلعہ کو دیئے گئے اور کچیاں ہونے کی طرز و علامت فتح و ظفر کے

بادشاہ کے رہبر و حاضر کی گئیں حبیب سلطان نزدیک چپکڑہ کے پڑے ہوئے تھے

آنوقت مین باجی را و مقام جالوہ کی طرف لوٹ مار کر رہا تھا اور راجہ ابجانی سنگہ

اسکا مقابلہ کر رہا تھا آخر خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے اُن مقامات و ہند کم

قلعات کے اوپر طرف کی راہ لی

اور باجی کے قلعوں پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اور اس نے

میشتر محمد خاں کو لکھ بھیجا تھا کہ او را جی اور اس کے دوست باجی را و کے دشمن مین

اون کے ساتھ سلسلہ پیغام جاری کرنے مین لھاؤ کی کارروائی کرنا چاہئے اگر کوئی

کس مین ہلکر کا قلعوں مین ہووے تو اسکو گرفتار کرنا چاہئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتی ہوگی

چاہئے کہونکہ اُن جنھوں کو دیئے او را جی وغیرہ کو قسای بات کے لئے نڈاوض کرنا

کیطرح حیر قابل تحسین نہیں ہیں بل مابین یکسال راجہ اور حراج دیئے راجہ سیکھ سولہ

والی جیسو رہنے اُن قلعوں کو خالی کر لیا تھا اگر وہ عی قائم نہ رہا غیر امکان قدیم اُن

سب لہوئے اگلے نظاموں نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھ فاصلہ

گوشہ مین واقع ہے اپنے آپ کو تکلیف نہ دے اُپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت

اور فائدہ بہت کم ہے علاوہ اُن باتوں کے اسے وقت مین انیسویست اندلیز کی ضرورت

آجئے تھے اسوقت میں بھی محنتنگہ واول بانسی و دیگر مرہٹان نے زبرد کو غور کیا تھا کیجئے
پر ہندوستانی افواج نے انکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہ لوگ ملک ماند کو غارت کرتے ہوئے
بادی گڈھ کے پاس سے اپنی وطن کو چلے گئے تھے +

محمد خان لوٹ کر تاریخ ۱۲ ذیقعد ۱۱۳۵ جلوس کی (مطابق ۹ مئی ۱۷۲۲ء) اوجین پہنچا
محمد خان تکایت کرنا ہو کہ میرے سوا اور کوئی شخص ویسی خواستگار مرہٹوں کی شکست
کا نہیں ہو سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کر کے اپنی خواہ
کی بقایا طلب کی اسوقت محمد خان نے انکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کر لیا پھر راجہ
کنہو سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتح علی خان بارہ پرگنہ محمد پور
کو بدین غرض بھیجے گئے کہ ان مقامات کو مخالفوں سے محفوظ رکھیں اور ان کی راہ انکی
بند کر دیں اور خان اوجین ہی میں چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن
اوجین میں آوے اسے کالہ و بعد اس انتظام کر نیکیے محمد خان نے ۱۹ ذیقعد ۱۱۳۵
۹ مئی ۱۷۲۲ء کو چھوڑا مہار او درجن سال حاکم کوٹہ و کنور بہادر والی راجپوتانہ
راجہ چندری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی فوج اپنے زیر کان لیکر انھیں
دو اسوقت میں کانٹہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا اور طلبا پر چڑھے
چکر و نواح سارنگ پور میں سرشورش اٹھایا تھا چڑھائی کرو یہ بات سردار
مذکورہ الصد نے نامتطور کی +

۱۲ سنو الحجد کو (مطابق ۳ جون ۱۷۲۲ء) محمد خان کانپور کے نزدیک پہنچ گیا انہیں

Handwritten text at the top of the page, possibly a header or title, with some illegible characters.

Handwritten text, possibly a date or a small note, located below the top section.

Vertical line of handwritten text, possibly a list or a column of data.

Handwritten text block, possibly a paragraph or a list, located in the middle section.

Large handwritten text block at the bottom of the page, possibly a main body of text or a conclusion.

حضرت مولانا محمد ان کے ہوا اور پوزیشن بہت نامور تھا

اکا کچھ اور وہ یہ کی ضرورت ہو اور میری فوج کے طرز و طریق باعیا

ایک ہی غیر ممکن الوقوعی آب ہری روپیہ اور میر فوج سے

میں نے ان کی ضرورتی اعتراض کا حرکت نہ ہوا

میں نے ان کی ضرورت سے اور یہ زیادہ ہو گئی تھیں کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال علی

میں نے حرکت کر دیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روکش الد ولسی

اور ان کی بہت سے لڑائیوں کی طبعی شکایت و دباؤ میں کرتے تھے مگر دنیا میں

میں نے خود ان کے واسطے نہ بھی تھی کہ اپنا پانوں رکھے اور

ایک اور کرا کر ایک کھیت میں ایک تالاب سے جو اوس سے

میں نے ان کی جنگی خان دوران خان روکش الد ولسی

میں نے ان کی ضرورت سے اور یہ زیادہ ہو گئی تھیں کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال علی

میں نے حرکت کر دیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روکش الد ولسی

اور ان کی بہت سے لڑائیوں کی طبعی شکایت و دباؤ میں کرتے تھے مگر دنیا میں

میں نے خود ان کے واسطے نہ بھی تھی کہ اپنا پانوں رکھے اور

ایک اور کرا کر ایک کھیت میں ایک تالاب سے جو اوس سے

میں نے ان کی ضرورت سے اور یہ زیادہ ہو گئی تھیں کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال علی

میں نے حرکت کر دیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روکش الد ولسی

۱۳
کند و محول نہ ہو گا آخر کار اپنے پیغمبر حق اللہ تعالیٰ کو گمیر لیا اور اس کی رستہ بند کر دی

یگر محمد خان کے ہندوستان میں آمد وقت کے رستہ میں تھا اسوجہ سے وہ محمد خان

بیت منہا خانہ واریہ بطور ایک دروازہ کے ایک وقت میں ایک آدمی کی گزرتی کے لاپس پر

کھلا ہوا رستہ زمر وٹوں کے واسطے تھا بعد ازاں سے جو رستہ تھا اسے بعد ویا راجہ نے

شد کر دیا غناسات یا آٹھ مرتبہ غیر سنگر کے آدمیوں نے قاصد دن کو زور کی گھائی میں

لا تھا اعدان کے خطوط کے لئے تھے حرف ذوقا صمد بد سے دینے خطوط کے

جان چاکر چاک گئے تھے اس گیت کے رف کر نیچے واسطے محمد خان نے پھر ذوقا

یگر میرا لڑکا اکبر خان نو جہارتیہ اور بعد ازاں فرمایا جاوے یا اگر یہ نہ پاسبند ہو دے تو

میں محل کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ رستہ آمد رفت کا برابر کھول دے یہ غرضت

میں دھند نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ غیر سنگر سے لے لیا گیا اور اب اسکا

اد میں فردا نہیں کسی تصور کے میں لیا جا سکتا بطور دوسری تونز کے نواب نے اسرا کیا

یہ سنگر کی جاگیر بھٹی میں لیا جاوے تاکہ اولگ اس بات سے سبق حاصل کرے

یہ تونز کی حکومتی میں نہ کہیں کہ کسی رستہ کھلنے کے خواہاں بیجاؤہ محمد خان نے

یہ جاگیر سنگر کے مقابلہ کے واسطے چکی کارروائی کرے گا مصمم قصد کیا

یہ اس کے دوسری سال کے شروع میں آگوست۔ تو میرا لڑکا اور محمد خان نے

یہ کوئی کیا جو قرب پچاس میل کے شمال میں سرحد کی یہ اعلیٰ مرتبہ کیا کہ میں دربار کو

یہ پانچ سو چوبیس سال کے مطابق ۱۲۴۲ کو میرا لڑکا اور کوئی نے دیہہ

نکل کر آگیا کرتا تھا ایک احمدیہ روپیہ راہ گروہر جہاد کو علاوہ چار ہاتھیوں کے ادا
 محمد خان نے باہر میں اقصائے سانی کے اس جاگیردار کو فائدہ پہنچا دیا جو عظیم
 اس نے زمینداروں پر گناہ ادا کیا اور روپیہ وصول کر کے جاگیردار کو دیا
 یہ دار کا جسے صاحب ملخان کا، جاگیردار عبد الرزاق خان و خواجہ میر خان
 صاحب دوست اور جن کے محمد خان کا ارادہ ہو کہ دعویٰ کو جاگیردار
 چھوڑا اسے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی میرے بیانات پر غور
 کرنا کر ایک نایب خان کی جگہ پر جو کہ دربارہ ہوا جس میں اسے داد
 دیا اور وہ وہ میں ہی جسکی فوج داری راہ خیر سنگھ نے اعلیٰ ملک میں جو
 اسے حقیق احمد خان نایب محمد خان سے پہلو کی کی فی بد دوست کہے اس
 کہ ملک ان ثابت ہے کہ کہیں اور کچھ شک میں ہو کہ اسوہ
 اسیں بلایا گیا

کہ وہ اسکی ساری مملکت سکھوں سے غارت کی کہ وہ
 اسکی سرگرمی کے لئے اسکا کام اسکا کام محمد خان کے لئے اسکا کام
 اسکا کام اسکی سکھوں میں اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام
 اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام
 اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام اسکا کام

برہم کے مرنے پر بہت کچھ سن دیا اور ان کو سوتیلی بہن کثیر المتقاد نے اکرے۔ میں بہن کے لگے
جوہر تھے چار سو ہی کہا کرتے تھے مگر انہوں نے مالوہ و گجرات کے قصبات و دیہات
نہیں جنوں سے بھی زیادہ لے چکے اس سال (یعنی ۱۸۵۷ء) انہوں نے انہوں میں
بے گناہ باطل سلامتی میں بھارت ایک لاکھ سو اسی سو مالوہ میں لائے نفع سنگہ کار

جاوون و اندھار وار اور انہوں نے شاہی و دیگران کے ہاتھ میں ہزاروں سے زیادہ سو روپے
ملا کر ایک طرف مشرقی رخ پر پھرنے کے لئے جانب چندی ری انعام کی بات کو منسوخ کر
قائم کیا جس پر اور شاہی راؤ و گھاروہ و دیگران ہندو فوج میں ہزاروں مالوہ کے قصبہ متواہ میں
لے گئے تھے یعنی فوج قریب بلوہ ہزار کے تھے جسے زہرا کو عبور نہیں کیا تھا دوسری فوج
جو دس سے بارہ ہزار تک خیال کی جاتی تھی مالوہ کی جانب لگے گئے رہتے تھے
دوسری بھی اس طرح سے کل فوج اعداد اسنی یا تو نے ہزار چار ہزار سے زائد تھی

وقت میں کہیں نے زہرا کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گائے بچے کہتے تھے
نیک و نیکانی جاوگی مگر کہیں تب روہیہ اور کرمیا گیا اور پھر یہ راجہ اور
سید مٹھن پر کرانے گھروں میں تھے وہیں پر بھی وہ گھروں میں و دیگران

اور ہم راجہ کے محل میں جا کر رہے تھے راجہ اور جہاد عہد و راجہ
حد و ناسے ہندو خراج کو دینا تھا اس کا عہد ان میں کرنا عہد لڑا
میں ان کے ساتھ گئی بدلی اور سختی کر لیا +

لیگا اکا حمارہ کر لیا گاؤں والوں نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسہ کر کے مقابلہ کیا اور مین
 پھر تک لڑتے آخر کار بھاگ گئے اور وہ چھوٹا قلعہ سب سے سواری لے لیا گیا فوج قلعہ میں جماعت
 کثیر کام آئی یا بہت سے نیم سہل سمجھ کر چھوڑ دئے گئے دوسرے دن چاند در پر بھان بایک مضبوط
 قلعہ تھا اور چھان کے زمیندار شرارت میں مشہور تھے حملہ کیا گیا تاہم دن لڑائی ہوئی رہی بھانم
 کھاریہ قلعہ بھی قبضہ میں آ گیا اور جابین سے بہت سی جابین تلف ہوئیں +
 مسلمان لوگ بھر چرگون کی طرف گئے یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقع تھا اور ایک جنگل اور
 متعدد دھرموں سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسہ کر کے ان جھاڑیوں اور
 گھاٹیوں میں چلے گئے چوبیس دن تک صبح شام لڑائی ہوئی رہی یہاں تک کہ دشمن
 صلح کے خواہنگار ہوئے اور صلح ہو گئی تب فوج شاہی بھانم کو جو کہہ رہی سنگہ سیر و چترنگہ
 کا مضبوط قلعہ تھا پھر کبھی سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اس کا قلعہ لے لیا گیا وہاں سے اور
 قلعہات یہ طرح پر محیط تصرف میں آئے +

شاہ آباد مسکن چتر سنگہ پر ب سے پیچے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے دشاہد کچھ مینا تو ہو
 یہ قلعہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط و عمدہ تھا وہ عرصہ کے چتر سنگہ نے قابض کرنا چاہا
 اور محمد خان نے اس کو بلا لینے کی کوشش کی یہ بات قرار پائی کہ چتر سنگہ محمد خان کی
 کاتر کبھی ہودے اتنے میں خبر ہو چکی کہ حاجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کر لیا کہ
 اس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوئے تھے سنگہ نے اپنی فوج کو اس کے ساتھ لے کر
 منظور کیا گیا لیکن رات کو چتر سنگہ

اور وہ کہ حاملہ لڑم واسطے معاملہ مرثون کے صادر ہو تو ضرور بیچ اور دینا

حادثہ اور اگر صلح مندر ہوئے تو میں اسی کی مطابق عمل کروں

محمد خان نے لکھا کہ تمہارے حکم پر نکال میں سوچ میں ہو دو باش رکھی لکھی اور

صحت میں دہلی کو واسطے مدد ہی کے لکھا کہ تھانہ پشین کوئی کرنا ہی کہ اگر میرے

لئے تو دوسری سال زندہ کے کناروں سے کبر آباد والہ آباد و قریب علاقہ بہار تک

جیل جانیگے اور آخر کار جبراً کر کے صوبہ مالوہ کی آمدنی خرچ کی خواہ کے لئے بھی

تکلیف نہیں کر سکتی ہی جس برس میں نے خاندان سلطانی کی خدمت کی لیکن جو کچھ

میں سے پس انداز کیا حساب خرچ ہو گیا ہی میری جاگیریں ہی بندہ یوں کے ہاتھ میں

آج میں مالوہ کو بھیجا گیا تھا اور دروازے محمد سے سخت نہیں لی تھیں کہ جب تک صوبہ مذکور

انتظام نہ ہو جاوے تب تک اپنی جاگیروں کے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا میرے

میں جان سارخان فوجدار کوڑا سے عرض میں برس سے سہنڈا سے زر شیر وصول کیا

رو دیگر رگہ جات اندی سنگرام کو بطور امانت سپرد کر دی گئی بغیر چائیں ہزار

چائیں ہزار ہاروں کے انتظام نہیں ہو سکتا ہی اور میرے پاس اعتقاد دوسرے ہی نہیں ہی

میں مالوہ کی خواہہ اگر سکون دین و جبر میں ہلاکت ہو یہ ماسخاری اور بڑا

دوسرے نام ہی کار خیز دیکھان طالب جون مرثون کے پاس چار یا پانچ انچ

ایک دوسرے سے پہلے پانچ میل کے فاصلہ سے پری ہوئی ہیں اور ہی انتظام

میں ساری کامی خواہ ہے اگر ساری بات میں شک ہو تو میرے ہاتھ میں

حالی جو میری رہائش میں اعلیٰ درجہ کا مرتبہ و قدرت رکھتا ہے میرے پاس

پڑی انا و عمار اسکو کھسکا چاہے پلا جاوے اور اٹھارہ لکھ نہت پروان کے تحت
سے ضرور اس کی مرضی کے مطابق عمل کریں گے۔

جس طرح اس نے تاکہ دشمن کھلا سا کی جانب مرضی جانی میں تو لوہہ ڈنگر کو

قدراست و روز گز کے سروج پہنچا یہ قرار پایا کہ ملی الصباغ دشمنوں پر ظلم

عین کی نسبت ضروری کہ تعداد میں نہیں ہزار تھے تب یہ خبر ملی کہ عمار نے استوا

دیا اور عمار نے ہزار ہوں کے ساتھ روانہ ہو کر عمار کو ٹہ سے گھنٹہ ملی ٹھہر کر سروج

پہنچنے کے بعد آپہنچا یہی جس ہزار آوی مندر مشورہ راو میں دشا جہاں میں

دشمنوں سروج کی پھیلی ہوئی ہو۔

جس طرح بات ملی کہ اگر محمد خان کھلا سا کو جانا تو دشمنوں کو شکست دینے لگا

۷۷ میں دس سے ہزار دن تک صرف ہوئی اور اس کی مدد ہو گئی

پہنچا سروج و عمار اور دیگر فضیلت کو لیا تا محمد خان نے اس وقت

اور ہزار ہوں کو لیا اگر لکھت کے رعایت دیکھ رہے اور

بہرہ و بیان ہو جانے کے مرضی کہ اس کے بہت سے چلے گئے اور

دن کے ذریعہ سے عمار کیا میں لوگوں نے سب کو مرثون کے عمار

دیکھا تا کہ عمار نے غیر ہزار ہوں کو لیا کے اپنے سے انکار کر دیا

دیکھا اور دار میں پہنچ جاتا تھا ہرے کا شتون کی سائش سے ہوا خانہ دار میں لکھنا ہی
 میں نے بڑی ہی دیکھشش سے پرگنہ اکبر اور پکا عطیہ ۳۱۱ فصلی سے ارمیہ رو
 ل کیا ہی حالانکہ حدود فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کی اوسط
 اٹھا لیا گیا تھا اور اس زمانہ دیوانی میں اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی دوسرے
 سیوت میں لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے تند و دے اپنی دیاننداری لکھا
 کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سوائے اُس جاگیر اصناف شدہ کے جسکی قیمت ایک کروڑ دام تھے
 ۱۱ اور جسد و ن کی عطا داری میں ۳۱۲ اصناف شدہ اور مجموعہ عطا ہوئی تھی میں نے کچھ
 میں لایا جو علاوہ اسکے اور کوئی چیز مجموعہ حرام کے برابر ہی تھی کچھ کو موقوفوں اور اسامیوں
 جاگیروں پر تقرر کرانے سے کہا لیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہ دوستی
 کے میں نے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلوں سے
 علیحدہ کر لیا تھا۔

جلد ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سروج میں پہنچا جس میں محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی
 کہ جس کے موافق تھا راجا شستین مقرر ہوا تم مسدود الخلافہ لکیر آباد میں حاضر ہو دو ان
 دولت میں اس کے حکم کھیلنے کے مجموعہ جنگلات شیولی میں جو نزدیک دہلی کے ہے شریف
 تہہ کرنے میں اطلاع اس طریق کی کہ یہ ستر تیار پنج ہر عطا دی الاول (مطابق
 ۳۱۲) محمد خان کو لایا یہ خطوہ درسلہ قلم خان اس پر دو خطوہ درسلہ لکھی

[illegible]

لیچھو عرصہ کے بعد اس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہو کہ
 رہنے سونج و ہزار کے درمیان میں میں اور زمینداران فرقہ مسیت کے ٹوٹنے میں ہر
 جمہور الملک اعتماد الدولہ قمر الدین خان ان کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور تم بھی
 کے شریک ہو اور اعتماد الدولہ نے بھی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا +
 خان وزیر الملک کے ہمراہ نصیر الدولہ محمد جنگ مہم بھائی کے ساتھ خان فیروز
 واد صفت خان نظام الملک اور داؤد وزیر کے آئے اور جب اکبر آیا دہریچے تو محمد خان
 سے ملے اور ان کا استقبال کر نیلے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور
 صبر ہوا کہ اس مہم میں شریک نہ ہو محمد خان اس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھ کر شریک ہونے
 رضامند ہوا تب بھی خاں فیروز جنگ و محارہ جنگ کے محمد خان نرواد کے اسطرب
 واد ڈاگر کی طرف جو گلارہ کی جنوبی طرف واقع ہے بڑھا وہاں سنا کہ کافروں نے
 را کو غور کیا ہے لیکن راجہ جینگ سوئی نے اسوجہ سے کہ ان کی راہ مسدود کر سکا
 ہ مکان پر اپنی تلک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک ہتھل اسطرب کو روانہ ہو چکا ہے
 جس کی میں ایک خط راجہ جینگ سوئی کا آچکا تھا محمد خان کو اسوجہ سے کہ دوسرے
 ب اگر ایسا سوچتے ہیں تو سکتا ہے تاکہ اول میں کہنے کو لکھا محمد خان صفت
 راجہ شہسپری میں وزیر سے پھیل گیا۔

نے واسطے سرکوبی لہر اکر دے کہ کچ کیا جس کے اعلیٰ جان نثار خان فیروز

راجہ مراد خان کا نام تمام تقابلیج کے لیے حکام نصیب خان کے نام جاری ہے۔
 سند اور حین و دیگر مقامات کو راج اور راج کے نوکر دن کے حوالے کر کے محمد خالد کے
 حاضر ہے۔ ۱۰ ماہ برائے کو مطابق ۱۲۱۱ اکوڑ شہر، نواب کا خاندان و متعلقین اس کے
 اردانہ موئے نکل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضائی اور شاہ راج اور راج
 جی سنگھ سواری کے ناموں کے حوالے کر دیے گئے تب محمد خان مالوہ کو حضور
 بر آباد میں بتایا ۱۲۱۱ جاری النانی و مطابق ۱۲۱۱ شہر بیجا جان کو
 سے نہ گیا تھا۔

۱۔ عہدہ روپیہ کے نکل اور فوج کی تمام ناکامیابی کی بنیوں وجہ تھے جو محمد خان کو
 کا باعث بنی، ان کامیابی جاگیرداروں کی جو محل میں رسوخ رکھتی تھی، (۲) بھلاہر
 ہمدانی پر جسکا معاون اسکا دوست حافظ خدنگا خان اور دیگر اشخاص تھے (۳) وہ
 اور میان محمد خان و نظام الملک کے جس کے افعال پر چند ذیلی شبہات و شخصوں کا
 جس سے ظہر رکھنا عابدہ مرثون کا حلیہ مرثا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا ہے
 ظاہر ہے کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے گونہ و بہن تو اس قدر کر کے
 جو امیر الامرا نے بدولت فوج سلطان کے انجام کو پہنچا۔
 معات بقایہ مرہستان
 (۱۲۱۱) مرثا فایت ۱۲۱۱ مرثا فایت ۱۲۱۱ مرثا فایت ۱۲۱۱

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100.

راجہ کے قلعہ پر طالعہ کے آگے سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوا۔
 ان میں قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکالوں کے گرد و خیمے تو پختے قائم کرنے لگے مگر چھوڑ
 رہی میں جاک گیا اور سو تھر میں جو ایک مضبوط جگہ اسی کے قلعہ میں تھی پناہ گیر ہو گئی
 محمد خان نے دیکھے جس پر نزدیک گھاٹ چار کھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مغرور
 قسب میں گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان نے کچھ روپیہ لیکر اس جگہ
 پر ایک خاص سکے خطوط میں کچھ بیان نہیں ہے کہ یہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا
 محمد خان طغر خان کی ہم میں جو شہنشاہی میں (مطابق ۱۱۲۷ھ) شہنشاہ
 ۱۱۲۷ھ ہوتی شریک نہ تھا اور نہ ہم فرار الدین خان میں جو شہنشاہی میں (مطابق ۱۱۲۷ھ)
 ۱۱۲۸ھ مولیٰ شرکت رکھتا تھا اس وقت میں محمد خان کو ایک خطرناک مرض پھیل گیا
 ۱۱۲۹ھ بروز روز تک اسے سوائے آب رنج کے نہ کچھ کھایا نہ پیا
 ۱۱۳۰ھ میں (مطابق ۱۱۳۰ھ) ۱۱۳۱ھ میں (مطابق ۱۱۳۱ھ) ۱۱۳۲ھ میں (مطابق ۱۱۳۲ھ)
 ۱۱۳۳ھ محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پیر راجی راؤ محمد دیگر لشکر ان کے بند
 ۱۱۳۴ھ کے کچھ لوگ ۱۱۳۵ھ سو سواروں کے حنائے کے کنارے پر آئے تھے اور بہت
 قیامت خیز کے چہانہر کہہ دیا پایاب تھا اور یہ بھی انہوں نے کہ یہ لوگ دو اب
 ۱۱۳۶ھ کے میں جواب اسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پیر راجی راؤ
 ۱۱۳۷ھ کے میں اور انہوں نے دشمنوں کو راہ دی ہوا اور اپنا معلوم ہوا ہے کہ وہ

خاکستری میں کر گئے۔

یاد خان اور دلی سید اس دماغ پر بیگہ سوائی نامک کے دونوں ناموں سے

معلوم حکم کے پہلی عرض یہ کہ اس صوبہ کا بچاؤ کیا جاوے اور بہترین

اور سرور اور نام پر وہ بحال ہوا قائم رہے مبارک ملک کے عہد پر

مستور بننے اگر اپنے خانگی ترددات سے محتاج ہاؤ

نے بھی صوفیان کے ساتھ رابطہ برپا رکھا

اور جو خان کے جو سنا کے خواب میں رہا

پ کے وطن کی سیاست کی جس کی آمدنی ایک صوبہ

مخصوص دینی اور حکام نظامت اکبر آباد کی حکومت

یہ سو علم و بصیرت و وفور کے ساتھ سو وقت طائر کرتے

نے وہ کہانیاں کی خبر لیگے ایک ہندوستان

کا عارف آپ کے یمن والے کا کہ گئی ایک

یہ ایک گدی سے نکلے ایک اور مقام

یہ ایک گدی سے نکلے ایک اور مقام

یہ ایک گدی سے نکلے ایک اور مقام

یہ ایک گدی سے نکلے ایک اور مقام

۲

۱

۱

۲

۲

۱

۱

۲

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ان کے ساتھ ساتھ

جو شہزادہ سلطان علی دہلی شہزادہ کو خانہ داران خان اور

دہلی کے شہزادہ کو دہلی کے شہزادہ کو دہلی کے شہزادہ کو دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کے دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کے دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے شہزادہ کی دہلی کے

اور کتب خانہ اور نشان بردار طاقی سے لیا گیا اس عرصہ میں شیخ الہ یار پہنچ گیا اور شاہ نے
 نے بائیں طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہ خیال کر کر کہ فتح حاصل ہو چکی ہے
 اگھوڑوں سے اتر کر ایک خشک تالاب کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہنچ
 کے سامنے بھاگ گئے صرف نعل بکرا حجت اور حسرت سنگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو پائے بغیر
 آدمی پیدل بھاگ کر ایدھر اودھر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اُن کے تعاقب میں
 بھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گریڑے اور اپنے سواروں کو بھی گرا دیا
 شیخ دین محمد لکڑی کو سبب اُس کے کہ دزدہ بکتر کے بوجھ میں دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اُس کا سینہ
 سے ٹکرا ایک گز دھڑکتے ہوئے راجپوتوں کے اگھیر اور گھوڑے پر سے اُس کو کھینچ لیا اسپر بھی اُس نے
 اور آدمیوں کے سر کاٹ ڈالے اور قریب پر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات میں سے ایک آدمی
 اپنے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھ کشتی کرے کہ اس عرصہ میں سید محمد لازم شیخ الہ یار اپنے
 گھوڑے پر سوار آہو گیا اور اُس کو چھوڑا ناچا لیکن دین محمد نے اُس کو منع کیا اور کہا کہ تم مت بول
 مجھ کو نواہت میں سے درخص بھاگ گئے اور ایک شخص غصہ کرکھا کر گز اور دین محمد نے اُسے ایک لپٹا
 کر مارا کہ وہ مر گیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اُس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر
 بھاگ چاہی۔

اسکی عمر اُس وقت میں پندرہ یا سولہ برس کی تھی لیکن اچھی پرستش اس عمر کو دیکھ رہا تھا
 کہ کس تک باہر تاش کیا گیا یہاں تک کہ وہ دھواگ بھی پورے سپاہیوں تک بھاگا دیے گئے صبح کو
 اُس کو شمار کی گئیں تلوار کی جانب تراشی تھی زخمی ہوئے تھے وہ سات آدمی

جان سے مارے گئے تھے

تاریخ شاہ کلاچلہ

[illegible]

حسد نہ لانا مطلوب ہو اگر محمد خان بھڑک گیا جاوے تو ہم شاہ کا مقابلہ کریں جب محمد خان کے
 باوند سے اس بارہ میں گفتگو کی تو ادل تو دوزخ سے منظور کی گئی لیکن پھر نا منظور ہوئی۔ جب
 باجی راونے ناوڑ شاہ کے چلے جانے کے بعد تمام اگین کو واسطے برہی تدا میر خاندان تہوہ کے
 متفق ہو کر ناچا تو محمد خان بھی میدانِ اگین کے متعلق نام تحریر بھی گئیں ذاب محمد خان
 بہت متحمل جواب دیا اگر خود اسکو اعتراض تھا کہ اگینوں میں اسکو بہت کم خط حاصل ہے۔ مگر
 فتنے سپید ہونے پر وہ اسرا بھیسے کے نزدیک ایک شاعر کا جھکا نام یہ ہے سر فرخ
 یکن اللہ و حکم خداوندی۔ یہ خاندانِ عالم خراب ہے پتہ نشہ مثل سرا بھیسے جو کمین پر نقش
 رنگ پر جو کھانچو مثل مہاب پر سکہ اے میں باجی راوے کے مرے پران بند میر کا خاتمہ ہو گیا

اگیر خان کی وفات

قریباً اسی وقت کے (۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء) نظام الملک اور غازی الدین خان لوکا
 ہمارا عا ملالہام تھوڑا سا دور محمد خان کو صوبہ اللہ آباد پر بحال کر دینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف
 وعدہ کے صوبہ الہ آباد میر خان محمد الملک کو دیدیا اسوجہ سے محمد خان کو نظام الملک
 اس کے بیٹے سے بیجا ہو گیا محمد خان بلا حصول اجازت فوراً چھوڑ کر باجی ریاست کو چلا آیا
 شہرِ مان خان اور دوسرے علاقے کثیر کے ساتھ اس حکم سے پہلے کہ محمد خان کو اسکی ریاست
 سے نکال دینا اسکا مقصد تھا اس لیے اس نے بہت سے فوجیں بھیج کر محمد خان کو اسکا علاقہ
 کو چھوڑنے کے لیے عیاں اگیر خان کے ساتھ دس ہزار سوار بھیجے اور احمد خان کے ساتھ پانچ سو
 اور ایک سوار جو ک تعین ملا وہ اس کے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندر راہو ضلع علیگڑھ

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد اور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُس کو
 کوئی کشتی لڑے گا محمد خان نے اُس کے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ میں لڑوں
 تو محمد خان نے اُس پر ہنس کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک رشتہ دار
 کو اس امر سے بہت تردد ہوا اور پوچھنے کے بدلے سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری میں دعا کی اپنے
 جوڑ کو دیکھ کر فارسی جوان نے کہا کہ میں اُس کو اپنے نیزے کی نوک پر اٹھا کر چھینک دوں گا۔ وہ لڑنے
 نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کسی دھڑکے دیکھا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر اُس کا
 بھال شیخ کے جوشن میں گھس گیا اور فارسی نے اُس کو گھڑی کی پھیر سے اپنے نیزے کی نوک پر
 ایک ٹپکے اٹھا لیا اور سید خوں اُس کے پس سے نکل آیا نادر شاہ نے لگا اور دوسری جانب
 والوں کے چہرہ پر آٹا نجات کے طابان ہوتے نہایت زخمی ہونے کی حالت میں ہمارے سر پر
 ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اسکی ذمہ سے گزرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیشہ سے گذر کر زمین پر
 گر آیا فارسی جوان ایک منٹ تک اُس طرح نیزہ کو ہاتھ میں سے ہوتے گھوڑے پر چکر مار رہا تھا اسی
 حال میں کہ نیزہ اُس کے بدن میں چھبوا تھا یا وہ لجنہ کہا کہ اُوں اُس شخص کو شاہ کو کہہ بیٹھ رہا ہے
 نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُس کو ایک خلعت عطا فرمایا۔ ساتویں صفر ۱۱۷۱ ہجری میں
 ۵ مئی ۱۷۵۷ء کو نادر شاہ کو ام مال و اسباب سے لکھنؤ میں سی ہوا نادر شاہ نے محمد خان کے چہرے میں
 نادر شاہ کے چلے کا حال بہت کم بلکہ نہیں پر غالباً اس وجہ سے کہ وہ اُس نے اپنے رشتہ داروں میں
 حاضر نہ اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُس کو بہت کم ملا صرف ایک غریب جو بھی ملاو کے نام سے
 لکھتا ہے کہ جب نادر شاہ نے قلعہ پر حملہ کیا تو کابل کے افغانوں نے بہرہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

پہلے تو اب اس کی حد تک کہ وہ اب محمد خان علی محمد خان اور اس کے

[illegible][illegible]

سری نگر اور سر مور بہت نے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا صرف کے
گرنے کی وجہ سے وہ پہلے دو روپے کے چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آئے تھے محمد خان
اپنی تحریرات میں اس رائے کا ذکر کرتا ہے جو اسے اس بارہ میں دی تھی کہ چونکہ اب ہوا نہایت خراب
ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اسکا تصفیہ کر لینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ اگر کہیں دولت معاملہ کا
طریقہ نامثل فتح کے سمجھے اور اسے علی محمد خان کو بہرہ رائے دی کہ وہ دیار میں اس امر کی اطلاع دی
کہ میں آپکے خوش کرنے کے لئے پہاڑ چھوڑ کر آنولہ لوٹ آیا۔

نرائند اس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نرائند اس راجہ سنگھ سوانی کا ایک افسر محمد اور میں انتظام قائم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا
نرائند اس کے قیام کی حالت میں اسکی فوج نے سبب نہ ملنے سے تنخواہ کے باغی ہو کر نجیب علی خان
کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علی خان قمر الدین خان وزیر کی ماتحتی میں ایک افسر تھا جو اسوقت کہ پل میں
تھیں کرتا تھا اور اب محمد خان نے جو اسوقت میں شکوہ آباد کا فوجدار تھا اسے سنگھ و شایستہ خان
کو نرائند اس کے پاس اس قبائیش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال و اسباب جو لوٹا گیا ہے
واپس کرے برہم خان محمہ کچھ آدمیوں کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا
گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی حویرہ میں جا کر پرغیا متعاقب جیسے کی ہدایت برہم خان منگل خان
اسی غرض سے بھیجا گیا جب منگل خان سرے جیت مل پہنچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب
آگیا تو نرائند اس جینا کے بابا بگھاؤن سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اسکا تعاقب
کیا اور ایک باغی آدمی کے ہاتھوں اور چند بیکلہ اور نوچین سے گاڑی اور پیل کے آس پاس

پاس پہنچ گیا تھا اور چند روز سے اُس کی لاش گرن تمیم خانبہ وہ شخصہ مراد اور راجپوتوں کے پاس
 دیویش میں کوس کی منزل میں کر کر علی محمد خان کی قوت کے قریب پہنچا جو اولہ سے آٹھ کوس پر
 پری ہوئی تھی اسی وہ بیان میں محمد خان نے علی محمد خان کو یہ لکھا کہ اس وقت میں روپہ کا حال
 نہ کرنا چاہئے بلکہ معاملات کو چکر دینا چاہئے من من نہاری قوت کو کمی نہیں دیکھا اور نصرت اور
 اچھی ہوگی لیکن وہ دوستوں کی امداد سے بہت سے بوجہ اس انجام پا سکتے ہیں مگر چاہئے کہ
 اپنے مقامات کا استحکام کر دو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہئے اپنے ساتھ
 کوس جگہ سے ہلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہئے کوئی غنیمت یا غناعت زمین کو کہیں اٹھا نہیں
 کھنا اور جب دشمن میں یا ہو جاوے تو فائدہ جات چھریہ ستونام ہو سکتے ہیں اگر قوت جا چکا ہے
 رہی تو ایک روز ستر کی دروہیں کر سکا اگر ایک گروہ کو قوت کی شکست ہوگی تو باقی سب بیدل
 ہو جائیں گے من نے ان سب اٹھ کا تجربہ کر لیا ہے جہاں تک ممکن ہو رہی کے ساتھ گفت کرنا چاہئے
 اور اس وقت سے نجات پانے کے لئے روپہ خرچ کرنا چاہئے اگر کسی طرح معاملہ علی مراد اور اکیلاں
 کی آمدنی خرچ کر سہو رہی کام نہ سکے تو معاملہ علی کے ساتھ میں غرض کرنا چاہئے یہ معاملہ اور
 جتنی شکست ہا کہ قبول ہو جائے گی وجہ سے ختم ہو گیا محمد خان نے وزیر سے تاکید کرنا
 اپنے علی محمد خان کی معاشر شس کی اور روپہ کہ علی محمد خان کا ارادہ لٹنے کا تھا اور یہ نصرت
 میں لئی اُس میں اُسکا کوئی صورتہ تھا اور اب علی غناعت کے لئے موجود و خراب محمد خان
 کی خط کتابت اس خط پر ختم ہوئی جس میں پانچویں ہفت روزہ جاری ہوا جس میں ستر گروہ کو روپہ
 کا اور زمین کا اور ان میں بھی خرچ ہو رہی تھی اگر ستر کے پلے پار بھاگ گئے تھے اور زمین

اودہ کو جو برہن تک ٹھگندہ میں مقیم رہا تھا پھر مبد علیخان نے کہا کہ مجھے اس مرنے کے انہ کھانے کا اتفاق نہیں ہوا اور اسے چند قلمیں اس درخت کی ٹانگیں زواب شوکت جنگ نے قلمیں دے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اس درخت میں سے قلمیں لگتیں اسی دن سے وہ اصل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہو کر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اس کا چال حلین

محمد خان کی وفات کا زمانہ آہنچا تھا اسی سال سے اس کی عمر تیرہ سو تھی کہ اس کے گلے میں ایک بھوڑا نکل بادشاہ نے یہ خبر سنا کہ ایک خط عیادت میں عیجا اور اپنے خاص طبیبوں میں حکیم علوی خان روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی فہر نہ بخش اور دوسری ذلیقہ ۹۷۰ لایہ جڑے مطابق دوسرے لکھنؤ کو محمد خان نے داعی حق کو لب یک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہ تاج کہی دستوں باب ملک ہند آقا دکن سے کوئی متن گھنٹہ پیشتر زواب اپنی طاقت خدا داد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیرہ مکان بستر سے اٹھایا اور جمعیت پر اس زور سے نکلے لگا لگا کہ تیرہ محبت کی کڑی میں گھس گیا حیات باغ واقع موضع میکپور خورد پر گرنہ پہاڑا میں جو کھودا رہ کوئی آدمی کل پر بجانب غرب واقع ہر زواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک طرز جو یہ واقع ہر ایک بہت بلند قبہ سے مسقف ہر جوہر چار جانب سے چندیل کے فاصلہ سے نظر آتا ہے یہ مقبرہ زواب نے اپنی حالت حیات میں بنوایا تھا اور اس کے گودے کے ایک باغ لگا دیا تھا جس پر شمس کے بیوہ دار درخت جو بدلی میں مل سکتے تھے موجود تھے اس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوٹے بنوائے گئے تھے اور ماہ گانون کا محال اس میں مرف

محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہ تاج کہی دستوں باب ملک ہند آقا دکن سے کوئی متن گھنٹہ پیشتر زواب اپنی طاقت خدا داد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیرہ مکان بستر سے اٹھایا اور جمعیت پر اس زور سے نکلے لگا لگا کہ تیرہ محبت کی کڑی میں گھس گیا حیات باغ واقع موضع میکپور خورد پر گرنہ پہاڑا میں جو کھودا رہ کوئی آدمی کل پر بجانب غرب واقع ہر زواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک طرز جو یہ واقع ہر ایک بہت بلند قبہ سے مسقف ہر جوہر چار جانب سے چندیل کے فاصلہ سے نظر آتا ہے یہ مقبرہ زواب نے اپنی حالت حیات میں بنوایا تھا اور اس کے گودے کے ایک باغ لگا دیا تھا جس پر شمس کے بیوہ دار درخت جو بدلی میں مل سکتے تھے موجود تھے اس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوٹے بنوائے گئے تھے اور ماہ گانون کا محال اس میں مرف

لے لینا چاہیں نہایت دشواری سے ایک فارغ علیٰ خج علیہان سے حاصل کر کے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصہ

بطور مثال اُن لوگوں کی عادات کے مین یہاں پر ایک قصہ فرخ آباد کے عجیب نسب کے درخت کا لکھا ہوں ایک دن محمد خان سکار میں محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواہی میں بیٹھا تھا بادشاہ نے ایک نسب تناو ل فرمایا جو دین میں آدم سرکار اور نہایت خوش رنگ اور خوش مزہ اور پستے میں کھانا بادشاہ نے گھٹلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اُسکو نہایت احتیاط سے اپنے دیوال میں سپٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اس وقت فرخ آباد میں تھا بھیجا قایم خان نے اُسکو نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اُسکے استقبال کے لئے سو روئے تک گیا جس میں ہر کوئل کا گنج کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گھٹلی حیات باغ میں رکھی گئی جہاں کہ اب محمد خان کا مقبرہ ہے جب وہ درخت پر ہر شش پا کر بار بار دروہو اتو باوجودیکہ اُسکا نسب اصل نسب کے درخت کے اصل کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد میں اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت میں اصل آتا تھا تو ایک کہنی پنجبوں کی اُسکے گرد بغرض حفاظت بھلائی جایا کرتی تھی اور جب اصل آنے کا زمانہ ہوتا تھا تو تیس سیر دودھ ہر روز اُس کی جڑ میں ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سر پہ جو سابق میں صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا تو اب مظفر جنگ نے اسے اُن غایت ۹۹

او سکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے بلع والوں کو ایک درخت مل پایا جو علی باغ میں رکھا گیا اور گولہ غلبہ کے نام سے مشہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے اسے اُن غایت ۱۰۰ کے درخت کے درخت کے چہ اندہ حکم ہند علی علیخان بکچہ در محمد علی ملک

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے
اپنے دل سے کہا کہ میں نے
اپنے دل سے کہا کہ میں نے

ہوتا تھا روشتخان چیلہ خاص اسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرہ کی بنیاد کھودی جاتی تھی
 تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا سحراروں نے چاہا کہ اسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کریں
 لیکن روشتخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے مل سکتا ہے اور اسنے ایک کھنس نکالا
 بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغکے دروازہ پر ڈالیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
 کے اسکے اٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے ۱۷۹۱ء عہد ناصر گ میں کسیطیح وہ نوٹ کیا نو
 ٹھکڑے اسکے ۱۷۹۹ء تک مؤخر وار پڑے تھے اور یہ اسکی پوجا کرتے اور یہ کہتے تھے کہ
 یہ ہم سیمین کے بھالے کا سر ہر نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سہل سہانہ
 ظرفیوں کو نہیں چھوڑا اسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ کوئی کام نہیں کرتا تھا غور اسکے
 پاس ہو کر نہیں نکلا اور خود آرائی اس میں نہیں تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اس کے
 دیوانخانے اور مکان میں صرف چٹائی کے صنوں کا فرش تھا اور اس پر پٹھان اور چیلہ اور
 اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہیں ہوتا تھا چٹائی
 جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہ کہہ کرتے تھے اجی نواب سلام علیک او ان میں صنوں پر بیٹھ جاتا
 تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
 شخص کو برابر حصہ دیا جاتا وہ سیر کے وزنی اور ایک تہائی گوشت اور ایک سکانی دالیاں کچھ ہوتا تھا برابر
 ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھا اکثر گالھے جیسے کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
 نواب کو بھی مرغوب تھا اسکو چٹائی پسند نہیں تھی کہتے ہیں کہ اسکے باورچی خانہ کا خج پانچ
 روپیہ روز کا تھا جب کوئی ایئر ہلی سے نواب پاس آتا تھا کوئی نی بات نہیں کی جاتی تھی وہی چٹائی

ہر ذات کی عورتیں تھیں ان میں سے بہتوں نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی میں ایک ہی مرتبہ
 دیکھا تھا لیکن تمام عمر انکو ماہوار خواہ جواباً مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل میں سے
 کوئی نو سو نو سو اب کی زندگی میں سر چکی تھیں جسکی قبر میں بلند باغ میں تھیں جہاں کوئی مرد نہیں
 دفن کیا جاتا تھا قاعیم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے غور سے دونوں کے بعد محمد خان
 کی بیوہ بی بی صاحبہ نے بہایت ہرشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوادیں
 اور ان دہشتہ عورتوں سے یہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی بہلت تم کو دیکھائی ہو اس عرصہ میں اگر تم
 نکلیا جائے تو چکی سکتی ہو تم میں سے جو رہنا چاہیگی اسکو چکی دے دوئی اور گری کا کپڑا ملے گا کیونکہ
 نہ محمد خان نہ قاعیم خان زندہ ہی جو تہاری پردہ کش کرے قریب چار سو عورتوں کے اپنا مال
 صنایع لیکر چلی گئیں صرف چار سو عورتیں بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی ہیں۔

چیلون کا بیان

مسلمانوں میں علاموں کا رکھنا اور بالنامہ ہی طریقہ سے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ
 ہونگے جنہوں نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے علاموں کو
 برابر والوں پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دی جاتی تھی علام فوجوں کی سپہ سالاری کرتے تھے
 اور محمد خان کے بیان ایک باوی گاؤں میں علاموں کا تھا محمد اسباب ترجیح کے ایک یہ سبب اگر اسکی
 برادری کے چنے منو کے چٹانوں نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنی ان میں سے بہتوں
 کے پاس ستا چری کے پٹہ پر گنوں کی تھی اور جب کبھی حاصل کی بات اسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ
 مسعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہیں دیتے تھے اگر کوئی ان میں کابلت باقی رہی

نہایت ہرشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوادیں

محمد خان نے علاموں کو برابر والوں پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دی جاتی تھی علام فوجوں کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے بیان ایک باوی گاؤں میں علاموں کا تھا محمد اسباب ترجیح کے ایک یہ سبب اگر اسکی برادری کے چنے منو کے چٹانوں نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنی ان میں سے بہتوں کے پاس ستا چری کے پٹہ پر گنوں کی تھی اور جب کبھی حاصل کی بات اسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مسعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہیں دیتے تھے اگر کوئی ان میں کابلت باقی رہی

نکال کر عطران محمد خان کو دیکر خست کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اسے
 راہ میں قائم خان سے کہا کہ اگر چہ تہار بابا بون ہزاری پر لیکن ایک دہائی سا معلوم
 ہوتا ہے تم کو بون سین اپنے باب کو سمجھانے قائم خان نے اس بات کو مذاق میں مالک دیا امیر خان کے
 چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان مخفی کو جس کے نام سے حکم فرمایا جعفر خان
 اس تک شہر پر حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی میں بڑائی کے ساتھ نہ لیا جائے جعفر
 نے کئی ہزار بچاندی کے برتن نکلے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کچھاب کٹوا کر اپنے تمام باغ
 میں سرخ بانٹ کا شش کرو ہو یا شہر کے تمام گائیوالے ملائینہ بلواسے گئے اور نہایت نصیب
 کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہا ہاں جیسا کہ جعفر خان کے یہاں حق جاگتی
 دعوت ہو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھ کئی آدمیوں نے جاکر چاندی کے
 ظروف خالی کر کر صاحب خانہ کے ملازموں کے حفاظت سیر دکر لیکن جعفر خان نے انکار کیا
 اور کہا کہ یہ سب غلط گذاروں کا حق ہے اور سنہری کچھاب سب بندہ لیں کو دیدی گئی یہ حال
 دیکھ کر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف میں سب سے مبالغہ کیا دوسری ملاقات میں نواب محمد خان نے
 ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھ سے آپ کی کچھ خاطر تواضع نہیں ہو سکتی کیونکہ
 میں ایک سپاہی نادانی ہوں نواب محمد خان جہت میں ہوش تھا اس کے ہاتھ میں لے کر اور اس سے
 ارشاد میں جو جان ہوئی اور انکی شادیاں ہوں اگر ملازمت کی اعتقاد پر خیالی کیا جاوے کہ کھانا
 جیسا کہ یہ کہ وہ پیمان مالی تھا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے محلات میں شہر میں جو زمین کے علاوہ
 نو کھائے سو سو عورتوں کے علیحدہ تھے جن کا بھی جملہ کوئی راجہ نہ تھے زمین سب سے ملتی تھی

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے انکی اولاد اب تک موجود ہے اور غنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
 اپنے اولاد غنفر کو کہ محمد خان کا لقب غنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہ لوگ چلیے
 نہیں کہلاتے تھے بلکہ فعل سرکار کہے جاتے تھے استہار کے کام انکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
 تمام جاگلی انتظام انکے سپرد تھا اور تمام سامان انکے تفویض رہتا تھا انیس سے بہت چلیے لکھو
 بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا چلایا گیا تھا جو چلیے جس ذات کا ہوتا تھا اسی ذات کی
 لڑکی کے ساتھ اسکی شادی کی جاتی تھی مثلاً راجپوت چلیے کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن بیٹہ
 نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک سلسلہ انعامیت (سلسلہ) جاری رہا اسکی بدست
 آپس میں ایسے غلو ہو گئے کہ اب ان میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہو سکتا ان چلیوں میں سے بعض
 بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدھنسی سے گرفتار ہو کر مسلمان کر لئے گئے تھے
 چنانچہ شمشیر خان مسجد واسی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بنا فر راجپوت تھا
 شمشیر خان قوم تھا برہمن خان کو راجاؤں خان برہمن و س علی ہذا نواب محمد خان عیشیہ اپنے چلیوں سے
 لے کر ایک ایک کر کے یہ سب مال و مہربان اور جو بہت جمع ہو سکے جمع کر دیا تاکہ تنگی کی وقت
 سے اس کو ہر کام میں لگایا جاسکے لیکن جو شخص کسی گاؤں میں بچہ عبادت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
 سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا جو غلام انہوں و گارے کے مکانوں کے اور کسی عمارت کے بنانے کا کم
 تھا چلیے کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنا لیں صرف یا قوت خان خان بہادر
 اس اجازت سے مستثنی تھا جسکا مقرب ہم ذکر کرتے ہیں جو چلیے کم عمر تھے ان کی تعلیم کے لئے ایک
 مدرسہ بنایا گیا تھا تمام مقرر تھیں کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے زیر موشی

تیکایا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر امداد جنگ ہو جاتے تھے اور انکو چھوڑا لینے تھے اسے
سب سے نواب محمد خان نے سعادت حاصل ہونے کی چند سالان کے بعد بہت سارے افغان
کو بھیجا اور بگیش قوم کو جو اس ملک میں آباد تھی اس امر پر جو بھس کی کہ اس ملک کو چھوڑ کر شہر
فرخ آباد میں آباد ہوں بخود کے آئے اٹھارہ شخصوں کو منتخب کر کے بعد کیا ہر امر میں انکی رعایت
مطووظ رہتی تھی اور نواب انکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیوں کے ساتھ انکی شادی کی تھی
اور شہر میں انگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے انکو زمین دی تھی کہ وہ قطعاً آجنگ بگیش پور
کے نام سے مشہور ہے ایک اور طریقہ اختیار کیا تھا کہ راجپوتوں اور برہمنوں کی لڑکی بکری بکر
مسلمان کی جاتی تھی بعض تو برضا مندی لی جاتی تھی اور بعض بابائے قیمت اور کچھ با قید اور کچھ
لوگے ہوتے تھے جو گرفتار کر کے مسلمان کئے جاتے تھے اسطور پر ہزاروں لڑکے جمع کئے گئے اور انکو اسلام
کے احکام تعلیم ہوئے انہیں شخصوں میں سے جو کئی سہ سالاری اور گرونگی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے
محمد خان کو اپنے چیلوں کی تعداد پڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملوں اور اہل دیوانہ کو حکم تھا کہ جس قدر ہندوؤں کے
لوگ کے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے مسکین لیکر بھیج دینے جاویں جیسے ہوشیار پور جاتے
تھے تھپالس با فوج میں بھرتی کئے جاتے تھے با خاگی کا ہونہر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی ہندو
کاٹوں سے لڑتا یا اسکا مچھر کرتا تھا تو جس قدر لوگ اس کو مل سکتے تھے بکرو کر نواب کے حضور میں
بھیجتا تھا بعض اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسطور پر ہر سال سو سو لڑکے مسلمان
ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے ان میں سے بہت سے نواب
کی زندگی میں ہی لڑائیوں میں مارے گئے اور بہت سے لاد لوفت ہوئے کچھ کی شادی

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سوز و گمہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی
 ان چیلوین میں سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب منتخب کر کے ایک
 راجٹ طیارے تھے ان کے پاس لاکھوں کی بند و قین اور سلطانی بانات کی مدد اور باروت کی گنج
 رہتی تھیں اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہ راجٹ جہاز
 کھنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے
 قریب مدد سے کھڑا تھا محمد شاہ نے ان لوگوں کو کسی جہانور کے اوپر جو وہاں میں حرکت کرتا ہوا نظر آتا تھا
 بندوق چلانے کا حکم دیا اور ان کی جہاز دھک دیا اور وہاں ایسا خوش ہوا کہ ان سب کو خود سے لینا چاہا
 محمد خان نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہیں اور دھننی بات چیت اور
 تلوار لگانے کے سوا اور کچھ کام نہیں کر سکتے بادشاہ نے اس عند کو منظور فرما کر ان کے بارے میں یہ طرز
 انعام کے انکو تقسیم کرنے کے لئے بھیج دیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلوں کا بیان کرتے ہیں
 متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہیں ۔

یا قوت خان کا بیان

جس لڑائی میں عبداللہ خان گرفتار ہوا اس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست
 عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سزا بطور ہدیہ کے دیا محمد خان نے اس کا نام یا قوت
 خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے لے کر واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا شہر
 کہ یا قوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اس کے نذر پر یہ الفاظ گزرتے تھے یا قوت خیر و عافیت
 یا قوت خان عمارت کی تعمیر یا تصبات کی آبادی کی ممانعت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوکو اور

اسکی محل کو لیکر سلگج جھاگ آیا اور دس دن وہ دفن ہوا اسکا مقبرہ ایک محلہ کے درمیان واقع ہو فلم
کی سبیل کے نیچے اور اسکے گرد ایک چوٹی دیوار لٹکر کی پر یہ مقبرہ اور اسکی چہار دیواری مشمول ایک
دیرین مقبرہ کے جواسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے مگر نہایت کچھ مقام ہوا اس
بیان میں کہ یا قوت خان اول بن لیکر کشیا شاہراہ انگریزوں کا تھا میرے نزدیک یا قوت خان اور
باز بہادر خان جلیلہ میں اشتباہ ہو کر معاملہ واقع ہو گیا ۔

مگر تیر کے صفحہ ۲۴ میں مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہیں تھی یہی امر غالباً صحیح ہے کیونکہ
وہ خواجہ سرائی کے صفحہ ۶۹ میں بخت بلند خان کو لکھا تھا کہ اسکی تاریخ تھکڑہ نامہ صفحہ کافی رہا
کے صفحہ ۱۰۰ کی چند جہوں میں درج ہے کہ کبھی جنگ نام کشیا شاہراہ انگریزوں کا جو مسلمان ہو گیا
باز بہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یا قوت خان خان بہادر
دلیر خان اسکا حال ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں اسکے نام سے ایک قصبہ لکیر گلیج مشہور ہے جو قلعہ
سے نو میل قایم گنج کی سرحد پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے ۔

شمشیر خان یہی جلیلہ سلاطین القاب سلسلہ میں پرگنات بلوچان و مہر آباد کا عامل مقرب
ہوا ایک زمانہ میں اسکے پاس پرگنات موسیٰ نگر بلوچان کے سردار شہ پور قنوج تھے یہی سب قصبہ
باسکھڑے قنوج کے اب کاتھور کے ضلع میں ہیں ایک مرتبہ عبدالصوفی خان صمد جنگ فیض آباد
موسلی کو جاتے ہوئے مانا موگھاٹ واقعہ پرگمہ بلوچان گنگا اتر شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس
افغان کی بابت جو فصلوں کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود پر رکھتے
میں صمد جنگ کے لیے کھڑے نہ ہوں یہی حکم شمشیر خان کا صمد جنگ کو ناگوار لگا اور اسنے لکھا

یا تو گنج یہیہ قصبہ پر گنہ جو چور ضلع فرخ آباد میں فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے کالی رائے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گاؤں جو جگہاں جیاؤنی سترت پر منظم آبادی عرف گوال گاؤں۔ اور ایک حصہ نگلہ کیم کا دیران ہو کر یہیہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہاں ایک قصبہ میان ندی شاہ نام یا بقول بعض کے عواجہ ہر اس ہستے اور انہوں نے ایک ہر اسے بنوائی تھی اس سبب سے اس قصبہ کو ہر اسے ندی بھی کہنا کرتے تھے یا قوت خان کے وقت میں وہ ہر اس دیران ہو گئی اور اسے دوسری ہر اسے پختہ و مال تعمیر کرائی اس قصبہ میں اب تک ایک بہت پرانی مسجد موجود ہے اور ہر اسے تاریخ ثبت ہے۔ تاریخ مسجد عالی بنارست خزاں از لطافت نور بخش فیض را ۶ سال تدبیرش خود گفت اندرین ۶ فرض ادا شد اندرین ہر اسے جس سے مشائخ جوئی نکتہ میں مطابق تاریخ مشائخ لغایت تاریخ مشائخ ۶۔

دیا گنج یہیہ قصبہ پر گنہ اعظم گڑھ ضلع ایٹہ میں علی گنج اور پٹیائی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال مشرق میں واقع ہے آثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقع تھے انکے دور میں سابق زمانہ کے چیلہ کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے ان گھون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے میں صرف کیا مکان حسین شاہ فخر الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ عی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اس میں ایک بارہ درہی بھی بنوائی تھی جس میں نواب مظفر جنگ مد فون ہوئے مشائخ ایٹہ مشائخ اعز باقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ نو مبر مشائخ عی پر آشوب کرائی میں مانگیا جو روہیلوں کے ساتھ دہری رسول پور میں متصل بدایوں کے ہوئی تھی کہتے ہیں کہ اسکا بھی

مقیم خان۔ جس زمانہ میں نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو اس جلیہ کے پاس پرگنہ جون
کا تھا جو بیہ چیلون کے تھا جسکو صفدر جنگ نے مقید کر دہلی بھیجا تھا اور وہاں
وہ مقیم خان کے اوسکی جہر رہے مصرعہ کندہ تھا نہ فلک از نام محمد مقیم۔ مقیم خان نواب محمد خان
کے ساتھ بہت اچھے تھے اور بی بی صاحبہ اس سے پردہ نہیں کرتی تھیں اوسکے بیٹے
اعظم خان اور حسین خان تھے۔

جعفر خان بیہ شخص نواب کا بخشی تھا اور کاکان محمد زمان شاہ کے ملک کے قریب تھا محمد زمان
ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لا کر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان
میں نواب کے بہادر نے دو رو باں خرید کی بیہ جلیہ بیہ محمد ان پانچ چیلون کے تھا جو دہلی میں
مستول ہوئے فرخ آباد میں اب تک اس جلیہ کے نام سے ایک محلہ نذر ہے جعفر خان شہور ہے۔

اسلام خان بیہ بیہ چیلون کے تھا جو دہلی میں مقول ہوئے پرگنہ جو جو میں ایک
موضع ہے جس کے نام سے اور پرگنہ اس کو کہتے ہیں اسلام گنج کہتے ہیں بیہ میں نہیں جانتا کہ اسی جلیہ
کے نام سے شہور ہو گیا ہو کسی وجہ سے اسکا ایک بیہ عثمان خان تھا۔

سرور خان بیہ بیہ چیلون کے تھا جو دہلی میں مقول ہوئے۔

داؤد خان۔ جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے بیہ بیہ بن تھا اور محمد ان چیلون کے تھا جو نواب
کے اوسکے عمر سے اس کے ساتھ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اس سے پردہ نہیں کرتی
تھیں ہم جیسے اسکا ذکر کر چکے ہیں کہ بیہ شخص ۱۱۸۰ھ لغایت ۱۱۸۵ھ میں ایک سرکش راہ کو
بادشاہ کا حضور ہم گزرا تو اسکی خدمت پر محمد راہ تھا ۱۱۸۵ھ لغایت ۱۱۹۰ھ میں وہ پرگنہ

سائمنی سوار اس مضمون کا خط لکھ کر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامہ ارسال شد شیر خوار و درباریان
 و گزشتہ آئینہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامہ ارسال شد اپنی تلوار کو میان میں کر و درون اسکی آستین
 رہیگی۔ محمد خاں نے اپنے دیوان صاحب داسے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھ دینے کا حکم دیا
 منشی نے اسی خط کی پشت پر سطر چہر جواب لکھا۔ نواب نامہ ارسال شد این شیر مردان در
 سرکہ میدان بے خون چہیدہ میان نمی آید۔

نواب نامہ ارسال شد غلامیہ دون کی میدان جنگ میں بغیر خون پئے اپنے میدان کو نہیں
 لوتی۔ صفد جنگ نے یہ جواب پا کر عیاں کہ شیر خان کے ساتھ مقابلہ کرے لیکن اس کے
 مشیروں نے اسکو لڑنے کی داسے نہیں دی اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا
 ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور جواب دے تو کیا جاسکا کہ چیل کے ساتھ لڑے
 تھے اور اگر خدا نخواستہ تو عدلیہ معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا شکار آپ کے ہاتھ رہیگا
 چنانچہ وہ اس قرب و حوا سے فی الفور معاف ہو کر واپس چلا گیا شیر خان کے اشارے سے اسکی
 خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہ جس میں کہیسی مزاج کی وہ دوسرے لکھنؤ کے حکام بھی تھے ان کے
 قائدان میں باہم طال پیدا ہو گیا۔ شیر خان کی وجہ یہ تھا کہ کہنے سے کہہ کر اسکی صف
 آئینہ شیر ارن معاملات میں حوا میں خاں کی حالت پر یہاں سے وہی ترکیب شروع ہو کر
 پنج چیلوں کے حوا گر فرما کر دلی پہنچ گئے وہاں سے شیر خان میں لڑ گیا جنگاقتل
 حال میں مغرب بیان کرینگے اسکے پانچ بیٹے تھے علی خان رحم علیاں محمد علیاں کاظم علیاں
 رسول علیاں شیر خان ایک قصہ اس کے نام سے رگنہ سوز ضلع میں پوری میں آباد۔

اور سکھایا۔
 ثم خان عہد نواب شہنشاہ جنگ میں شہنشاہ انعامیہ ۱۱۲۲ء خاص محل کی ڈیوڑھی
 مستعین تھارویہ روزانہ سکال و خلیفہ تھا اور سکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام شہنشاہ تک
 زندہ تھا لیکن نان شبینہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اور دہ بھان الملک
 کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چلیہ سعادت خان کو بھی خریدنے کے لئے
 برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محال ملک کو الیر کا جوا وقت عمر خان کو الیر کے تعلق تھا
 میں اور اترنا تھا۔

نیک نام خان بیہ بنجھلہ اون چار چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہیں کرتی تھیں صوبہ میرٹھ
 فرخ آباد خاص کا ان کے تعلق تھا اور سکی مسجد اور کنواں اور قلعہ اور باغ شہنشاہ ۱۱۲۲ء تک موجود تھا اور
 ایک مسجد حمیرا مومین بھی قریب مقبرہ صدر بھان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اور کاسج
 یہہر تھا۔ ہستم از لطف محمد نیک نام۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ یہہر شخص فیض آباد میں قائم خان
 کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پنجے سے چھٹا لینے کی خدمت پر نامور ہوا تھا شہنشاہ ۱۱۲۲ء
 شہنشاہ ۱۱۲۲ء میں وہ پرگنہ موجودہ کا عامل رہا۔

جہان خان بیہ بنجھلہ تھا اور چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہیں کرتی تھیں
 پرگنہ موجودہ میں جہان گنج اور سیکا آباد کیا ہوا پر فرخ آباد اور حمیرا مومین کی سرگ پر فرخ آباد سے نویل
 جانب جنوب واقع ہوا اور سکی مٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے
 دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

محال خان بیہ بنجھلہ کا لالچ کا بانی جو کانپور کی سرگ پر بغاوت ہل گوشہ جنوب و مشرق میں فرخ آباد

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ میں نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اس وقت جو پورا دربار اس کی تحصیل اس کے سپرد تھی اور نایب قوجدار سازنگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی ہمارے پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹ بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے ہیں اور جس سے ناظرین پرہیز واضح ہو گا کہ چیلوں کو کیسے خست یارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار میں دیر کر حاضر ہوئے وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تنکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان میں رکھا تھا اسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ میں بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے چیلوں کو اس قدر ذلیل کر دیا کہ وہ مطلق میرا ادب نہیں کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھ کو ان کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹوں کے ساتھ قایم خان کو یہ جواب سن کر نہایت طیش آیا اور اسی حالت میں وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے مکان امیٹی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنکیہ کی اور کہا کہ مجھ کو تیرا اخبار جانا رہا کیونکہ جب میری زندگی میں تم لوگ میرے بیٹوں کا ادب نہیں کرتے تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع میں آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نہ کرے کہ میں آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہ شخص صوبہ الہ آباد میں نواب کا نایب تھا۔ ششہ میں جوڑائی بمقام راجہ جیتر سال کے مقام راجپوتی ہوئی انھیں عبد بخان مقتول ہوا۔

شہادت خان جیل مانہ میں نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہ شخص ملک مالوہ میں مندرجہ کا عامل جو بیچ سے جانب جنوب واقع ہے اسکی قبر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ بے لطف محمد سعادت پور

دو مہینے سے زیادہ ایک پرگنہ میں نہیں رہتا تھا موقوفی اور بجالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جو اب

شکر نواب نے کہا کہ اس سفر سے کہہ دو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا۔

۱۹ ستم خان یہہ شخص ستم اعین قائم خان کے ساتھ دوسری کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ ستم اعین اچولی کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشوں سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور پہاڑ کی طرف سے بازگشت کی تدوین اسکا بیان کیا جائیگا۔

۲۲ جانا خان یہہ صاحب صوبہ مالوہ میں مقیم خان کا نائب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہ سے اس کے بیدگاہے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب میں مر گیا۔

۲۳ رحمت خان جس شخص اسکا بھائی تھا لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہاں ہوا اسکو سواری والا کہتے تھے اور ایک سوار دن کی حریت کا وہ اف تھا۔

۲۴ کرم خان یہہ باقی خانہ کا داروغہ تھا اسکی مہر پر یہہ صحیح کندہ تھا فیض محمد کرم نامدار۔

۲۵ خواہر خان یہہ داروغہ صہیل کا تھا۔

۲۶ سلاہت خان یہہ میر عمارت تھا۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلو تھا کہ ماکن موضع چلسٹر پر گنہشمش آباد مہرلی تھا اور ایک ایسی موضع میں اسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گاتون سے

واقع ہے سترائے لغایت سترائے عین سپری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھ
دورے کی لڑائی میں مارا گیا۔

۱۴۲ روشن خان جیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اور تعلق عقی روشن گنج اسکا آباد کیا ہوا ہے
جو چھپرہ سٹو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہیں۔

۱۴۵ دلاور خان اور اسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا خاگیا بیہ وہی شخص ہو گا جسکا
کہ ایک مقام پراورنگ آبادی کر کے ذکر ہوا ہے۔

۱۴۶ پردل خان بیہ گوراجہ سروئی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

۱۴۷ محمد الدین خان بیہ فوج کا کشتی تھا اور اسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے سترائے عین نواب مظفر جنگ
کی سند نشینی پراورنگ ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب
رہا وہ بہت باغ میں جو منور دوازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوا اور دوازہ میں گتے ہوئے
باغ میں طرف شمال سے ہی فاصلے پراورنگ مقبرہ ہے۔

۱۴۸ علاء خان پہلے اسکا نام کبیری سنگ تھا اور بیہ چتر سنگہ تم شلیا خاں کے ساکن وضع براون کا بیٹا
تھا موطن براون اور بابر پور میں اب تک اسکی اولاد موجود ہے اس کی نسبت مشہور ہے کہ کس قدر مسخرا
تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا جب کہ علاء خان روانہ ہوا تو
گھوڑے پر ہم کھڑے تھے کہ کسٹھا نواب محمد خان نے کہا کہ اس شخص سے جو چوکا اس طرح سوار ہونے
سے اسکا کیا مطلب ہے تو اس نے بیہ جواب دیا کہ میں بیہ دیکھتا ہوں کہ میرے چچے کوئی دوسرا
عامل تو مقرر ہو کے نہیں آتا اسکا سبب بیہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

کے قبضہ میں تھا اگر کوئی راجہ خان بہادر کا آباد کیا تو اسی قرار پادے ضلع ملنگ پور میں ایک نصیب
 ہر نواب کی ریاست کو مل ملنگ پور میں بارہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہر ضلع ایٹھ سٹہ میں
 جاگیردار سادات سے ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو عمر زور سکی بابت ہوئی اُس کے باضابطہ ہونے میں کچھ تو غلط
 یہ امر کہ بدایون محمد خان کے قبضہ میں تھا ہم کو تاریخ گل جھت سے معلوم ہوا کہ چونکہ جب فتح آباد کے
 ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اور وقت میں داد و خان نے شاہ عالم خان خانقا
 رحمت خان کے باپ کو قتل کروا دیا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہ امر بخوبی ظاہر تھا
 کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتوں پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ دقتاً وقتاً اُن کو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور بہت
 عملات کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہ سے اُس کی پوری حکومت تمام ریاست پر ہوتی تھی۔ اور
 اُس کے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب رائے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
 اور میں سے حالات سندھ ذیل منتخب ہو کر مدج کئے جاتے ہیں (قلم جو) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
 کی دوسری سال دفرہ میں شہداء غایت جمہدی ۱۱۲۱ھ میں فوجداری سرکار قلعہ کی نواب کے
 بیٹے قاسم خان کے نام تھی۔ بعد ازاں جب راجہ گرودر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اُس نے
 یہہ درخیزت کی کہ مجھ کو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جس میں میرے لواحق
 سکونت اختیار کریں اور وقت فوجداری قلعہ کی گرودر بہادر کو عطا ہوئی اُس کی وفات کے بعد وہ ایک
 سے دوسرے کو منتقل ہوئی گئی یہاں تک کہ راجہ عبدوریائے اُس کو پایا جب محمد خان کو شہداء جمہدی
 صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اُس نے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصوں کے قبضہ میں چھوڑنے سے
 انکار میں زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اُس کو عطا ہوئی۔ صاحب رائے لکھتا ہے کہ اور وقت جھل پکا

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اس نے بنا تھا موجود ہیں۔

نامہ دار خان ثانی۔ سلیمان خان۔ خوشحال خان۔ فولاد خان۔ نصر خان۔ شیر دل خان۔ مہر خان۔
 مہر دل خان۔ حفیظ احمد خان۔ لطف احمد خان۔ محبت بلند خان۔ فضل خان۔ شہباز خان۔
 مبارک خان۔ نجم الدین خان۔ دین گت خان۔ بابر خان۔ بہار خان۔ نسیم خان۔

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہیں جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کون سا ملک تھا مگر یہاں
 اپنے جلوس کی پہلی سال سکو رگتہ موجود ہے جس آبادی کو بلوچہ یا گیکر کے بادشاہی ابتدائی ریاست
 محمد خان کی تھی۔ رہا باقی ملک اسکی نسبت یہہ مثل صنادیق تھی ہے۔ جس کی لاشی اور کسی حدیں
 نواب کے ملک کی وسعت کے بیان میں یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے۔

میان دو آب و میان دو کاف + شدہ حاصل ملک جملہ محاسن

شہر قصبہ کول و کول واحد دو + بدریا کے گھاٹ میں انصران

اس قطعہ میں حدود کے بیان کرنے میں نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پارکے پر گنتہ تروک
 ہوئے ہیں۔ بالفعل کے ضلعوں کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اس طرح حدود ظاہر
 ہوئے ہیں کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع شیخوہ واقع کنڈا گنگا سے ہونسی نگر واقع کنڈا جٹا تک

کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف مغربی حصہ اور تمام ضلع فیض آباد اور تمام ضلع میں پوری باشندگان
 شاہی ایک پر گنتہ کے تمام ضلع ایشہ باشندگانے دو چھوٹے چھوٹے پر گنتوں کے جو گوشہ شمال و مغرب
 میں واقع ہیں اور قریب نصف ضلع بدایوں اور پار گنگا کے اور ایک پر گنتہ ضلع شاہجہانپور کا محض

نذہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے۔ ایک سال
اکبر آباد و سکندر پور کا حاصل پینٹھہ مائستر ہزار روپیہ پر پہنچا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶۶ھ
مطابق ۱۸۵۰ء میں خشک سال کی ہو گئی تھی کوئل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں نواب کے قبضہ میں تھے۔

(سکیت) جب سے کہ اس خزانے کی حفاظت کا انتظام جو حجت البلاد و بنگال سے آتا تھا
محمد خان کے سپرد ہوا یہ قصبہ فتح آباد میں شامل ہوا سکیت کا محل فوجدارانہ کی جاگیر کو خوجہ
ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے۔

(کوراولی) قائم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پر گنہ سے بطور خواہ فوجداری فوج کے
ملتے تھے۔

(شکوہ آباد) ظاہر ہے یہ پرگنہ بطور مصافات اٹاؤہ کے محمد خان کے قبضہ میں تھا اور کربل اور سین
شامل نہ تھا جو حکام و مالگروں کے عین خاندان کی جاگیر میں تھے۔

(آنولہ) یہ پرگنہ ایک زمانہ میں امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر میں تھا۔

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک غنی جسکا نام مالہ بانو یا دمیہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے
لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان گنڈی کی دختر غنی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اور پرچکا اور اسکے
بعد بھی اکثر ذکر آدیا اسکے دوا کے تھے قائم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو
بچپن میں مر گیا۔ اور دوا کر کیا تھیں روشن جہان جو روشن خاں نگیش کو منسوب تھی اور ایک

اصرار اور یہ سال چار سو چھ ہجری میں لاکھ دواہم سے لیکن اصناف ہو کر ایک کروڑ دواہم تک فروخت ہو چکی تھی (شاہ پور) یہہرگنہ سلسلہ ہجری مطابق اگست ۱۲۶۶ء لغایت اگست ۱۲۶۷ء
 میں تبدیل کنندہ کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ میں تھا بعد ازاں وہ داخل خالصہ ہو کر صرف ایک
 فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہو جانے کے محمد خان نے چند سال تک اُس پر دوں ہی
 قبضہ رکھا اور بعد اُس کے بعد گزشتہ کرا لیا یعنی خاندوران خان کی رسالت سے دوین مفضل المبارک
 سلسلہ ہجری مطابق تیرہویں ستمبر ۱۲۶۷ء کو وہہرگنہ فصل رینج سلسلہ افضلی سے مطابق مارچ ۱۲۶۳ء
 مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہ علاقہ سرحدی تھا اس واسطے تیرہویں کے انتظام میں جو راجہ ہندو
 چھینڈے والے کی ریاست میں پناہ لئے ہوئے تھے کیسے وقت واقع ہوئی۔

(۱۱۱) محمد خان اخیر عمر میں نامادہ کا فوجدار تھا راج اور عراج جے سنگھ سوانی نے سلسلہ ہجری
 مطابق مارچ ۱۲۶۷ء لغایت مارچ ۱۲۶۸ء میں اسکو دھان سے بیدخل کیا۔

(جلیسر) اسہرگنہ میں جو جاگیرین گوگل تاش خان کی زمین اونکی بابت رسالت راجہ جیسر
 سانی کے یا قوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان
 نے اعتبار جنگ کو اُس میں انکار خواہی وہمہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعدہ ۱۲۶۷ء میں مطابق
 ۲۰ دسمبر ۱۲۶۷ء کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(سوج و علی کھیرہ) سوج خان دوران حسن امیر الامرا کی اور کھیرہ فتح خان
 دکی جاگیر تھی۔

(برلمان سوہار) یہہر موضع جاگیر داروں سے یا قوت خان نے دس لاکھ دواہم پر خرید لیا تھا

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہ کہہ کر ٹپک لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خاندان کی لڑکی لکھنؤ نہ جائیگی چھٹا عبدالنبی خان بیٹہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا جب عبدالنبی خان قائم خان کے ساتھ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اسکو چھینک آئی اور ایک بلی بہت کانگنی ان بوشگونوں سے نواب عبدالنبی خان زندہ نہ لوٹا اس تاریخ سے چھینک اور بلی اسکے بے عبدالمجید خان کی شہر ہو گئی اگر کسی ملازم کو چھینک آئی تو وہ باہر مکان کے جا کر چھینکا تھا کسی ملازم کی یہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لاسکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا ضرور ہوتا تھا تو چھیلی کہہ بیان کیجاتی تھی نوکر دن کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی موت کا ذکر اسکے سامنے نہ کرے اگر کسی دوست کی موت میں نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم طور پر بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص کے گھر میں شکر جیسی ہو گئی کیونکہ معمول ہے کہ مرتے آدمی کے حلق میں شربت ڈالا کرتے ہیں اگر تہجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہہ کرتے کہ فلاں شخص کے یہاں آج بڑی دھوم دھام ہے جب نواب عبدالمجید خان کہیں سوار ہوتا تھا تو کچھ روپیہ اپنے خانسا مان کو دیا کرتا تھا اور خانسا مان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ ہمارا مہینے کو بسکی دوکان دروازہ پر بھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہ نیک شگون سمجھے گئے تھے چند روپیوں کی کوٹھن منجھوانی جایا کرتی تھیں اور دو روپیے کی کوپڑوں کے ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسا مان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دو کہ نواب صاحب

اور جو بی بی شادی کے مرگئی۔ بی بی صاحبہ کا انتقال ۷۸۰ھ یا ۷۸۱ھ تک ہجری میں ہوا۔
 ۷۹۰ھ کو ہوا اور اس کے مقبرہ میں بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گونہ جنوب اور
 مغرب میں دونوں ہونے میں ایک بہت خوشامسود و سخی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی
 کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ ہی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج
 مسو دروازے کے قریب ہی ناہرواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے
 سات بیٹے لڑائی میں مارے گئے اور کچھ بچے مرگے مہاجرات میں رہے اور صرف چھ بیٹے اپنی
 موت سے مرے محمد خان کے اوس بیٹوں کے نام کلی اولاد کے کتاب میں درج کیا گیا ہے
 اولیٰ ہے۔

(قائم خان) یہ چھٹا شخص تھا جو میں اپنے باپ کا چالیسواں بچہ کا ذکر آگے کیا جا رہا
 اوس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

(دوسرا احمد خان) چھٹا شخص تھا جو اولاد چھٹا شخص میں وفات پائی۔

(مفسر احمد خان) جو مرتضیٰ خان نیر کا حقیقی بھائی تھا قائم خان کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا
 تین لڑکے اوس نے چھوڑے۔

(چوتھا) مرتضیٰ خان یہ چھٹا نواب مظفر جنگ خٹ احمد خان نیر کے مہاراج محل میں بجات قید
 مل گیا۔ اوسے سات لڑکے چھوڑے تھے۔

(پانچواں اکبر خان) یہ شخص سکندر راویں مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہیں کہ
 ان لڑکوں میں سے ایک خان خاندان خان تھا جسکی لڑکی سادات علی سیر نواب شجاع الدولہ

نواں اسماعیل خان یہ منجھلا دن پانچ شخص کے تھا جو آلہ آباد میں مقتول ہوئے اسے چار ٹیپے چھوڑے
 وٹوان کریم داد خان یہ بھی منجھلا دن شخصوں کے تھا جو آلہ آباد میں مقتول ہوئے اس نے
 دو بیٹے چھوڑے۔

گیا رھوان امام خان اسکوی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جاشینی کے واسطے نام زد کیا تھا
 اور پانچ مہینے اور چند روز تک اسے سند نہ دی برعکس کی وہ گرفتار ہو کر شہر حسین خان
 اور فخر الدین خان و اسماعیل خان و کریم داد خان کے آلہ آباد بھیجا گیا اور وہاں مشہور عزمین حکم صمد جنگ
 مقتول ہوا اسے دو بیٹے چھوڑے۔

بارہوان خدا بندہ خان یا خداوند خان۔ بعض شخصوں نے اسکوی جاشینوں کی فہرست
 میں درج کیا ہے لیکن ظاہر ایہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ لوگوں نے خوشامد کی راہ سے اس کے بیٹے
 امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو مشہور ہے سے لیا یہ سند اسے تک وہی اختیار کیا
 یہ روایت مشہور کر دی تھی۔

خدا بندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۱ھ ہجری مطابق ۱۷۷۷ء و ستمبر ۱۷۷۷ء دہلی کے قلعہ میں
 وفات پائی اس کی بیٹی امر او گیم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ اس کی
 جاگیر میں ملا تھا اسے ایک بیٹا چھوڑا۔

یٹکانا میرھوان منصور علیخان۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی۔

چودھوان ہادی داد خان۔ یہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اس کی کوئی اولاد تھی۔
 بندرھوان بہادر خان۔ یہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اس کے دو لڑکے چھوڑے۔

کی سواری آتی ہر اور فوج راوکی حفاظت کرے چنانچہ خانسا مان کا معمول تھا کہ وہ نواب کی تمام رعایا سے حسین بیچے اور بیچ ہر ذات کی آدمی بھی کھدیا کرتا تھا کہ نواب صاحب کی سواری آتی ہر تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا ایک خدمتگار چوڑی ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یا بوند پر سوار پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا تھا اور بان فروش ایک دو ڈیپان کا پیش کرتا تھا جمین سے چند پان نواب کھا کر باقی خانسا مان کے حوالے کر دیتا تھا۔ باغبان پھول پیش کرتا تھا جمین سے ایک پھول پسند کر کے نواب اپنی پگڑی میں رکھ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی خانسا مان ہونٹ حکم کے سب فوج کو موجود کر دیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیوں کی بطور انعام کے دیجاتی تھی اور ہر شخص سلام کر کے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادوں میں سے کسی کو بی عبد الحمید خان کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک میں آہستہ سے مٹی کر کے خواہ مخواہ چھینک بٹائی جاتی تھی اور اس وقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبد الحمید خان اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادوں سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس بھی نہ آیا کریں تب صاحبزادے منہ میں رومال دیکر ہنسا کرتے تھے۔

ساتواں حسین خان شیخ الہ آباد میں منفرد جنگ کے حکم سے مقتول ہوا۔

آٹھواں محمد الدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا وہ سب سے طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الہ آباد میں مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی بچوڑی۔

سے سکھ رہے اور پھر وہ راجہ ماری تاجاہ تانی تمور و بابر حضرت شایستہ شاہ + بخشی فخر الدولہ نے
 ان روپیہ میں سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان
 بھی نہایت مضطرب ہوا کہ مبادا یہ حالات بادشاہ کے گوش گزار ہوں بخشی کو حکم دیا کہ شایستہ
 خان کی ہوا گیری لے اور جہان شک اس قسم کے روپیہ اور سکوں سکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرادے
 اور شایستہ خان کو قلعہ میں محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹوں کا حال

سنا گیا ہے کہ امیر و دوست خان دہلی کا بل کے اقتدار کے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو بچان نہیں
 سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دکھاتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ
 یہ نوجوان میرا بیٹا ہے یا نہیں کچھ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی
 ایک کچھ بیٹے کو زمانہ محل میں دیکھ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا
 یہ کونسا محل ہے بی بی صاحبہ نے ایک دو تہرا اسکے منہ پر مار کر کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے یہی
 لڑکی ہے۔ وہ بیٹے جی جان ہو کر شادی ہوئی یہ تھیں

۱۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی... نواب روشن خان گلشن
 اختر زئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھ اولاد نہیں رہی اب اوس کا مغربی میں جو کہ قدیم شہر
 ہر گوشہ شمال اور مغرب میں فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہاں
 ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہے جو اب نہایت غریب و خستہ حال میں ہے اور روز بروز
 گرتی جاتی ہے اور جسکے نقش سب چیز تارخ کندہ تھی مٹ چکے ہیں۔ اسکے قریب ایک کنواں بھی

سولہواں۔ شاہی خان۔ جب مرہٹوں نے اپریل۔ ۱۷۸۱ء میں منگلور کا محاصرہ کیا تھا
اور وقت یہ شخص ایک توپ کا گولہ مارا گیا اور سیکولی اٹلانڈ چھوڑ گیا۔

۱۸ شہرہواں۔ ہلاکت خان مسند المرگ۔ زندہ تھا اسے چار لاکھ چھوڑے۔

۱۹ اٹھارہواں۔ نام اور خان اس نے چھ لاکھ چھوڑے۔

۲۰ دسواں۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو کالی دی تھی اس پر اس زمیندار نے
ملواری سے اسکو مار ڈالا ایمان عظیم اللہ شاہ پر زاد نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی سی
میں رہتا تھا اس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

۲۱ بیسواں۔ عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بگلش شہر زنی نواب محمد خان کا
برادر بستی بھنبپور سوارہ میں شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اس کی بندوق کی ایک گولی
عطاء اللہ خان کے جاگلی اور وہ مر گیا۔

۲۲ اکیسواں۔ عظیم خان یہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہا اور دس لاکھ چھوڑے
۲۳ بائیسواں۔ شایستہ خان یہ شخص بھی مسند مرگ تک زندہ تھا ایک لاکھ چھوڑا۔

۲۴ زمرائے عالمگیر ثانی میں (۱۷۸۱ء تا ۱۷۸۲ء) نواب احمد خان دو سال تک دہلی میں
حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر محصور تھا جب احمد خان کہیں چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکن
میں پیچھے کرتاج شاہی سپر رکھا کرتا تھا اور میں طرح بادشاہ دربار عام میں بیٹھا کرتا تھا اور
وہ گولال باڑی کوٹا تھا اور غدنگاروں کو حکم ہوتا تھا کہ اس کے حضور میں مثل بادشاہوں کے
آداب عرض کریں۔ کئی ہزار روپیہ شہرہ شہرہ آئے کہ وہ جھوٹے گیسپہرہ کہہ دیتا تھا

۶۔ بیگم صاحبہ۔ پیر ارادت علیخان بنگش پیر شجاعت علیخان کو موصوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی
بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی۔

۷۔ بی بی کافہہ حقیقی بہن امیر خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور بی بی کافہہ کے بنگلہ کو منسوب تھی اسکے عجی کچھ اولاد نہ تھی۔

۸۔ نامعلوم الاسم زوجہ مصطفیٰ خان اور خفیی بن سیف خان نبرسات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی۔

۹۔ بی بی دولت خاتون۔ یہ خدا واد خان بخش اشتر زئی کرلائی کو منسوب تھی اور منیر علی خان مصنف کتاب لوح تالیخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہ ہے۔

نخدا وادخان و دولت خاتون

کند و علیجان

سرفراز علی خان

منور علیخان حیات علیخان حسین علیخان سجاد علیخان شجاعت علیخان ایک دختر
 وفات ۱۳۴۴ھ پیدائش ۱۳۳۸ھ

وفاقیہ اسلامیہ اعلیٰ ثانویہ مدرسہ

کہتے ہیں کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھیں اپنے باپ محمد زمان کے مقبرہ کو جو حیات باغ میں واقع ہے اسی قبرستان کرایا دے میان حکیم شاہ سلوٹے کے ہاں پر بصیرت کی رجب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پیشین روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور میں گئی اور بادشاہ نے جنگش گھاٹ کا حاصل اسکو معاف کیا جب مظفر جنگ کو دیکھا

ہر جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا اور اوس پر کچھ کندہ ہوا اب کوئی کوئی لفظ اس کے پٹھنے
میں آئے ہیں اس لئے میں اس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ مصرعہ کندہ ہوا
چہ شیرین آب چاہ روشن آباد مکانی راے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ میں لکھا ہے کہ اس
مصرعہ سے ۲۹۰ سال پہلے عجمی لکھے ہیں (کیم مئی ۱۳۳۷ء لغات ۱۲۱۲ء) اور ۱۳۳۷ء عربی بی روشن
جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہاں کے دیوانی اب تک یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ
اوس کو بھوت پیداوار نے کی طاقت ہے کہتے ہیں کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قاصر
باغ میں دفن تھے مین ہر دفن ہونے پر چنانچہ اس کا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہیں اوس کی مورت
ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہو کر ناکھنڈ مر گئی۔

۲۔ بی بی رحمت النساء یہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجہ اول بی بی فاطمہ جو
دو ترمست خان اور بھائی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا
اسکے دولہ کے تھے سلطان علیخان اور ترمست علیخان۔

۳۔ کریم النساء۔ بعد وفات رحمت النساء میر دو کی یہ بی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی
اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دولہ کے لئے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان۔

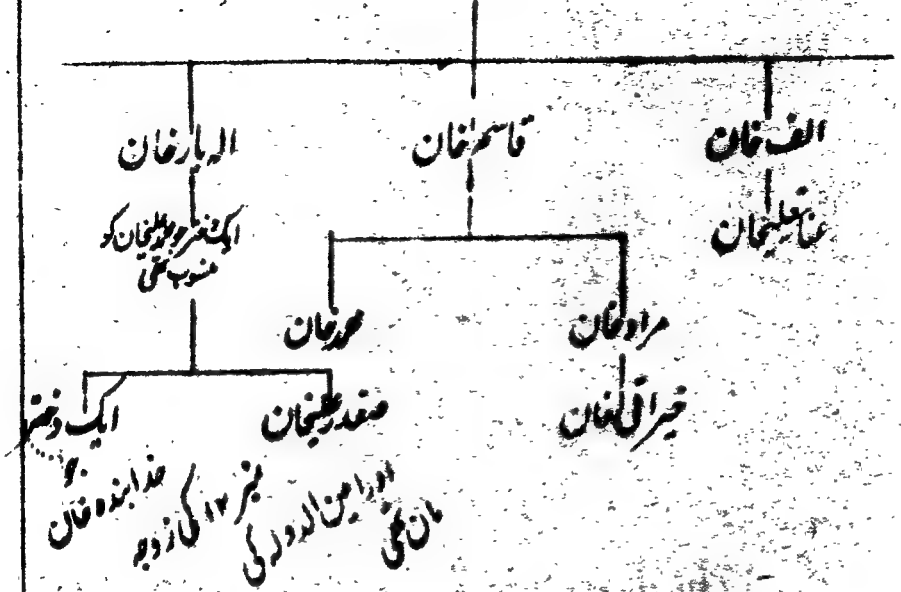
۴۔ نامعلوم الاسم۔ یہ اپنے چچا زاد بھائی شہامت علیخان پر عنایت علیخان کو منسوب تھی
جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی۔

۵۔ بھوری خانم۔ یہ اپنے چچا زاد بھائی محمد علیخان نکش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی
شہامت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے

کے ہر طرف میں کیا گیا اور کچھ شہر زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر
 کیا اور موت ہر طرح طعن کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اس کا پلنگ
 باہر نکالا گیا اور اس کے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا دیکھ
 دی لیکن چونکہ اس کے دانت بندھ چکے تھے وہ دوا حلق سے نہ اترتی اور اس کی
 سہا پیری مطابق یہ مٹی شہر کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان خانی سے حلت
 کی خود انخاب نام رنگ اور سرفراز علی خاتون دولت کے مکان پر آئے اور اپنے قفل
 دوا زون پر لگا دیے اور پھر قیامت کر دیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آمانہ نہ تھا
 دوسری صبح کو امیر المومنین نے غسل میت کے بعد اسے کہا کہ میری مال
 کو فراموش نہیں زہر دیا ہے لیکن اسے سدا اور کچھ دوا ہے نہیں کہا بخش دے میں اسے
 مکان میں وہ دفن کی گئی بعد اس کے نام رنگ نے اس کا تمام مال دولت کو ضبط کر لیا اور
 سرفراز علی کے سچے پر ہنر علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا جس کے
 سرفراز علیخان اس کا فورا سے اس پر مجبور کیا گیا کچھ ذبیحہ لیکر لا دھوی لکھ دے
 سرفراز علیخان نے کوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے بیان جا کر راضی ناراض
 کر دیا جس کے حکامیت شہر میں جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان
 سے برسم تحریرت ذنب احمد خان کے یہاں ہوا اور وقت منہ میں حکومت سے جانے کے
 لیے کہا فاداد خان اپنی بی بی سے لڑا کر دکن چلا گیا اور وہاں سے خط و کتابت ہوا
 جاری رکھی لیکن پھر دوا میں نہیں آیا اور وہاں چٹانوں کی ایک تہی میں جھک کر پکھڑ

سے صلح ہو گئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برہنہ خود پر گنہ جھوٹ پورا ورنو سو گجھ خام راضی
 موضع کھنڈیہ پر گنہ کیل میں اور تار و الاباغ جسکو نو لکھ بھی کہتے تھے اور سکو جاگیر میں ملا
 سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیر ی اختیار کی صرف سفید کپڑے
 اور جاڑوں میں ایک کل اوس کی پوشش اور کے مزاج میں بہت غربت تھی اور اپنا وقت
 صرفہ کا تنہا اپنے بیٹے کے مقبرہ میں عبادت میں مشغول رہنے میں صرف کرتی تھی منجملہ
 دیگر کمالات کے اوسنے ہماری استخاری کے کام میں بھی دستگاہ حاصل کر لی تھی کہتے
 ہیں کہ قایم خان کی قلعہ اٹھی میں (مستند) مقتول ہوئے پر بی بی خاتون نے اوسکی
 ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبر گیری کی۔ بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے
 منو علیخان کے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی سفارت گوارا نہیں
 تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی منو خان ساکن روہان پر گنہ کیل کی
 بیٹی کے ساتھ کر دی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ
 اوسکے واسطے مقرر کرایا۔ ایک روہی بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ نگیش کے
 اوس قطعہ اراضی میں چھڑ کر تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جیسرین دیا تھا بڑے محل
 اگر طرف کو آئی سواری سے اوتارنے کے ساتھ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی اسیلون نے
 پہلے سے اوسکے دہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کوبے برتن میں اوسکے
 روہر دلا کر حاضر کیا۔ دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باتی رہا منو علیخان کو پلا لیا
 لیکن منو علیخان کو فی الفور استفراغ ہو گیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

مسیرخان



مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا دولت مند تھا۔ دورے رسول پور کی لڑائی میں جو نوہر شکستہ امین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ میں ہتھی برے کر گیا اور تین دن تک نشون کے درمیان میں پڑا۔ اسی کو اس کے حال کی اطلاع نہ تھی آخر کار ایک میڈار نے نشون میں سے ڈھونڈ کر نکالا اور پہچانا۔

ایک زمانہ میں نواب محمد خان نے اس زمیندار کو مجبور کیا تھا اور مراد خان اس کی ہائی کا سبب ہوا تھا۔ یہ زمیندار ایک ڈولی میں زخمی نواب کو اپنے گاؤں پر لگایا اور اس کے زخموں کا علاج کیا اور اس کے کھانے کی خبر گیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اس کو فوج آباہجہاد مراد خان کے جسم میں مختلف جگہوں پر اسی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اس کی ناک کو ایسا بد تواریہ کر دیا تھا کہ وہ کبھی بٹھان مشورہ ہو گیا اس کے گلے میں بھی ایک زخم

یا کر یا خنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کر لی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ داہد علیخان نگیش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد میں لایا۔

خدا داد خان کی جو انفرادی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ہلکرا اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی میں ہنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر باہر اگھوڑ سے پر سوار رہا تھی یا بالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحب کا خطاب دیا لیکن خدا داد خان نے اوسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ فتح آباد میں غلاموں کو یہ خطاب دیا جاتا ہے تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان نگیش و شیر محمد خان و نجیب علیخان و نواب عبداللہ کیم خان و میر نواب اوس زمانہ میں وائسرائے سیندھیا کے یہاں ملازم تھے۔

۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو نگیش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی ماں تھی۔

۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ و منصور علیخان نمبر ۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان نگیش عنایت علیخان کی چھازاد بھائی کے عقد میں تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہ خیراتی خان نگیش کی ماں تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہ ہے

مولانا شیخ ابراهیم نشاند

شیخ سراج الدین

شیخ مسعود

شیخ احمد

حاجی عبد الله

خواجہ بلزید اعرج پیر روشن

شیخ کمال الدین

شیخ خیر الدین

شیخ نور الدین

شیخ جلال الدین

نواب مرزا خان

عبد السبحان

عبد الکریم

عبد الحکیم

خدا داد خان

عبد السلام

محمد مسعود

نواب شید خان

نواب ہادی خان

رحمت اللہ خان
(رحمت خان)

(مکی اولاد دکن میں تھی)

نواب الحاج امجد خان

عبد الباقی خان

اسد اللہ خان

صاحبزادہ خان

اگلا تھا جو مندل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھاتا تھا تو ایک دم
 کی کبیرہ دماغ پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جرحقی بن کریم داد خان نمبر ۱ کی دزد و بھارتیہ خان کی تھی

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بن بہادر خان نمبر ۱ دزد و بھارتیہ خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم۔ حقیقی بن بہادر خان نمبر ۱ کی دزد و بھارتیہ خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ دزد و بھارتیہ خان نگیش کی نہیں اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان نگیش کو منسوب تھی اس کے کوئی
 حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ خدا در خان نگیش کو منسوب تھی۔

۲۰۔ ملاولی خانم۔ محمد خان نگیش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بن مرتضیٰ خان نمبر ۱ کی تھی قلی شاہی کے مر گئی۔

۲۲۔ نئی بی بی۔ یہ بہادر خان نگیش کو منسوب تھی۔

رشدید خان اور خان زاد و گویان

چند خان زادے و رشدید خان کی نسل میں سے جو سومین جمالت افشار بافضل پائے گئے
 وہ اپنے مورث کا حال بطور پر بیان کرتے ہیں

پنارمز و بوم چھوڑ کر انہی مان کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس بھام کانی کر مائع کو ہسکا
 رہ گیا۔ شہر ہجری میں مطابق اپریل ۱۲۸۵ء لغایت اپریل ۱۲۸۶ء یہ شہر ہوا کا اوس سے
 خرق عادات ظاہر ہوتے ہیں بہرہت سے اقوام افغان اوس کے مرید ہو گئے اس زمانہ میں
 اوسنے غیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو میں تصنیف کی کہتے ہیں کہ جب یہ کتاب
 محمد حکیم حاکم کابل کے دربار میں پیش ہوئی تو وہاں کے علما اوسکی زبردستی کے جب پیراوشان قوت
 ہوا تو ہتھیہ پور میں ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پہاڑ اور ایک ختر چھوڑ گیا لگوں کے نام
 بہہ ہیں۔

۱۔ شیخ محمد۔

۲۔ نور الدین بگیا شامزاد خان ملازمت شاہی میں داخل ہوا اور جنگ کن میں غلبہ
 میں بھام دولت آباد کیا۔

۳۔ جمال الدین۔

۴۔ جلال الدین۔ جلال الدین شہر ہجری میں مطابق فروری ۱۲۸۵ء لغایت جنوری
 ۱۲۸۶ء ہجری چارہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان میں آیا اوس کی
 بہت کچھ خاطر و مدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہو کر اپنے والد کے مریدوں اقوام آزادی
 دورک زنی کے افغانوں کے پاس چلا گیا ان لوگوں سے اوس نے کچھ عزت بھی ملی۔

اکبر بادشاہ کے کہیں سو سال جلوس میں مطابق اپریل ۱۲۸۵ء لغایت مئی ۱۲۸۶ء اقوام
 سمید اور غریہ جو پیشاور کے گرد و نواح میں پتے تھے اور جنگے دس ہزار سوار تک جمع تھان

خان زادہ سے صرف اسی قدر جانتے ہیں فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ میں حالات مذکور ہیں ان سے وہ بالکل ناواقف ہیں رشید خان کے
سوانح عمری کا بھی کچھ ان کو حال معلوم نہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ رشید خان کہاں کہاں ٹوکرہ
اور کب وہ مر گیا۔ مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اس زمانہ میں قائم گنج کے تحصیلدار تھے
اور جبکہ ان میں اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکو رہن صاف ملو
پر ثابت کر دیا کہ کس درجہ وہ نام جو خان زادہ نے بیان کیے اسما و مندرجہ بابت جلالہ
کس قدر مطابق ہیں جس میں کہ زمانہ اکبر بادشاہ میں نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸)
تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعہ کوہ نور لاہور (۱) اور صفحہ ۲۶۶ جلد اول تاریخ
فرشتہ مطبوعہ لکھنؤ سبب عدم موجودگی لالی کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے
مجبور تھے کہ رشید خان بانی نوادر رشید خان سپر جلالہ کے حالات اکثر تواریخ میں مندرج
ہیں ایک ہی تھے یا کوئی اور۔ لیکن کتاب معاصر الامرا سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ دونوں
شخص ایک ہی تھے (دیکھو اس کتاب کے رشید خان کے بیان میں) یہاں پر میں معاصر الامرا
کا ایک انتخاب جو اس بیان میں مذکور ہے مندرج کرتا ہوں اور حالات انفرادہ خان و لشکران
و ہادی ۱۲۱۵ خان اور رشید خان جو کیول رام اگر والدہ کے تذکرہ الامرا میں مندرج ہو وہ بھی
لکھا جاتا ہے۔ بانی ملتان و شان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہیں شیخ بازید تھا جو
سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں بمقام بلند مر بار بادشاہ کے ہندوستان میں
وفاقی ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ششہم بیہ شخص سن بلوغ کو پہنچے

قبضہ کر لیا مگر دمان قائم نہ رہ سکا۔ پینتالیس جلوس شہنشاہ ۶ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء
 ستمبر ۱۹۹۹ء میں جبکہ جلالتوہانیوں کے ساتھ غزنی کے قریب تھا ادھر اچانک حملہ ہوا
 وہ زخمی ہو گیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھ فوج لیکر اس کا تعاقب کیا اور قتل کیا
 اس کے بعد خلافت امداد پسر شیعہ عمر گولی امداد جلالتوہانی کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا ادھر پینے
 بچا جلالتوہانی سے شادی کی تھی۔ عمر جانگیری میں شہنشاہ سے لیکر ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء
 انولج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر قیاب ہوتا تھا اور کبھی نکلتا تھا جاتا تھا
 سے مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن نائب زانظہم
 صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اس کے لگی اور فوت ہوا اس کے
 بعد اس کا بیٹا عبدالقدور اس کا جانشین ہوا اس نے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال میں
 رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کر کے اس کو بادشاہ کی اطاعت کی طرف مائل
 کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہو گیا اور سلطان نے اس کو ہزاری کے رتبہ پر متنازع کیا
 مطابق ۱۲ جون ۱۹۹۹ء میں کابل میں تعین تھا اور وہیں اس نے
 قضا کی۔ شاہجہان کے گیارہویں سال جلوس شہنشاہ ہجری مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء
 ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء سعید خان نے اس کی بی بی بی علانی یعنی دختر جلالتوہانی کے دو دامادوں
 محمد زمان۔ اور صاحب داد۔ اور قادر واد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
 سلطان نے ان پر رحم کر کے ان سب کو لنگانہ میں رسید خان کے پاس بھیج دیا اس سال
 اہل اقوام نے جلالتوہانی کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اٹھانے کے واسطے طلب کیا

لوگوں کی تعمیل و ارسید حامد کے ملازمین کے ظلم و ستم سے عاجز اگر باغی ہو گئے ان باغیوں نے
جلال الدینی (جلال الدین) کو اپنا سردار کر کے سید ماہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے شیر کو اپنے
جائے امن مقرر کی راجہ مان سنگھ کابل کا ناظم شیر پر چڑھایا اور اس کے آفریدوں کو منتشر کر دیا اس کے
بعد وہ علی سجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کابل کو شمالی دی تھوڑے روز بعد زمین خالی کو کا
راجہ کی جگہ مقرر ہو کر آیا اور اسے باغیوں کو بیخ و بن سے شاد بیچ کی کوشش کی۔

اکبر شاہ کے بیٹیوں میں جلوس میں ۲۳ مہینے ملاو یا ۲۲ مہینے ملاو ہوتا ہے جلالا کو
مجبور کیا کہ شیرا کو چھوڑ کر سب کو جلا جاو یہ مقام دیست زئی پٹانوں کا خاص لشکر گاہ تھا
زمین خان نے اس کا تعاقب کیا اور اسے قلعہ خان احمد صادق محمد خان کو رہاستہ کے رہنے
پر مامور کیا جلالا ان سے بچ کر نکل بھاگا اور پھر شیرا کو آیا صادق محمد خان نے اس کو امروہہ کی
دو آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھوں نے عاجز اگر ملا ابراہیم کو اس کے ہوا کر دیا جلالا
اور اس ملا کو بجائے والد کے سمجھتا تھا اور اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اب جلالا نے ان
افغانوں پر اعتماد نہ کر کے راہ توران کی لی افغانوں نے اس کا کمالی و اس کا ضبط کر کے
حاکم شاہی کے حوالہ کیا۔

اکبر بادشاہ کے بیٹیوں میں جلوس میں ۲۳ مہینے ملاو یا ۲۲ مہینے ملاو ہوتا ہے جلالا کو
سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا نصف خان جعفر بن قایم کرنے کے واسطے حکم سلطان
بھیجا گیا اس نے باغی نہ کو روک ٹوک دیا اور اس کے غاغان کو گرفتار کر لیا اور ان کو کو حدت علی
کے سپرد کیا چند مہینے ۲۵ جولائی ۱۵۹۷ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۷ء کو جلالا نے غزنی پر

کار نمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۳۴ فروری ۱۶۲۵ء تا ۲۴ جنوری ۱۶۲۹ء کو
 جاگیر سے آیا اور منصب دار میں پہنچا اور پندرہ سو وار پر عالم مقرر ہو کر چھوچھا سنگہ بندیلہ و لکھنؤ
 و دہلی سے لے کر کے واسطے بھیجا گیا۔ دوسرے سال جلوس (۲۵ جون ۱۶۲۹ء) عریاں ۱۶ جون
 ۱۶۳۰ء کو آہ رکاب بادشاہی کے دکن کو گیا اور تیسرے سال میں بہت اچھے اچھے کام
 اس سے وقوع میں آئے۔ چوتھے سال جلوس (۵ جنوری ۱۶۳۲ء) عریاں ۲۴ دسمبر ۱۶۳۲ء جب
 ہاتھی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ
 میں اس کا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے۔ پانچویں سال جلوس ۲۶ دسمبر ۱۶۳۳ء
 عریاں ۱۶ دسمبر ۱۶۳۳ء میں صوبہ اکبر آباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا۔ چھٹویں سال
 جلوس یعنی ۱۶ دسمبر ۱۶۳۳ء عریاں ۲۴ دسمبر ۱۶۳۳ء میں شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا۔ اور ساتویں
 سال جلوس (۱۶ دسمبر ۱۶۳۴ء) عریاں ۲۴ نومبر ۱۶۳۴ء میں بجلی پور کی افواج سے جنگ کی۔
 آٹھویں سال جلوس ۲۴ نومبر ۱۶۳۴ء عریاں ۱۶ نومبر ۱۶۳۴ء میں خان دوران کے پاس ماہور
 ہوا۔ اور نویں سال جلوس میں اس نے ایک قلعے کی فتوح کرنے میں بڑی بہادری کی اور اس سے
 ہر شخص کا خیال اکی جانب ہوا۔ دسویں سال جلوس میں ۲۸ اکتوبر ۱۶۳۵ء عریاں ۱۶ اکتوبر
 ۱۶۳۵ء کو چار ہزاری ہو کر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا۔ گیارہویں سال جلوس میں ۱۸
 اکتوبر ۱۶۳۵ء عریاں ۱۶ اکتوبر ۱۶۳۵ء کو علاوہ برہان پور کے سرکار بنے گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا
 اٹھارہویں سال جلوس میں ۲۴ اگست ۱۶۳۵ء عریاں ۲۶ جولائی ۱۶۳۵ء میں صوبہ ملنگانہ اس کے سپرد
 ہوا۔ ۲۲ سال جلوس میں ۲۰ جون ۱۶۳۵ء عریاں ۹ جون ۱۶۳۵ء میں ملک نین بمقام

یہ اس وقت لوہاتیوں میں بطور خانہ بدوشوں کے گدڑان کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگ کو پٹھانوں کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم لیکن کے اور دو آدمی
قوموں نے اطاعت قبول کی ان قوموں میں کریم داد پناہ گرین ہوا جب بہت عاجر ہوئے
تب مجبور ہو کر ان افغانوں نے کریم داد کو حوالہ کر دیا۔ بادشاہ کا حکم ہو چکا اسکو ہمارے
پاس بھیج دو زبان بعد حمد الملک سعد اسد خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اس
لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی اور وجلیل الدین کا بیٹا یا کو اول نرگون
میں سے تھا جو (۱۷۹۷ء یا ۱۷۹۸ء) میں گرفتار ہو کر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے و یا
اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۷۹۹ء یا ۱۸۰۰ء) اپنے بھائیوں کے نزاع کے
سبب ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونوں قیاسوں میں سے قیاس ثانی صحیح ہو
تو گو یا جو تاریخ مہنے نورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۵ھ قبل از
وقت ہر۔ شجہ الدرد کا حال اول قابل لحاظ ہے۔ گیارہویں سال جلوس جاگیر بادشاہ
۱۸ جولائی ۱۷۹۷ء تا ۲۸ جون ۱۷۹۷ء اس وقت وہ ہزاری بلقی خان مقرر ہوا۔

۱۲ جون ۱۷۹۷ء سال جلوس ۱۸ جون ۱۷۹۷ء میں اسکو رشید خان کا لقب
ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھویں سال جلوس ۲۸ جون ۱۷۹۷ء تا ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء
اد سے بمقام قابل بغاوت اختیار کی مگر پندرہویں سال جلوس ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء تا ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء
اسکا قصور معاف ہو گیا اور پھر سابق کے مراتب اسے عطا کر دیے گئے۔ اٹھارہویں سال
جلوس ۲۵ اپریل ۱۷۹۷ء تا ۲۸ اپریل ۱۷۹۷ء میں صاحب خان کی ماتحتی میں دکن میں

فوجدار مقرر ہوا۔ اٹھائیسویں سال جلوس میں۔ ۱۵ اپریل ۱۷۵۵ء عریام، ۱۶ اپریل ۱۷۵۵ء دیر
 ہزاری کا منصب دار ہو کر اپنی فوج کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال میں فوت ہوا۔ الہام شہر
 رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسویں سال جلوس شاہجہانی میں اپنے والد کی وفات کے
 بعد منصب دار ہوا۔ اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسویں سال جلوس
 شاہجہانی میں۔ ۱۵ اپریل ۱۷۵۵ء تا ۱۶ اپریل ۱۷۵۵ء عریام اوس کی جگہ جائزہ کا تھانہ دار مقرر
 ہوا۔ بیسویں سال جلوس میں۔ ۱۶ مارچ ۱۷۵۵ء تا ۱۷ مارچ ۱۷۵۵ء عریام اپنے چچا ہادی اوس
 کی وفات کے بعد الہام الشیعین ہو کر اوسکا جانشین کیا گیا اور اوسنے اوس کی فوج کو
 مجتمع کیلئے ڈیرہ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
 واپس چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ نکلا تھا۔ جب جنوب پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہنچا
 اپریل ۱۷۵۵ء مندرجہ کتاب الفہرست صاحب صفحہ ۵۲۱-۵۲۰ اوسکو منصب سہ ہزاری اور بیسویں
 سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھ رشید خان کالقب جو اوسکے ہار کو حاصل تھا
 اضافہ کیا گیا۔ ماہ جون ۱۷۵۵ء میں داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
 روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۷۵۵ء میں شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب
 بخشی مظہر خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا۔ چوتھے سال
 جلوس اورنگ زیب میں ۱۷ جنوری ۱۷۵۵ء عریام ۱۸ جنوری ۱۷۵۵ء الہام اللہ کو چھ ہزار
 و اسام کی معہ میں شریک تھا۔ پانچویں سال جلوس میں ۵ جنوری ۱۷۵۵ء عریام ۱۲ جنوری
 ۱۷۵۵ء سرکار کام روپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڈولیسہ کا صوبہ دار بھی رہا۔

ناندیر فوت ہوا اور ٹوٹوٹوٹو ہوا اور قصبہ اسی کا بنایا ہوا آہستہ آہستہ آباد کے قریب سے۔ دکن کے
 حاکم کسی بڑی جہم کا ارادہ بغیر اس کے شور مچے کر رہے تھے۔ بہت سی مسلح سپاہ اس کی ملازمت
 میں تھیں۔ لوگ اس کے بڑے وفادار تھے اور اس کو اپنا رشتہ تصور کرتے تھے۔ مہاراجا خان
 ایک بار بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہے کہ اس کا اصلاح کار یہ ہے کہ
 اس کو دکن سے واپس بلا لیتا جاوے۔ اس میں اور خان زمان خان میں نہایت دھڑلہ
 تھا۔ دکن اور دونوں کے خیالات ایک قسم کے ہیں لہذا ان دونوں کا حدود پر ہونا مناسب
 نہیں۔ بہاد اگر انھوں نے بغاوت کی تو ان کو زیر کرنا مشکل ہوگا۔ رشید خان نے اپنے
 محبوب کا اس طور سے انتظام کیا کہ چور اور دزدان باقی رہے جسے بدعاش اور بد روٹوں کو
 تقسیم اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے۔ برہانپور کی عید گاہ پر اس زمانہ تک مختصر سی ٹھی
 اس نے برہانپور کی اور اس کو تیار ہی علم اچھا اور مضمی طور پر مضمی مذہب سے تعصب کھتا تھا اس نے
 نظم بہت لکھی ہے جو بڑے بڑے معجزات پر لکھی ہیں اور اس کے حرم کے اخراجات کل اسی عصر
 کے اخراجات سے بڑے ہوتے تھے اپنی بہت سی عادات میں اس میں شہر بازی میں طرز
 ایرانی رکھتا تھا۔ اس کے والد خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹوں کا نام
 تاریخ میں پایا جاتا ہے اور اس کا بڑا بیٹا اس کے والد خان نے اپنے والد کی حالت کے بعد بامیسون
 سال جلوس شاہجہان میں ۲۰ جون ۱۶۲۸ء میں شہرہ عظیمہ میں اس کا لقب پایا۔ چالیسویں
 سال جلوس میں ۲۹ مئی ۱۶۵۷ء میں شہرہ عظیمہ میں چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
 اور ستائیسویں سال جلوس میں ۲۵ اپریل ۱۶۵۷ء میں شہرہ عظیمہ میں سرکار سکھ میں ویر دی

صوبہ خاندیس میں جہند کا فوجدار مقرر ہوا۔ فرخ سیر کے عہد سلطنت میں ۱۳۱۷ء لغایت ۱۳۱۸ء
 آصف جاہ نظام الملک کے ساتھ ہوا جو اس زمانہ میں کن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ نور اللہ
 آصف جاہ کی مان کا قربت دار قریبی تھا۔ سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان سے
 جنگ کے وقت اپنے بہت بہادری کی اس وقت اس کو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر
 لقب عطا ہوا جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہ ہراول یعنی اول حملہ میں شکر میں تھا جب
 آصف جاہ کل جنگ جمل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہوں کو زیر کیا تب اس نے
 قادر داد خان کو بیچ ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی۔ قادر داد خان
 کو اس کے ایک نوکر نے قتل کیا۔ چونکہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اس کی جاگہ
 میں سے سیر جانے گاؤنوں و قصبوں اور نگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گاؤنوں واقع خاندیس
 اس کے پرستہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ میں کہ کتاب معاصر الاحرار تحریر ہوئی یہ دونوں
 مقام اس کے خاندان کے قبضہ میں تھے۔ ان کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں
 رشید خان و ہادی داد خان دکن میں ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
 اول نواب نذکر شمس آباد میں میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور اس کے دو سال
 بعد آباد ہوا۔ نواب کی فوج جو بیسویں رہتی تھی اس کی تعداد حسب ذیل تھی طویہ سوار ۶۰۰
 درک زنی ۹۰۰ دلاک ۹۰۰ غلزی ۹۰۰ خلیل ۹۰۰ جنگ ۹۰۰ بتیا ۹۰۰ بولانی ۹۰۰ آفریدی ۹۰۰
 بنکیش ۹۰۰ کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی۔
 رام پور واقعہ پر گنہ اعظم نگر

اونیسویں سال جلوس ۱۳ اگست ۱۷۷۵ء تک گزشتہ ۱۷۷۵ء میں خیراٹریہ سے منتقل ہو کر کن
 کو بھینجا گیا۔ کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر ہوا۔ عالمگیر کے اٹھائیسویں سال جلوس
 ۱۷۷۵ء میں اس سے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا۔ ۱۷۷۵ء میں جرجی مطابق ۱۷۷۵ء میں
 عالمگیر اونیسویں سال جلوس میں وہ بقیہ حیات تھا اور شمس آباد کا حاکم دار تھا۔ اور ایک
 پتھر پر حیرت کندہ ہوئی اور سر اسے اگت پر گئے انعام پر گزشتہ ۱۷۷۵ء میں غلظت کر دینے میں
 حال میں پر گزشتہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہے موجود ہے۔ بادی داو خان پر اور رشید خان ابتدا
 عہد شاہجہانی میں سات سو کا منصب اور تھا۔ گیارہویں سال جلوس میں۔ ۱۷۷۵ء اکتوبر ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء اکتوبر ۱۷۷۵ء میں منصب ہزاری پر فراز ہوا۔ دہائیسویں سال جلوس میں۔ ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء جون ۱۷۷۵ء بجائے ہے برابر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراب صورتہ بلنگانہ زمینیں
 ۱۷۷۵ء۔ چوبیسویں سال میں۔ ۱۷۷۵ء مئی ۱۷۷۵ء عریاہ مئی ۱۷۷۵ء عریاہ کے نام کے قلم
 میں لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب دہائی ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اونیسویں سال جلوس
 شاہجہانی میں۔ ۱۷۷۵ء مئی ۱۷۷۵ء مئی ۱۷۷۵ء میں اس زمانہ فانی سے رو کر اسے
 عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے بھڑ گیا اکثر اڑن میں کے منصب دار ہوئے۔ اس خاندان
 میں شیخ نور الدین نام ایک اور شخص نامور ہوا ہے۔ یہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان داماد
 اور داد گویہ تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بھینجا تھا۔ عہد عالمگیری میں چار
 سپاہ پر منصب دار تھا و کن میں ایک کلمہ نامور تھا باہر شاہ کے زمانہ میں ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء میں اس کو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

ہے سوہری کی اس کتاب میں جو احوال مذکور ہیں

مردمن واقع کنارہ دریائے گوداوری پر ہے اجماعاً اس نے وراثت پائی پرگنہ
شخص آبادین ایک گاؤں کے نام سے موسوم ہو چکا ہو ویداہ لکھتے ہیں۔ بی بی
سعیدہ و جلالہام احمد خان بہادر خان نے ایک سرکار ایک باولی موضع کبیر پور
بنوائی ہے یہ موضع نو سے جانب جنوب اور قلم کے سے بہت مشرق واقع ہے۔ آفریدیوں
نے سرے کو گوداویہ کی اینٹ لڑی اپنے سورت میں لے آئے مگر اعلیٰ ہو رہی ہے
مگر بالکل بے موت ہو اس باولی کے اطراف کی جگہ اب مکے کی بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہو ایک موضع جو گائے پیدا کرتی تھی وہاں ایک مور شید آباد کے واقع
ہے اس کو اب کٹر دشت خان کہتے ہیں یہ دشت خان مرزا جان کا پر پوتہ تھا لیکن اب ان
نواب سلطان خان کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے سرکار کے دروازے کے

دروازے آباد کی ہو قلم کے جنوب پر
مردمن پر کہ موضع نو کے جنوب پر
ہے اور موضع مذکور اسکے واسطے

ملاحظہ ہمارے کہ اس کا صحیح تلفظ اوشان ہے۔
مردمن کے کافر کا تلفظ اوشان صحیح ہے۔ غلط یہ شخص غلط ہو مور شید آباد رشیہ خان کی
اس میں جا کر ہے نواب ظفر علی خان نے وہاں ایک خانہ دو درمیان مشرق و مغرب میں اسے
منزل آباد اس کے پاس فقط دو عمارتیں ہیں۔ اس خانہ ان کا

دکھی پور فرخ آباد سے، ایل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہے عوام کا بیان ہے کہ کو آباد
 کرتے وقت رام پور دکھی پور کے رٹھور سرداران قوم رٹھور سردار ہزاہم چوگسل اتوں
 نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمدرئی و دادو خان دیار خان و مرہان خان طوبہ و دیگران
 جنگ کنھسی پور کے قریب ان لوگوں پر فتح نمایان حاصل کی۔ رام پور کا راجہ زخمی بین ہو کر اسی
 ہو گیا۔ رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہے مگر گداؤ کا مکان ہے اور نہایت مستحکم بنا ہے
 اس پر کچھ کتبہ نہیں ہے یہ مکان بڑا گنگا دو بچے کنارہ پر واقع ہے مشرق و مغرب صاحب کلکٹر سابق
 نے مسلمانہ زمین اہلی حوت کروائی اسکے ایک جانب ایک بچہ صاحبین نواب کی تعلیم کی جاتی
 ہے ان قبروں کے گرد بڑے درخت اسو پالوا درنیم کے ہیں۔ خان زادوں میں سے
 ایک پیرزن ہاں محاورہ ہے مسیتا خان خان زادہ کی چوہاں میں ایک چٹیا پتھر کوئی
 دس بن وزن کا پڑا ہے جسکی نسبت عوام کا بیان ہے کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اٹھا کر گنگا پر
 بجایا کرتا تھا اور اس پر کھڑا ہو کر نہاتا تھا۔ موسخ کے نزدیک یہ بیان خالی از سبب لگتا نہیں ہے
 نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہیں اس میں کاجھی اور کچھ خان زادے رہتے ہیں
 وہ چٹانک ابھی تک موجود ہیں اور کچھ اینٹ کا کھر خجہ بھی باقی ہے۔ کچھ حصہ اس محلہ کا
 آج تک محلہ گاؤ خانہ کے نام سے موسوم ہے اور بڑا بازار بھی کچھ باقی ہے اس میں ایک مسجد
 ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہیں اس پر کتبہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ دو سال ہوئے کہ ظالم
 سنا محلہ والے انکی مرستہ کروائی ہے یہ شخص حیدر آباد میں ملازم ہے شمس آباد کے
 متصل خان پور میں ایک بارہ درمی مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہے

ہندوستان سے متعلق دلیل خان کی

منصف کتاب ہذا میں لکھنؤ صاحب حاکم ہند
دور سے دلیل خان کے حالات جو اس کے معمر ہند

حاصل ہوئے اور معمر مذکور نے یہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہیں اگرچہ اصل دار
روپ رام نام ایک ہیں مگر یہ سال پر گنہ مودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم
ہے کہ دلیل خان محمد خان نگلش کا بیٹا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کو
راجہ خیر سال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اس کو متبنی کیا اور جب سن تیس کو پہونچا پر گنہ
سوندھیا سمبوندھ اس کو بھلا کیا۔ دلیل خان نے اپنے پیچھے مراد خان کو سمبوندھ اکا تھا نہ دار
مقرر کیا۔ بعد کچھ عرصہ کے پر دے ساہ ولد خیر سال کسی قریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض
کیا اور دلیل خان نے غم جنگ کیا اور ہندو راجاؤں کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ
کے کسی وقت دلیل خان ہکو بیدل کرے کیونکہ خیر سال نے گویا مارا استنیں بالاسے لہذا سب نے
شفق ہو کر اور لو اور احمد میں لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب میں شاستر اور
کھلی جلی کی قسم کھائی اور سب راجے جٹا و دتیا و جگھاری سے روانہ ہوئے اور بانوہ
اگر جمع ہوئے۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ باتیں سلجے اور تیس سردار تھارے قتل کے ارادہ
سے آئے ہیں۔ دلیل خان سمبوندھ سے روانہ ہوا اور راستے میں بنگلش کے جنگل میں شکار
کھیلتا ہوا پیرنڈا کی مار سے الونا کو پہونچا بنگلش بانوہ سے جمیل شمال شرق ہے اور پیرنڈا

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

ہندوستان میں آئے۔ اسی سے جنگ شروع کی اور کئی لگا کر اگر محنت سے جیتا ہے تو بالآخر جیت کر فتح
 فروری میں ہوئی۔ جب کچھ جراثیم ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے
 چند خان نے جھک کر تجھے تھا گھوڑاڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ بہت خان فقط
 روٹیوں تک کا تھا اسے تو ٹھہری سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ میں بہت خان ہیں
 جب وہ کور پٹانان پر پہنچے تو اب نے اپنے ساتھیوں سے کہا آؤ اور کرناٹا کر لیں۔ اس کے
 بعد سب کے سب اپنے اپنے گھروں پر واپس آئے اور ہمارے کیمپ کھینچ کر چلے گئے۔ اس سے
 آدھ ہونے اس عرصہ میں بوند پڑ کر ان کو تھوڑی سی بڑھ چکا۔ جنگ شروع ہو گئی۔ روز اول
 سپاہی ٹھکان اور تین سو بندے لے کر گھومتے رہے۔ دوسرے روز ایک سو پچاس سپاہی ٹھکان شہید ہوئے
 اور بارہ سو بندے مارے گئے۔ خیر خان کو ان کی بڑھ گیا اور بڑھتے وقت پہنچ سزاوار
 اور ساتھ سپاہی بوندیلوں کے مارے وہ خود بوندیلوں میں لگا گیا اور کئی قریب ایک نالاب کے پاس
 پہنچ کر شکر سے ہنس رہا تھا کہ کو جاتی ہے میرے جانب ہے اور میرے شہید کے نام سے شہید ہے۔ پتلا
 ہوا ہوا شکر مت مار گیا اور کئی قریب میں کسی کے فاصلہ پر شہر سے شرق طرف ہے اور کچھ
 یا جاد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ باندھ خان کے قریب شیخ مادر پیر کی صگاہ کے قریب ہے
 اور یا جاد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ حمایت خان کی قبر باندھ سے و جلال پور شکر سے
 جنوب کطرف ہے اور اس کو خانی شہید کہتے ہیں۔ خود وہیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اس کے
 ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے۔ دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ بودھا میں مارا گیا اور اس
 زمانہ میں بالکل مغل تھا ابراہیم خان ثانی اس مقام پر مارا گیا جہاں اب عبدالکریم قانون گوا

دو صا

مومن ماٹے ہے ہر گناہ گئے رستے جگت لیکے لڑتے ہیں وہ دکھ ہو نجات
موت نہن جاتی نہ رہے حیرتے ساتھ گئے رستے

جگت کے لئے تڑپتے ہیں وہ دھرم کے لئے

یعنی۔ مومن نے شرکت سے کنارہ کیا ہر دہاہ خا ہو گیا۔ جگت نگاہ لگاتا ہے ہر گناہ
سہا نہیں جاتا ہے۔

چتر مال نے ایک طول طویل شجی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو۔ مودھا کے باشندہ کو
یہ دوسرے زبان یاد ہیں۔

دو صا

ہر دے ساہ سے نہ چلی کیرت سین کپوت۔ بیٹا کیے دلیل سے بگشت بہت
بھائی محمد خان نے ڈار دوسری گود۔ تب سے تم بیٹا مرے جگت سماں
مومن مٹا دے گئے ہرے رہے لوکے۔ تم ہو کنیا وادیمہ تو میں جگتے کیوں سمجھانے

حیرتے ساتھ سے نہ ہن کالی کیرت سین کپوت۔

بہتا کھڑے ہلے سے بنگشا بہت سچت

آپ نے محمد خان نے ہارے مہرے گود

تو سے تو م بہتا مہرے جگت سماں سچو

بہتا ہارے گئے حیرتے رہے مٹا دے

امکان ہے وہاں مودی بھی نایاب درگاہ ہے بے زور۔ یہ سرکاریں کی جگہ ہوگی۔
 ایک اوشید کی قبر ہے جو بابا شید کہتے ہیں شرکی کلکڑا بن نے نئی شرک کھاتے وقت اکیس
 کروائی ہے۔ مود ہاڑاؤ اسکے اطراف میں اور بے شمار قبریں ہیں۔ کہتے ہیں جس روز کہ دلیل خان
 مارا جاوے گا اس روز بوندیوں کو مڑا تک ہٹا لیا گیا تھا جو مود ہاڑے چاویل جنوب مغرب میں ہے
 یہاں ٹیک بوندیلے نے جمالت نامی کسی ویرا ایک ہاتھ چلایا اور اس کا بابا بن ہاتھ اوڑا دیا جہاں
 چر ہاتھ گر لے وہاں بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شید کہتے ہیں یہ بوندیوں کے جو مکانوں کو مٹی
 ہے مشرق سمت دلتی ہے۔ آخر کار بوندیلے دلیل خان اور سردار ملک ہٹا لے گئے اور یہاں
 مشرب شہادت لاش کی سیماں اور کھزار ہے اور ایک سج اور ایک کھان ہے اور کھنگ
 یہ ستر باقی ہے جو ام کے نزدیک دلیل خان کی تلخ شہادت ستر لاشیں لٹا دی گئی ہیں
 زمین جو وہ سال کی غلطی ہے کیونکہ مجمع تاریخ ماہ منی لاشیں ہے اس میں زمانہ کے ہندی شاعروں
 نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے فوج میں تصنیف کیے ہیں جو اب تک بان زد
 خلائق ہیں۔ روپ برہمن مود ہاڑی شاکر نام ایک لہان پکورا کے سردار خان نام ایک لہان
 کی زبان سے سن کر تحریر ہوئی۔ یہ مود ہاڑے میں میل جنوب مغرب میں ہے۔ جسوقت ہریشا
 جنگی طرح دوہوں سنگرنے لکھیل کی شرم کھائی موہن سنگر جاکر گوجھا گیا جو موہر سے
 دو میل سمت مشرق ہے تب ہر وہ شہانے شرکت سے اٹھا کر ادا و ملک سنگر اکیلا روانہ ہوا
 شاعر نے دوہے مندرجہ ذیل ہیرال کی زبان سے تصنیف کیے ہیں۔

یہاں سے ہر دیو کا

بطلبہ و بنام ہر دیواہ

دوہا

گاڑی تنکا کی مار میں پھر کر ی نہ پیش | اگڑی بھر کا ہے دیووں دیوئیں ہر دیش

گاہی چاکی مار میں ہر دیش کے دیو ہر دیش | گاہی چاکی مار میں ہر دیش کے دیو ہر دیش

یعنی - تمہاری گاڑی دلال میں پھنسی ہے اب لڑکوں کا ساتھ نہ کرو اب ای ہر دیواہ اپنے ملک کو مدد دو۔

بہا اب ہر دیواہ

سب کو ہر مانی نہیں گت اٹھائی گئیں | تیکے اب نوٹ ہے پڑی پھر سرن منہ میں

سب کو ہر مانی نہیں گت اٹھائی گئیں | تیکے اب نوٹ ہے پڑی پھر سرن منہ میں

یعنی میری صلاح نشان کرچکیت نے اپنی ہر مانی کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اصلاح کو آیا۔

اشعار درج ذیل خان

جی پھر جاتی ہل کی تیر ہے کلا جان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

جی پھر جاتی ہل کی تیر ہے کلا جان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

ساری ساری جمل کے دیو کی گت شور | جیون تنگ و تنگ پھر یابو دہند و سیل

ساری ساری جمل کے دیو کی گت شور | جیون تنگ و تنگ پھر یابو دہند و سیل

میلو تو سہوڑا کرہ میں جن آن کھنچ کیوں لڑنا

गति तीर कमानाहि लख भोजन नयनसे खन

سب جنگ اور پر کویر و جس محل محکمہ ہریہرنا

सब जिनके पर सोच लगे हैं वे सब पंसे पना

ہنگش خود بخوان علیہ صبر و توکلین مقام سیلا

रामचन्द्राचार्य ने भक्तजनसंगे जो निरालस कार्य किये

پیشتر جناب صاحبزادہ کو روٹاؤتی کوٹ میں جھیل

SECRET

کلیں سے کہہ دیں اور مجھے دیکھ کر ہل بی

महर्षि आचार्य रामानुज स्वामी जी की हकीकत

عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ وَيُحِبُّوا رَسُولَهُ

बहु भाग्यशाली बरुवा के हाथ में दुनिया का हथकड़ी

ہم کی فکر کروں گے ان کی

10-11-68



وہی کہ جس نے اس کو لکھا ہے کہ اس کی طرف سے

دی سے دین خان چلیو مال گدا

تو دین خان چلیو مال گدا

جگت راج سہراج سون مارو مانج
بھئی غنیمت چھان کی ہون گنت کی کچ

مہنہ پونہ پھان کی پانی سکت کی کیو
مجان راج سہراج سون مارو مانج

مین و دس پھان سے کر دیکھان
جگت راج پکت بیو چور بیکو سید ان

مجان راج سہراج سون مارو مانج
مجان راج سہراج سون مارو مانج

چوتھے دن دوپہر گریو پھان میں
تیل چوری مان گرتے گرتے گھائی کین

تیل چوری مان گرتے گرتے گھائی کین
تیل چوری مان گرتے گرتے گھائی کین

یعنی۔ دین خان چلیو مال گدا
روح روح میں گائی اور کو

پرست حاصل ہوئی۔ اپنے سب ساتھیوں کو جمع کر کے دیر میں ان میں ملا گیا جیسے پر دین

شعب پر جتا ہی میں دین خان چلیو مال گدا
دی سے دین خان چلیو مال گدا

دین خان چلیو مال گدا
دین خان چلیو مال گدا

دین خان چلیو مال گدا
دین خان چلیو مال گدا

دین خان چلیو مال گدا
دین خان چلیو مال گدا

دین خان چلیو مال گدا
دین خان چلیو مال گدا

دین خان چلیو مال گدا
دین خان چلیو مال گدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پہلے سے دیکھا ہے کہ یہ لکھنے والا ہے۔

مکتبہ اسلامیہ دہلی دارالافتاء دارالحدیث

تاکر دے گا۔

سید امین اللہ علیہ السلام

हो मेरी प्रणयिका मेरी प्रणयिका

[illegible]

پاپو کے اور انہیں ہی جیسی رنگ میں

سورج کی پوری پوری روشنی دکھائی دے گی۔

کون خداداد کرت جو رجب میں

مکرمہ جیوگیا سے مکرمہ جیوگیا ہے

کے ہر نیکو کے لئے ایک نیا گھر ہے

کھانا پانی اور سب کچھ دے گا ۥ
 صاحب امرا یہ ہے کہ شریک ہے

ان کے گھم سے زمین کو کھوٹا لایا یہ دودھ کا سفید

میں نے ان کا دل کی طرح ایک خطا بن گیا ہے وہ نہایت تیز و قوی ہیں وہ نون طرف بھینکنا
کے لئے ہوتے ہوں گے لیکن انہیں وہ زخیر دین کو توڑا کر کودتے اور پھٹتے ہیں انکی گردن ۱۲
ان کے ہے اور غیر رنگ اور جان اور قوی اور مضبوط ہیں وہ ایسے ہیں جیسا کہ

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت مراد ۹۱

॥ महामोक्ष बांधे देवे समस्त जन्मों को ॥

॥ न्यायी के लिये कसम की पा ॥

کے مرود لیلا رن مین پیلا علی علی کز بحرنگی

جہان کے راجا سب ہمارا جادو کہہ ساری گونگی

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

میرا نام دلیل خان ہے جس کے لیے ہر شکار میں بخش کی آواز دیکر ہاتھ بھر بیٹھ
مرد شاہ کا چڑھ چکی یہ تلوار ہے بچان کی عزت میرے کروٹے میں تقابل ہو کر رو دھکا بچان
جوانی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ میں کس نے جیتے ہو کسی معرکہ سے نہیں ڈرا ہیں
لہذا اور صارا باہری ہنگی تلوار کے سرائے سے جھاگ کھڑے ہو دینگے شجاع دیل نے یہ گنگا
پہاڑوں کی اور علی بکرا اور غریب ہندو ہومان کو بگاڑنے ہیں

اشکار زبانی دلیل خان کے جب اونے اپنے ہمراہیوں کو آتے دیکھا
بیٹا مرے مراد خان بھائی ابراہیم

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

میرا بیٹا اب بڑھا یہ کہہ گئی کہ بان

مرے حمایت خان بن بھلوان بچان

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

جس کی خبر پہلی ہوئی خان و بھائی اور ان کے مان مل بیٹا اور مراد میرد اور بچان انہوں نے کہا
ہاں میں دوسرے حمایت تو ہی بچان تھا اب میرا بیٹا حسن ہے وہ

دھب لائے تھیں کے شام

١٢

कड़ी बड़तंग लगी नहीं बेस से कपड़ा पोश करेजोसे

गोरे किरपान लोहन महान चर्योकर केर दुनखों हे

لے کر لے کر لے کر

ایک خان کا بیٹا اور ایک لکڑی کی گلی

सत्यमेव जयते

۱۰۰ - کراچی کے مکرمین کے حلی

اوس زمانہ میں نیزہ بازی میں اپنا قہر نہیں دکھاتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
 اسکی دھن میں بھی شہرت تھی اسسوار ہو کر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اوب کو مار لیا کرتا تھا
 بہتیرے سواروں نے اس میں کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کاموں میں بھی
 وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھ سے توپٹ حال سکھاتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا میں
 چالیس برس گذرے ہیں کہ اوسکے زیادیکے ہوئے چوتھے قائم خانی کہلاتے ہیں اور وہ قاضی گنج
 میں اٹکا بڑا رواج تھا کہتے ہیں کہ اسنے ۳۷ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
 نہیں ہیں۔ ایک دفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھ نیزہ بازی تیری کی تیراوش
 کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا تو انکے بیٹھی میں رہنے کو مکان دیا اور مجھ سے ملے تک اسکی پری
 لحاظ اور بدعات کی اور اس عرصہ میں اسنے نوکے بھانوں سے جو پونا میں نوکرتے رہتے
 کر سجا کر یہ شخص کس غرض سے آیا ہے اور انھوں نے جواب لکھا کہ جیل ہنرمیں نگوشتانی حاصل
 اس میں یہ شخص بھی حاجت رکھتا ہو باوجود مجھے محمود خان کی حاجت کے اس نے نہ کرنا چاہی
 ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب بھان قبل طلوع آفتاب کے شکار پر میں تمہارے میں شکار پر
 شہر سے تین پارسل شمال مغرب میں ہے یہاں لنگھ کے گندے ایک بڑا وسیع میدان ہے جہاں فیر
 کی قواحد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھ لے کر وہاں گیا۔ وہ ہرگز
 وہاں لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا۔ جب وہ قوتوم مرہٹہ کے بازو پر کھڑے ہوئے
 اور ایک مال بند ہاتھ۔ نواب اس بات کی کوشش کی کہ میں اس مال کو نیزے کی نوک سے
 اسکے بازو سے اوتار لوں۔ نواب اسکو چھو تو کسی دفعہ لیا کہ وہ کرپینے کے باعث سے گر پڑا

بندگی کی اہل بین و سبیل کے تہا

بندگی کے ہولناکیوں میں ہولناکیاں اور آواز

یعنی۔ بوندیوں کے بہنوں کے سامنے اہل بھاگے جاتے ہیں۔ ایک بوندی نے اوسکو
ملاست کر کے کہا تم کو یوں گناہا ہے تھا

دلیل کی اہل بین و سبیل کے تہا

بندگی کے ہولناکیوں میں ہولناکیاں اور آواز

یعنی۔ دلیل کے حلق کے سامنے بوندی بھاگے جاتے ہیں

نواب قائم خان

شاہد اعظم اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلاخر اجمت سند نشین ہوا اہم اور بیباک
کر چکے ہیں کہ شاہد اعظم دلیر خان کے انتظام لینے میں شغول ہوا اور جب شاہد اعظم اسکے
پر محمد خان کو مرہٹوں نے گیر لیا تھا اسے اوسکو چھوڑ اسنے کے واسطے فوج جمع کی محمد خان
کی آخر عمر میں اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دلی میں حکومت اختیار کی۔ جس میں حکایات
اس قسم کی مشورین کہ محمد شاہ باو شاہ دلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند سوار کا
لقب عنایت کیا تھا اگرچہ کہ وہ حکایات محض حقیقت ہیں اوسنے بیان کی جہذا ان صاحب نہیں
دو زبردست سنی تھا بوقت نماز ادا کرتا تھا اور مسجد کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف
کی ایک آیت لگھتا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ علی کا بیٹا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا پڑا تاشاں تھا
اور بادشاہی شکار گاہ میں دلی میں اسے شکار کے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شکار تھا

علاوہ کثیروں کے نواب کی چار زوجہ میں۔ اول شاہد حکیم نواب کی پہلی بی بی کا چھٹا شیر
 انکی بیٹی اور قاسم خان کی بیٹی تھی (۲۱) بی بی جو ابراہیم بھائی تھی (۲۲) خاص محل چلو
 انکی ایک بیٹی تھی یہ موضع ہلاہ قریب ہنگام کے ہے (۲۳) ستمبر محل بی کی عورت تھی۔ دوا
 کوئی اولاد نہیں چھوڑ گیا۔ اس سال کے کوئی شخص انکی سداوت کا روبرو نہ رہا تھا
 اور نہ کوئی مرد اس کے کپڑے پہنا تھا اور نہ کوئی شخص انکی عورتوں کی بیٹی لیتا تھا
 یہ بیان انھیں کے قلم میں تھا۔ بہت سی دیگر شخصیات انھیں کے نام سے تھیں جیہ
 مرگئیں انکو انکی کچھ املاک تو صاحبک کی حکیم کو بھی سزا دی گئی تھی۔ ایک بکھرے ملک صاحبک
 کے بیٹے کو انکی نواب حاکم الوقت کو ملی جب کہیں شاہ حکیم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو
 سے فرج آیا تو انکی بیٹی کو دیکھا کہ اتحاد و کانداز اس بازار بند ہونے کو ہوتا ہے یا باہر
 بازار کتنے ہیں انکی بیٹی باہر اسے لانا ہی نقل حکیم ایک چوبیس سال کی بیٹی پر سوار ہوتی تھی
 بازار سے پہنچ کر بیٹے کے پاس سے اتر کر دے سے اتر کر ہوتے تھے۔ حکیم وسط میں بیٹھی تھی انکے
 گرد و گرد اور بیٹھی تھیں۔ حکیم کی زور پون سے بندھے ہوئے تھے اور گارڈی ب
 عورت سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بیٹی عورت انکے بیٹھی تھی اور ایک بڑا بھڑیاں ہانکتا
 تھا۔ اسے یہ حکیم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواہ وہ کچھ دن پر نہ ہو کر تے تھے۔ بازار وقت
 اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ حکیم کے کان کوئی بیوی وہ بات نہ پڑے۔ کہتے ہیں کہ نواب صاحب
 کے چار بھائی دوست تھے۔ (۱) انکے ان موسیٰ نگر موسیٰ نگر کہتے تھے والا تھا اور اس وقت
 اس کے علاقہ جات میں وہ قصبہ شمال تھا جو دریائے سندھ پر واقع ہے (۲) حکیم خان دریا باو

محبوب ہوئی تھی مل نہ سکا آخر کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد وہ اب باغیچہ کی تمام گراہوں کو
رومال پہنے بیڑے پر اوڑھ لیا۔ مردہ کو بیت کبریاخت قدر کے گروہ نے قبل کی کوکھ پر
ایک تلک میں شریف تھا۔ اسکے بعد مرثیہ صحت ہو کر بنا کر دیا اور قائم خان کا گھر بھی کے
میں تھا اور یہاں سے اپنے والد کی زمین جات تعمیر کر لیا تھا۔ یہ مکان شریف کے ایک بھائی
انجی کی ہے میں بہت مشرقی صحت واقع تھا۔ یہی خوب کی آباد کی ہوئی ہے اسکے گروہ تخت
اور کئی شہر نام جو ادراج میں سے مکان تھان اب تک باقی ہے قلعہ کے آثار وہاں کے مکانات
شہر میں باہت بقا و شہادت کی نواد نہیں کے ضبط سرکار کے اندر نیلام کر دیے گئے
اسی کو نام انجی کے ایک باغ و شہر کو کہے ہیں۔ یہ شخص شہادت وہاں کا تحصیل دار تھا اور اسکی
امیت سے انگریزی عمارت کی ضرورت کا ایک مکان بنوایا اور قلعہ کی زمین پر میوہ اور درخت
کھائے ہیں۔ قادری کا دروازہ کے باہر جو گھر لایا آج کل شہر ہو کا خان کا گایا ہو رہی ایک
گاہک درخت میں سے پھل لے کر وہاں پر پھل پور یا پور پھل پور پھل پور پھل پور پھل پور
دوسرے ہے اور اب بھی ایک سو اٹھ دن کی کوکھ میں پھر ایک روز ایک گروہ قلعہ کے قبل آئے
کمال کی کسی گروہ دیکر کہ اسکی اور گروہ کے دروازہ کی تعمیر پوری کرے یہ وہاں
ہو گا کہ وہاں کی سالگرہ کے روز قلعہ خوب اور ستہ کیا جا سکا۔ وہاں کی دہلیز میں
اسطفاقی بازار کے ٹالیاں تھیں زلفٹ کھائے جاتے تھے۔ بازار خوب سے جہان کی
دوسرے تو شہر میں تھیں زلفٹ کا یہ وہ گاہکین دروازہ پر لکھا جاتا تھا کسی کا گروہ لایا
یہ انجی قلعہ میں نہ ہونے پاتا تھا کہ کوکھ کے گروہ قلعہ کے دروازہ اور بازار تھا۔

کے واسطے بیجا شہنشاہ سگڑہ تک پہنچا اور اپنی توہین سرکین۔ علی محمد خان نے ٹھکر اسکواٹ
 دی کہ فوج شاہی ہلی کو بھاگ گئی۔ محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصے کے بعد اسے
 دوسری فوج طیار کی اور ادھر سپر خواجہ اہلی صاحب کو سرور کیا اسے بھی سگڑہ پر توہین سرکین اور
 مثل ہر زند کے بعد تلف ہوئے۔ شہنشاہ فوج شاہی کے یہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری فوج محمد شاہ نے اپنی
 اہل فوج قمر الدین وزیر کے ماتحت روانہ کی۔ قمر الدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اس نے اپنے دل
 میں خیال کیا کہ اگر میں بھی مقابلہ کرے واسطے جاؤں گا تو میرا بھی یہی انجام ہو گا کیونکہ یہ فوج درہم
 کھا چکی ہے اب دو حال سے خالی نہیں رہی یا تو بھاگ جائے یا میدان میں جان دوں گا اور دونوں
 صورت میں خوارت کا زبان ہر کیونکہ ہمارا وزیر ہمیشہ برطرف ہو جائیگا تاہذا اسے بادشاہ کو ترس
 دی کہ خود بدلت نبض نہیں سگڑہ پر حملہ کریں۔ قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک
 یہ واقعہ مشہور ہو کر سلطان بنوری شہنشاہ غایت غصہ میں واقعہ ہوا میں منزل تک فوج
 نے ایک ہفتی کے کئے کوچ کیا اور لاہور پہنچا۔ بادشاہ نے یہاں تک
 رکھا یہ مذی اوسیت کے شہر تھی ہے بالآخر فوج سگڑہ میں پہنچی اور اس کے محاصرہ کیو
 آگے بڑھی مگر یہ قسم عبدالمصور خان صفدر جنگ ہراؤں پر حکم تھا ایک اساتذہ فوجوں نے
 خنجر مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پر ان پڑے اور بہتوں کو شہ تیغ کیا یہ روئے سگڑہ کو
 پہنچ گئے ایک قلعہ کے گرد اس قدر گنجان بانس بونے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے
 پارہ جاسکتا تھا۔ چند روز تک گولا باری جاری رہی آخر الامر وہیلون نے علی محمد خان کو
 صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ جو بے سلطان سے جنگ کرتا ہے وہ ہراؤں کی صورت

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان غلزی قاضی گنج والا۔ محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ چھٹان چادر کو اپنا بڑا خیر خواہ تصور کرنا۔ اگر کہیں جنگ پیش آوے تو چھٹان سے صلح لینا کیونکہ وہ پھر سے لڑائی میں رہا کر اگر فوج مجتمع کرنا تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہ شخص افغانستان میں سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی میں عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجا کیونکہ اسکو وہاں بڑا تجربہ حاصل ہے۔ یہ چادر جنگ مقام دہلی میں قتل ہوئے اسی لڑائی میں قاضی خان بھی مارا گیا۔ ان وصیتوں پر ذرہ بھی توجہ نہیں کی گئی۔ نواب نے اپنے متین محمد خان فریدی کے اختیار میں کر دیا۔ محمد خان اٹھنی کا بیٹا تھا۔ نواب نے اسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے بڑے بڑے دوست تھے جو صف خان و معظم خان و عظیم خان و سعادت خان و دیگر بن چند ہزار آفریدی پھر گلان تھے اور ریاست میں انکی بڑی قوی جماعت تھی قلعہ میں محمد خان کا قلعہ رہتا تھا اور اسکو ایک وسیع ملاک پڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اسکے قلعہ ایک کلاں شادی معان نام تھا جسکو شاہی سے جو تھے روز گھر سے لے کر دیا اور پیر کا بھین گھارہ اور گھسیٹ کر باڈا لاسٹم محمد خان کے دربار کی عہد میں ٹوٹی چھوٹی اٹھنی میں باقی تعمیرات با نام و نشان بھی نہیں رہی اسکا خاندان بالکل معدوم ہو گیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

محمد علی روہیلکھنڈ رفتہ رفتہ علی جو خان روہیل کے قبضہ میں آ گیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا۔ ایک فوج محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرند کو مع فوج علی جو خان سے ملک واپس لے کر

فرما دین خان کے کہ وہ احمد شاہ سے باغ کرتے ہیں مگر لیا تھا صفدر جنگ حسب وزارت پر
 سرور کیا گیا صفدر جنگ نے اس کا دشمن جانی تھا اس نے ایک فرمان طلب قائم خان کے
 جاری کروایا قائم خان نے بدست جواب بھیجا کہ خود ہی خاکسا صفدر جنگ پر تھا وہ نہیں
 رکھتا ہے کیونکہ وہ اس کے مخالف کا دشمن جانی ہے اس جواب کے بادشاہ و وزیر دونوں سخت
 غار میں پہنچے وزیر نے جاوید خان سے صلاح لی تو بھی کہ اب اسکا انتقام کیا کر لینا چاہیے جنگ
 ایک فرمان بنا تم قائم خان اس دشمن کا طیارہ اگر ایک بڑا کارا تم تھا کہ نہ کیا گیا ہے
 یعنی بہت سے مخالف علی و مراد آباد کے جو بادشاہ غلام خان کے زمانہ میں بادشاہ سے حاصل ہوئے
 تھے ان پر بارہیکہ سلطان ولد علی محمد خان روپیہ نے قبضہ کر لیا ہے اور اسی وقت
 صفدر جنگ نے روپیہ کو اس کے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
 ہوتا ہے۔ لہذا یہ ملک تھا جسے اسے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اس پر قبضہ کر لو یہ
 فرمان بدست شیر جنگ و بدست خان بہادر گلان برہان الملک سعادت خان مرحوم شہزاد
 وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۳۰ ہجری مطابق ۱۷۱۸ء میں میر علی شاہ نواب مذکور فتح آباد کے
 قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب نے اپنی خبر اور نواب قائم خان نے
 حکم دیا کہ گلان آبادی چھوڑ کے قریب لٹائی جاوے اس کے بعد وہ بڑے ترنگ و ہتھام سے بھاگا
 اور اسے غنیمتیں کے وہاں پہنچا فرمان اس کو پڑھ کر سنایا گیا۔ نواب آباد بجایا لایا اور
 سر فرزدی کو رتبہ میں کیا اور ان کے تقاریر بھی ہوئے تھے کہ وہ اپنی آبیدار شہزادہ جان
 و خورہ و داران نے اگر دین گزرا میں اور مبارکبادی اس وقت تمام خاص و عام و غیر خاص

حرام ہو جاتی ہے چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی میں حاضر ہوا اور وزیر
 کے دیوان نول رسک کے قتل سے معاملہ عدویہ میں شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر
 جنگ کے دہشتہ ہاتھ کی طرف تھی ایک روز علی محمد خان جہڑی بارہ ہزار افغانان زرہ
 صفدر جنگ کے پاس آیا تا حاجب اسکی نظر قائم خان کے غصہ پر پڑی تو چونکہ یہ خبر لکھا ہی جا چکا
 کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سرداروں نے اسکا کھانا خیرہ مسلمانوں کا ایشیا ایشیا
 اور ان کے دیوان میں نول رسک پر رکھا جاوے گی ان تمام کھانوں میں وہ اس سے
 سفارش کیوں اسے درخواست کی کہ علی محمد خان نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس
 کیا قائم خان اس سے نہایت شاک ہے مابعد صفدر جنگ نے جو قتل تھا یہ صفدر کی سناہیت
 حکم ہوا اور تمام عرفاء قائم خان سے بغض لکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھ رومالی سے باندھ کر
 بادشاہ کے حضور میں لے گیا چنانچہ اسکی خدمت و جہت و لیت کو جو بنی بادشاہ نے اسکی خطبہ کی اور
 خلعت سفیدی عنایت کیا اور وہی سوہنہ میں اسکا سر کیا یہ وہ بہت بڑی عزت کی طرف
 واقع ہوا اسکے بعد بادشاہ معراج اور اسکی بی بی کو واپس لے آیا سوہنہ میں جبکہ بادشاہ نے وفات پائی علی
 سوہنہ سے لے کر وہاں آیا اور سوہنہ کو صوبہ بدلتی سری شمالی کشمیر کی مطابقت میں اسے سوہنہ میں
 اس کی وفات کی اور میں پہلے قبیلہ خان تھیں اس کے خلیفہ خان تھیں اور خان نام جو وہاں

جلوس احمد شاہ بادشاہ

احمد شاہ نے دوران کشمیر میں وفات پائی اور جناح دہم جلوس لاکھنؤ کشمیر کی طرف
 ۱۶ اپریل ۱۷۸۲ء کو بادشاہ کا تخت نشین ہوا اور سوہنہ کے بعد کجا اعتماد لاکھنؤ

اٹھا لیا اس عرصہ میں احکام بطلب فوج تنخواہ واران جاری ہو اور اطاعت کے زعمیداران بلا
 گئے اسلئے کہ رو رو لالا اور جند و سنگ چھڑی والا اور اجنبیوں کے نام حکم بھیجے گئے اور
 وہ انکو معینین ہزاروں کے قاصد خان کے شریک ہو کچھ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالیسی کے ناظم تھے
 فرخ آباد بلائے گئے اور جنتیہ خان علی اعظم پر گناہ کر پوراؤ کے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت علی
 لکھنؤ کے قاصد کو حادثات خانہ و صفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا اگر شریک ہوا نقطہ
 رہنے کے طور کی صورت دیکھ کر قتل ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کی واسطے انھوں نے ایک ہفتہ
 سنبانہ بیرو علی محمد تیار کی۔ بہت سیہ مصوم بردار کی سادہ سا مضمون یہ تھا کہ جیل میں قہر
 کے والد نے اتفاقاً شب بیزندہ کے اور تمھاری ذات کے اوسکو کسی پہرہ سنا تھا۔ اگر تمھاری
 شہادت ملک چین لینے کا ہے خیر ایسا ہی سہی شجاعت خان و شیر خان خان بہادر کو یہاں بھیج دو
 ہم سب انکے ساتھ حاضر ہو جاویں گے۔ بوض اپنے والد کے ملک کے ہم پرور شیر مشرق میں
 کچھ ملک صفدر جنگ کا بیج کر لینے جب یہ نواب کے رو برو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان
 کو ان چادر نواب کے قدموں پر ڈال دی اور قرآن شریف ہاتھ میں اٹھایا اور اسی طرح سے
 نواب سے شکرمہ ہوا۔ ۱۔ قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام محمد کے اس فقیر بیچارہ کی
 سروسامانی کرنا کہ اور اس اید کے ملک کی عاجزی کی وجہ سے انکے اسی قوم پرتر حرم کردار اور
 غریب بے یار و مددگار مصوموں کے خون سے دھارہ نہایت حال ہے۔ یہاں ہے کہ انبیاء و اولیاء کے
 دوسے صلح پسندیدہ بڑے کی طرف سے نواب غشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس
 ان بحث کا ادا کی اسے پر عمل کیا اس شخص کے دل میں سوا گھر زبانی اور فساد کے دوسری

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان میں بخشی محمود خان بہادر و شیر خان محمود خان و اسلام
 و کمال خان سردار خان چیلوں نے غرض کی کہ روئیلے آپ کے بدخواہ ہیں میں اگر کوئی شخص انکے
 پاس اس طرف کھٹکے بھیجا جاوے گا تو عجب نہیں ہے کہ بعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاوے گا
 بنظوری اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان مع چند ہمراہیان بجانب آنولار واد کیا گیا اور میں
 خلعت علی محمد خان مرحوم کے تیون بیٹوں کی واسطے اور اسکے ہمراہ کیے گئے کہ جا کر اوکو عطا کرے
 اور سب پور کل عطا و منتقلہ ملو کہ علی محمد خان بنام بادشاہ عطا کر لیں گے اگر ہمیں کوئی ہرج
 واقع ہو گا تو اب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہو گا لیکن بحکایت کرتے ہیں کہ
 قبل پہنچے معظم خان کے ہر سیران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت ہر فراری پہنچا
 خیر کیسا ہی ہوا جو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
 روانہ ہوا۔ جب معظم خان نے اپنی ماکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا
 واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ جی
 آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلامی و چیلوں سے مشورہ
 رہا شجاعت خان نے اب تک سہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش ہونا چاہیے
 اگر محمود خان کہ اٹلاک و غنیمت کا تشہہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی لالی
 کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسے علی محمد خان کے ساتھ بکری بدلی تھی اس تو میں سے
 طیش میں اگر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں مجھ ڈاکٹر کر کے سب آگے
 ہوتا ہوں اسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے محمد ڈاکٹر کیا گیا اور نوپ خاں ہارو

اور ترک غلطی دیوین مین پوچی تشریف خان خان بہادر لکے روانہ کیے گئے۔ اور اوسیت اور دوسرے
 موضعوں کی راہ کاٹ کر انواب کی لشکر گاہ مذی کے کنارے تیار کی۔ اور کچھ فوج تیر و کمان سے
 اور ہندو ق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو بلایا کرتی تھی انواب قائم خان کے لشکر کا
 امام حضرت ملک المومنین اگر کسی ان افغانوں مین خوف دہرا اس لئے اس قدر غلبہ کیا کہ در
 فتح کی واسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے۔ اور ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۳۰ مطابق ۱۱ نومبر ۱۶۲۱ء کو تمام
 شب سب لوگ صلیب بیٹھے دعا کرتے رہے اور میان روہیلوں نے راہ فرار کی مسدود دیکھ کر اپنے
 خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو دیوین سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی
 شروع کی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۳۰ مطابق ۱۲ نومبر ۱۶۲۱ء بروز دوشنبہ علی الصبح قائم خان نے
 حکم جنگ دیا اور خود لباسِ رم پہن کر مدد پسہ پندہ بھائیوں و خاص خاص سرداران و رشتہ داران
 بخشی محمود خان کے بھائی بندوں شل حکم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و ملا گاجا
 و احمد خان و تیرابو و ایوہ ملک کو آئے تھے باقی چہر وار ہوئے چیلہ تشریف خان و قسیم خان و اسلام خان
 و میسر خان و ستم خان و کمال خان و خان بہادر خان و شکر کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہ لوگ
 پہلے تمام آدمی باغ مین جان رو پئے مدد سرداران کا فخر و محبت خان و درویش خان و فتح
 خان کے قسم تھے جہاں تشریف خان نے باغ جنوبی کو شکر کی طرف مولا کیا اور وہاں کی سپاہ کو دستِ جنگ
 توہین جھین لین جس دھڑے و درخون پر پڑے ہوئے چھپے بیٹھے تھے اور کیا نظر آنے لگا
 سے گولی دینے پر سامنے کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہیں کئی گولیاں
 بہادر خان کی زد و بین لگیں اور ایک تشریف خان کی پیشانی سے چھلنا ہوا لگتا اور بہت سے

نہ تھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو میرا زادہ ہو لگو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیوں اس
 قسم کے کاموں میں ہاتھ ملاتے ہو جب چند سوال و جواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
 کہ یہاں کچھ ایسا صلح و آشتی کی نہیں کسی دفعہ اسنے کہا کہ لکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
 ناپسندیدہ ہے اور غرور و غرور و غرور لکھی ہوتے ہیں اگر خدا اور رسول کو نہیں مانتے تو غرور و غرور کوئی
 نہ کوئی انتہائی اس کے بعد وہ انور کو وہاں گیا اور وہاں سے کہا کہ تم جنگ کی تیاری کرو
 فی الفور وہاں سے قریب پہنچ کر آؤ می سکھ مجھ کر کے اور وہی رسول کے باغات میں چھپیں
 ہوئے یہ تمام باتوں سے بہت قریب ہو رہے تھے شب در روز گاہ حافظ حقیقی میں اپنی خط
 کے واسطے دست بدمارہتے تھے۔ قائم خان اور محمود خان بخشی نے اس بارادہ بڑے کاکا لکے
 ساتھ پاس ہزار سوار و پیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تھراہی تھی علاوہ اسکے فوج و سوار
 اور سرداران جنگ اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب کا سامان جنگ اس کے پاس موجود تھا
 اور بکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ میں زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان نے
 نواب احمد خان و قائم خان میں پیش قدمی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی
 میں سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سن کر وہ بھی اگر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ عمار کی تو کون و
 کھلا اور نزدیک دو سو بڑی بڑی توپیں تھیں جو ہاتھوں پر ہر دو میں کسی بھی میں بیٹا لکھنؤ
 کے پاس ہوتی ہیں اور بارود اور گولی یا فضا تھی دوسری ذی الحجہ ۱۱۷۱ ہجری مطابق ۱۱۷۱
 توپوں کے فوج لگے بڑھی اور منزل منزل کوچ کرتے ہوئے دہلی لکھنؤ کے کنارے تھوڑے
 میں پہنچی یہ مقام فرخ آباد سے تینتا لیس میل شمال مغرب میں ہے اور یہاں کشتیوں کے پل سے

اور پھر اس کے کسی ہاتھ سے اسے سرواڑ لے ہوئے بیان اسکا سبیل ہو گل خان
 موسیٰ گری نے نواب قاضی خان سے شوقیہ کہہ کہا تھا کہ تا وقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہ ہو جاوے ہرگز
 آگے قدم نہ بڑھانا کہ نواب نے اسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا و نون فوجوں کے درمیان
 بڑا طویل و جہش خندق تھا جسے قلعد کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے سبکی ہندی
 زبان میں پیر کہتے ہیں اور اس کت کی زمین میں کنارہ ملک کھیت باجرہ کا تھا۔ مین ہزار روپے
 ایک طرف اور پانچ ہزار دوسری طرف بندوبست ہوئی ہوئے طیارے تھے قائم خان نے
 غزو سے روپے چھ لاکھ لیا روپے ستر کی طرف بھاگے اور قائم خان انکے تعاقب میں آئے ہزار
 جوان کار از مودہ و اکیان سرداران فیل سوار کے اس پر شیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہ لوگ
 پیادہ تھے لہذا با آسانی اوپر چڑھ کر جنگ کئے قائم خان اس خندق میں نصبت دے بھی نہ جاسکتا تھا
 کہ وہ پہلے کی نگاہ میں تھے سب کے سب اوپر نہ کر رہے تھے اور انھوں نے ہزاروں ایکڑ فضا
 باوجود اس لیے نازک وقت میں راہ بند و سنگ و گھاسنگ و کسل سنگ جو قائم خان کی وہیلی جانب
 تھے حو نہ پیر کر بھاگے اور کھلی کے مڑھون نے بھی انکی دیکھا دیکھی دیا ہی کیا یہ حالت دیکھ کر
 عاجز رحمت خان و وزیر خان و فتح خان باغ سے نکلے دلا سردار خان سے متفق ہو کر قائم خان
 ان ٹپ سے نواب کے ہمراہی جو ہر مخمور تھا اس کے ہاتھی کے گرد جمع ہو گئے دشمن برابر باہرین مار رہے
 لیکن دست برد گرائی کار وادہ زمین کیاب نواب کے گرد و بہت سے سپاہی مارے گئے تب
 روہیلون نے اس کے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوپر گولیاں چلانے لگے شیخ فرحت اللہ کنہوی جو وہاں
 باڑہ پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے
 نواب قائم خان کی بیٹھائی میں ایک گولی لگی اور خود اسرد ہو گیا دلاور خان تر کشی جو نواب کے

مارے گئے بعد از ان قائم خان و دیگر سردار اول ملکی مارے گئے جسے سردار کا حوالہ ہے اور
 شیر پست ہو کر بہت سے روہیلوں کو قتل کیا اور وقت بڑھ گیا کہ شہر کی طرف سے عظیم خان
 محمود خان اور نور خان و نادر خان برادر عورت خان و ملا علی خان کی طرف سے اور سردار
 اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھامے لوگ اچھے لڑتے تھے اور عظیم خان کی طرح کچھ نہ ملان کے ہاتھ
 میں ایک گز تھا اور سنے اور تھامے کر گیا اور عظیم خان کے ہاتھ پر عظیم خان چلا اور تھامے کر گیا اور
 گرفتار کر دیا اور وقت لینا ہاتھ بڑھا کر گیا کہ اپنی جاؤں کا بھٹا ہمارا عظیم خان پر لگے کہ عظیم خان
 اپنے ہو کہ میں دیک گیا اور بھٹے سے بے ملکی کشی ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب میں تھا
 چنانچہ ملا سردار خان سے بھٹے وادوں و بند و چھوٹوں کے اپنے مورچے سے جھڑپا اور تمام گولیاں
 یا زہر پر دھریا ان کے ہاتھوں کے بھی گویاں لگیں اور عظیم خان و عظیم خان و ملا جان بھلا
 و دیگر آفریدی سردار مارے گئے یہ تھامے کر محمود خان کشی اپنا ہاتھ لگے بڑھا لیا اور تھامے کر
 عید گولی سے مار گیا تب نواب قلم خان نے اپنے بھائی عبداللہی خان کو مارے کر گیا کہ عید گولی
 و عبداللہی خان و شاہ اسماعیل ایک ہاتھی پر سو تھے عید اپنی کو مارا گیا اور شاہ علی کی ہاتھ کشی کے
 اور بڑے زخم لگا نواب قلم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے پیشے کے بند کرے تھامے کر اور
 قتل ہوئے عبداللہی خان و دانی خان و محمد خان و عید خان و قتل ہوئے اور امام خان و عید خان
 و عید خان و عید خان ہوئے ان کے بعد وادوں و بند و چھوٹوں کے اپنے کو تھامے کر لگیں کہ عید
 ہو چکا وادوں کے کہ عید خان میں بیخ و بکست عید کے ہاتھ سے تھامے کر لگیوں سے معلوم ہوگا
 کہ خواب تھامے کہ میں عید خان سے مارا گیا کہ عید خان نے اس بیان کو نہیں لگا ہے

دل و زانو اور ہاتھوں پر دریا پار ہوئے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے
 سب شہر میں شاہراہ چوڑی لگی گئیوں سے آئے اور اپنے اپنے گھروں میں چھپ رہے
 جب شہر میں یہ شور ہوا کہ نواب قاسم خان مارا گیا اور اس کی فوج نے شکست کھائی گئی کوہ
 میں آو وادو لایا مگر گھراٹم سر ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی تنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی
 و اسیر ہوئے اور ہزاروں کی لاش میدان میں پڑی تھیں۔ چچا کی گیناؤں کی لاش اونکے
 اوتارنے لیا کہ دفن کریں۔ نواب مقتول کی لاش کو تھیس پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان
 جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑھتے اور ماتم کرنے والے اسکے ساتھ ساتھ تھے۔ لڑائی سے
 تیسرے روز زمین لاشیں بے سری بی بی صاحبہ کے روبرو کی گئیں۔ نواب قاسم خان کی لاش
 اس طرح سے شناخت کی گئی کہ اس کے ہاتھ پر ایک پدم تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نومہ وادی کے
 اپنے بیٹے کی لاش حیات پور کو لگائی اور وہاں انھیں کپڑوں میں لپیٹ کر جوڑتے وقت اس کے
 بدن پر تھے اس کے ہر مروج کے بلو میں دفن کیا

قاسم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے ملتی ہے

قاسم شہید شد کوننگ بیاز کرد شکار پاک بعد شہید قاسم خان

۱۱۶۲ ہجری

۱۱۶۳

۱۱۶۳

بعد فتح کے روئے بدھجے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور دشمنوں نے ہزار ہا ہزار شکار کیا
 حبیب الہ عوات اور ایک اور پٹیل فتح پوری بجاتے ہوئے اپنی وادیاں است گونڈ کو جو پٹنے اور سپاؤں
 کے پر گز جاتے کو جو دیا گنگ کے اتر جانب واقع ہے قیسات کی گئی اس زمانہ میں ایم جی س

پاس بٹھیا تھا اور سکو اپنی گود میں لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھ کوشش کی مگر
 کہ نواب کی لاش اٹھایا جاوے مگر وہیلوں نے اگر اس کا سر کاٹ لیا جو لوگ اس لاش میں ہار
 اڑ گئے نام یہ ہیں: شگن خان موسیٰ نگر، ویرم خان، دیباوی و خرم خان بنی، و خان، ہار خان، اجہرا
 و درم خان و کمال خان چیلے و درم خان، امام ولدیان، محل امام خان، ہار خان، بنی، فون، ہار خان، بنی
 مشہور ہے کہ اس کا ہاتھی و سکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر ملا لیا۔ اس جنگ میں شجاع خان نے
 محض سوجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تھا و نہ یہ رانی باکل و سکی مرضی کے خلاف تھی تھا
 ایک جانب کھڑا تھا جب اس نے یہ شک قائم خان مارا گیا روایا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے
 اور میں سلامت جاؤں بی بی صاحبہ کو کیا موندھ دکھاؤ گا و نہ مجھ سے نہو سکیگا۔ وہ دشمن کے سردار
 روبر و اپنے تین حوالہ کر دیتے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اور اس کے
 لوگوں نے کہا تمہاری موندھ میں خاک ہے۔ مگر حافظ رحمت خان نے کہ ہاتھی اور بکھڑا اس سے کہنے لگا
 تم اور وہ پاکی منگواتا ہوں مگر دیوان مانسگر جو قریب تھا زبان پشتو میں کہنے لگا غلام کو مارا جاوے
 بچے کو زندہ نہیں چھوڑا کرتے ہیں۔ اس اثنا میں ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر
 کے سینہ میں گولی لگائی اور وہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔

جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھ رنگی اور خستہ و خراب ہوئے تھے۔ ان کے
 سفروں کی تفصیل یہ ہے: نواب احمد خان زخمی شدہ اور اس کا سر ہار خان بنی نے لے لیا
 و اسماعیل خان و امام خان و کریم خان یہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شیر خان و محمد خان
 و اسلام خان چیلے تھے وہ بھاگے کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا اور نہ کوئی اور کا سہارا ہوا ایک نو
 سب کے ساتھ شہر واپس گئے اور اس کے بعد چند روزوں نے ان کو بہت تنگ کیا۔ خیر چونکہ
 کر کے دیا گیا تھا کہ اگر یہ سب جمع ہوئے پہلے کشینوں کا بل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتداء سال ۱۲۰۰ھ لغایت ۱۲۵۵ھ

مولفہ ولیم آرتھور سی ایس جگڑہ مالک مغربی شاہی

حصہ دوم

احوال نشینی و ریاست امام خان

قائم خان کی تجویز پر بنگش کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹوں کو طلب کیا
دوسری نگڑ دوسری دی یہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ارزاؤ تہذیب کو محض رکھ کر اس نے
امام خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سر دہی چلتا رہو اور احمد خان نے بغراست کو سکی فرما
باطنی مطلع نہ کر صاف انکار کر دیا اور میرا ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایک ہی جواب دیا بالآخر
امام خان کو کڑے نشین ہو اگر احمد خان کو اس سے نشینی سے جلافت یا حاصل نہ تھا
کہ حکام کو کو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی پچھتے گزرتے کہ حراج کی ایک کوڑی تھی
اسکو حاصل نہ ہوئی چونکہ کہیں سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار و خود اپنے اس مرتبہ کا کہتا
لہذا لوگوں نے بعد چندے آج بھی ترک کر دیا جب قائم خان کی شکست ہوئی تھی خبر ملی
ہوئی انہوں نے کو سخت صدمہ ہوا اور کھانا کھانے سے لگے سو اسے عبدالغفور خان صاحب

محال تھے یعنی پرا یون اور سمیت جلال آباد اور تھانہ اور بیالی گھاٹ کو
 و سہ دیگر دوسکے نام شاید مرثیہ اور اسلام گنج و دیگر گرجا و سہ ایک اور نیز اس میں
 جو روہیلے گھاٹ کو تک پڑھ آئے یہ ایک گرجا آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی حکمت پرانی
 اول اول روک کی گئی ایک چلی بیان کا علقہ اس سے ایندو و قیں سرکین اور بیشتر دیگر
 مار یا جب اسے پر گئے کو چھوڑا یہ ہیلون نے خیال کیا کہ یہ کو اپنے زمین عمارت میں بیٹھنے
 سے کیا فائدہ ہے لہذا سب کسب واپس ہونے لگے کہ پانے کے پھر پر گئے ہاتھ پیچھے کے واسطے
 قریح آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف مرثیہ اور گھاٹ کو و دیگر گرجا اس گناہ چلی کی
 شجاعت سے باقی رہے تھا

کہ وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب ہنسی۔ اس کے برسرِ پیر و پادشاہی ہوا یا اس وقت آئے
 اس وقت کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف حرکت فرمائے تاکہ
 عیسائیوں سے اور ان انگلیشوں کو کوئی ہڈ نہ بانی نہ ہو۔ اور سب طرح جو جاوین۔ اور اگر کوئی ہنگامی
 سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اسکا ہی انجام ہو جو قائم خان کا ہوا وہ
 سب بھگا دینے جائینگے اور ان کی بنیاد ملک سے متاصل کر دی جاوے گی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کا
 بندہ جو رہا تھا جو نہایت پرستش میں کیں سب پرستش نامی رہی ہو گیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۸۵ ہجری
 مطابق نومبر ۱۷۷۱ء میں شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل ہو گیا اور صفر جنگ شاہ کو اسی
 مقام پر چھوڑ کر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہ تھانہ برگنہ عظیم نگر ضلع ایشہ میں فرخ آباد
 سے پانچ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی
 حاضر تھے اور یہ سب اس کے فرات وادیوں میں رہا تھیں۔ دلو اب شیر جنگ خان دلو اب
 حق خان وغیرہم کے زیرِ حکم تھے۔ باد جو اس کے وزیر بنے وہ تھانہ نول واسے کو یہ حکم عیا
 - فی العذر اگر میرے شریک ہو یہ نول واسے وزیر کا دیوان بھی چھوڑ دیا اور سب کتبہ کا بھج
 چکا خاندان سے تھا اور برگنہ اٹارہ کا سو روٹی قانو لگو تھا اپنی خوش بیاختی سے صوبہ اور
 والہ آباد کا نائب صوبہ ہو گیا تھا اول اولیٰ تختہ قوم متبا عبد اللہ خان حسین علی کی دیوان
 کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ ۱۱۸۵ ہجری میں بھی نول واسے نے سہ کار لکھ کر جو
 فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۷۷۱ء میں وہ دلو اب
 جو ہمراہ دس ہزار خان کے ساتھ اس سے آن ملا تھا دیا
 کالی ندی کے کنارے کے طرف جو اس مقام سے چار یا
 پانچ میل کے دور ہے وہ نول واسے اور بقار اللہ خان اللہ
 اکبر سے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلائے گئے کہ غور
 کیا کہ نندی آسمان بڑے جوش و خروش سے جاری

اول چلوں نے اپنی صداقت سعادتی

چونکہ اسوقت آنکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی

اور بھی اُنکے اقاروں پر بھروسہ کیا اور

اُنکے بیوی بچوں کی بی بی صاحبہ نے سواپے چیلون کے دربار کے لشکر گاہ کی طرف کوچ کیا حضرت

میں ہوئی سب پٹھان خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت وہاں سے روانہ ہوئی جب کہ میں جلو

میں اُنکے ساتھ ہوئے جب دربار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچے سب پٹھان سر و گردن اپنے دہان

مستقیم کیا۔ دربار کے جہنم کی بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سنی شہر خشک کو ہتھیال کے واسطے بھیجا۔

حضرت شہر خشک قریب پہنچا اپنے قریبی سے اور کریم آباد کھڑا ہوا اور آنکھوں میں آنسو جھرا لیا

اور قائم خان کے قریبی ہوا اور اس میں ملا کر کیا۔ روایت یہ ہے کہ وہ روز قریب ایک طور سے

بھائی ہوتے تھے کہ انہوں نے

قائم خان کے قریبی ہوں میں سے

معاذ اللہ جان نکاح دینے نہ کر سکا

کی طرف گئیں۔ اس پر شہر خشک

وہاں پہنچا لیکن جب وہ دربار کے

جہاں نے خدا کی زمین کے لئے بلا جو کچھ دیا اور حکم دیا کہ یہاں جاؤ

کی طرف نہ گئی کے ایک ایک بھی خاندان نگہ کش کے حق میں بیعت کی گئی تھی نہ نکالی چونکہ

میں کھڑا تھا اور گردن کے قریب کے قریب میں نہ جاؤ۔ سوچ تھا اسکا جو کچھ زالی اُسے

بہان کی اور ذریعہ تسلیم کر لی اور وقت شہر خشک سے کچھ کام نہ رہا اور حال میں بیعت کی

شروع ہوا اُسے قریب شہر خان و غیر خان نے چلوئے جا کر یہاں کچھ چھوئے کیا اور اگر نیول دئے

سے کہا کہ تم میں ملاکھ دینا دینے کا اتر کر کرتے ہیں اس میں سے تو لا کہہ سروسٹ کچھ نقد اور کچھ

اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہیں مادہ باقی اکیس لاکھ تین ہزار کی مدت میں اور کو دینے کو کرنا

بی بی حبیان نے کیا جو کچھ ملے
میں آبلو کی طرف روانہ ہو گئی وہاں پر
خانہ داری باورچی خانہ کے پاس وغیرہ۔

وہاں خواجہ سرا جن کے سر پر تاج تھا اور ہاتھ میں
مکھن ہوئی اوس میں سے نصف لاکھ روپیہ ہنڈ لیا۔ یہ سب حساب دیکھ لاکھ کاٹھیا
تین تیرا دن سے بالی ہٹ لاکھ کاٹھیا شیر خان و جگر خان سے مطالبہ کیا مگر انہوں نے
یہ جواب دیا کہ تین سال میں ادا کر دینگے مگر نے کہا کہ بی بی صاحبہ ہنڈ کے لشکر گاہ کو
جس میں جو کچھ خاٹش وغیرہ ہونا ہوگی وہیں ہر جاوگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ میرٹھوی
و جیلون کے وزیر کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوئیں جب سڑک میں پہنچیں پٹان استقبال کو
کڑا سے اٹھ دیاں سے اس کے چلو میں ہوا ہوئے جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچیں
وہاں اپنا پٹاؤ قائم کیا۔ روز دیگر نیول ہاس سے شیر خان و دوسرے جیلون کو بلا بھیجا
اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چٹری باتوں میں گذرا اور شام تک وہ اسی میدان میں
بیٹھ رہے کہ قصہ جب دخواہ ہو جائیگا۔ اب نیول ہاس سے بندوبست کرانہ کے اول اطلاع ہو چکا
وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ تہار ہر کاروں کے ہمیشہ ساتھ رہتے
تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متین تھے جیلون کے مذکورہ من نیول ہاس نے وزیر سے
یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انور و شافون کا آیا جو۔ او سوقت
جیلون سے کھلا بھیجا کہ آج رات تم ہیں رہو تمہارا معاملہ کیڑھنوی کیا گیا ہے۔ اور نیول ہاس
نے اس احتمال سے بظور احتیاط کہ شاید پٹان جٹا بلویش آبن بی بی صاحبہ کے غم کے دور
چند تو میں رجسٹرون سے جکڑی ہوئی تمام رات قائم رہیں رات کی تاریکی بیان سے باہر اب
بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کر چکا کہ آپ بغرض قصہ شدہ اڑائی میں بالقصد جنگ اگر
پادارہ صلح تھی میں تو ان مسلح افغانوں کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے اپنے کھانوں کو واپس

بنے تھے مگر انھوں نے اسے نہ مانا
 لایا دوسرے سے دو کوئی کر کے یا تو
 عرض سے دائرہ چھٹا تاکہ اسے پہنچ
 اور رس و غیرہ با قراطہا ہیا کر دی
 کامیرو زاس اسیدین گذرنا کہ آج

کئے روز اس امید موعوم میں گئے ایک تہہ پر گئے پہلے راستے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا
 چاہئے اُس نے اسے دی کہ چلیوں کو پا پہ زنجیر کر کے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
 روانہ ہوں اور بعد آپ کی روانگی کے میں بی بی صاحبہ اور اُس کے پانچون بیٹیوں کو گرفتار کر کے
 الہ آباد کے قلعہ میں حبس کر دوں گا۔ وزیر نے اس عرض کو منظر کیا اور روز دیگر پانچون چلیوں یعنی
 شمشیر خان و جعفر خان و مقیم خان و سلام خان و سہر خان کو گرفتار کر کے باغی پر سوار کیا
 ہاؤس جو منزل بہ منزل محمد آباد و سہارے اگت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
 روانگی کے بعد ایک روز کا یہ مذکور نے پانچون صاحب زادوں کو طلب کیا اور اُن کے دربار
 اور اہل کراؤ کے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازاں
 جو دیکھی حیل سے اُدھار اور ایک مہند سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادوں کے واسطے خلعت لاؤ
 یہ کہہ کر وہ نوجلا گیا۔ اور بی الغیر یہ صلیح چند سلج جو ان اور ایک لوہار لیکر معہ زنجیروں کے
 آہر چور ہو۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی اگامیہ مذہب تھا میر محمد صلیح سے کہنے لگا میر صاحب
 کیا ادا کوئی موجود ہے تھا کہ اس کا فتنے جب کام آپ کے سپرد کیا جائے تعجب ہو کہ آپ یہ ہو کر
 ایسے نالائق کام کو اختیار کریں۔ کشمکش ہلکے سلام جاوے پاس اس وقت موٹے تو تلووار کا
 لطف دکھاتے یہ کہ ہر پاؤں بڑھا دیا ہر ایک جہانی کے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے میرا
 میرے پاؤں میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو دیر حراست کر کے الہ آباد کے قلعہ کو بھیج دیا جب اُن کی
 گرفتاری کی خبر شہر ہوئی تو افغانوں کو بڑا اشتیاق پیدا ہوا انرا یہ وزیر کے حکم سے قبول ہونے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible][illegible]

کہ یہ سب صحیح ہے لیکن جب تک قول اور فعل یکساں نہ ہوں
 تو اس سے شک ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے سب کام ہمارے خلاف ہیں نیول رائے
 کے خلاف ہیں لیکن اگر یہ سب کچھ ہمارے خلاف ہوں گے۔ صاحب رائے
 سے کہا اچھا اسلاؤ کہ سنا ستر میں کہاں لکھا ہے اور کس میں ہارشی کا قول ہے کہ بے گناہ بیوہ
 عورت پر ظلم ہوا ہے اگر کوئی اسلو کہ سنا ستر میں لکھا ہے تو سناؤ نیول اسے نے جواب دیا
 کہ میں نے کسی جگہ نہ لکھا ہے اگر انداز میں دی ہے۔ صاحب رائے نے موقع دیکھ کر کہا کہ میں نے ایک
 شخص کو قید میں دیکھا ہے اس کا نام ہے کہ اس کا قصہ بھی قصہ نہیں ہے یہ سب ظلم نہیں تو کیا ہے
 یہ جو تم دھرم کی باتیں کہتے ہو سب فضول ہیں۔ اور فرض کیا جاوے کہ اس نے قصہ بھی
 کیا سبھی لیکن اس جو مقدم ملک ہمارے قبضہ میں ہے اور تم نے اس میں بھی قائم کر لیا ہے پھر ایک بیگناہ
 بیوہ عورت کو قید میں رکھنا کیا ضروری صاحب رائے کی یہ تقریر نیول رائے کو مقبول معلوم ہوئی
 اور اسے آدھی رات تھی اور اس نے صاحب رائے سے کہا اچھا تم جا کر اور کو جوڑو دو صاحب رائے
 نے کہا تم میرے تحریری حکم کے سیاسی مرکز نہ چھوڑینگے فوراً نیول رائے نے ایک تحریر لکھی
 کہ میں یہی ہر وقت کہے صاحب رائے کے حوالے کیا صاحب رائے فی الفور بھاگ پر
 ہوئی سیاسی کو حکم دکھلایا اور اس کو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحب کو دہان سے نکال کر
 لے گیا کہ اس نے اپنی دختہ پر سوار ہو کر یہ جگہ تمام یہاں سے روانہ ہوا انہوں نے اس قدر جلدی
 کی کہ ایک گھنٹہ میں اس کا مسئلہ دو گھنٹوں میں طے کیا اور سوچ سمجھا کر ایک جیل گر کر مر گیا۔ جب
 اس کے جنازہ میں جاتی تھیں تو صاحب رائے نے سب لکھ کر اس کو حاضر کشن رکھنے کی غرض سے خود
 نیول رائے سے پیش کرتے دیکھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحب کی رہائی کا دیا ہے وہ
 تو کل رائے نے اٹھا کر لیا تو اس نے حکم تحریری نکال کر دکھلایا اور سوقت نیول رائے نے
 صاحب رائے کو بہت دامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو قریب دیا اور اس کے جواب دیا
 کہ میں تم کو دوستی سے بڑھ کر کبھی نہیں نیول رائے نے حفا ہو کر کہا کہ ہمارے ساتھ رہنے

[illegible]

#

چلے جاوے یہ لنگر اوسے لگا ۔ پھر وہ لنگر خالی سے کرنا ہر لڑکے کے واسطے ہوئے اور وہاں
 ان میں سے ہر ایک کے دل میں یہی خیال تھا کہ اگر وہ لنگر میں نہ پایا اب کا قہر مکر کے کل
 حوا و برک کو لنگر میں لگے اس طرح سے ہر لنگر میں ہر ایک کو لنگر میں لگے اور اسے لگے
 ہزاروں ہزاروں کاظم سے لگے گیا یہاں تک کہ ہر اگر افسانوں سے متاثر ہو کر لگنا
 شروع کی طرح ایک ایسی دروازہ ظہر کی پیش آئی جس سے افسانوں کو میرا دار و بیک ہونا پڑا
 صورت اس کی جیسے لنگر اور کوئی صورت و عین صورت کے کہ ہر لنگر میں لگے ہندو
 اس کا بہت تر کیا اچھٹ و کر گیا لنگر کے ہتے کے ہندو مذکور موت واپس لایا اور ہندو
 لنگر کے لگے لگا کہ اپنا صورت سے لنگر سے دھم لگے واپس دے صورت سے جواب دیا کہ اب تو
 واپس میں دیکھتی ہوں خود زمانہ میں ایسا شور ہو کہ ایک ہتے کے بعد سو داوا پس دیا جاوے
 اور یہ ہندو نے اوسے لگائی وہی اوسے ہی جواب ترکی بر ترکی دیا اب ہندو نے ہانپنے
 جو تا آتا کہ اوس غریب عورت کو مارتا اب وہ عورت سر اور چھائی کشتی ہوئی افسانہ ہندو
 کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو قلعہ پیشان دیتا لست ہندو کی تم بہک مگر
 پانڈے سے ہو اور تمہارے کئے کچھ نہیں ہوتا کہ کوئی لنگر کے ایک اور ہندو نے آفریدی کی عورت
 کو جوتی سے مدد جب چھانڑنے سے یہہا حواسنا اوکھ تاب نہ دی اور ہندو نے ایک تھول
 آفریدی اور ہندو نے افسانہ ہندو کے سر اور ہتے سے لنگر کی صاف کی اور ہندو نے ہتے لگے
 عرض کی کہ اب ہم سے نزل دھم کے جو ہتے ہیں جاتے لی لی صاف سے پوچھا آخر صلاح
 کیا ہو تب ہندو نے ہتے جواب دیا کہ اگر اب اپنی لنگر کے کچھ ہندو لگے تو ہم ہندو ہندو ہندو سے
 جنگ کریں اوسے جواب دیا کہ یہ خیال اسے دل سے دور کرو میں تم کو کچھ لڑائی ہر سے پانچ
 بیٹے تو اللہ آماوے قلعہ میں ہیں اور خاص خاص چلے درمل میں مقید ہیں ہندو نے ہندو نے دیکھا
 کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہیں کرتی کہ اوس نے دوسری لنگر ہوئی

سے پیشتر سے گنگو پو علی غی اسوقت وہ اس پرستہ مور سے تھے کہ نوبل رے پر ملک کیا جاوے۔
 صرف ہفتہ وقت علی کہ روپیہ نہ تھا اسٹم خان نے اس قرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جعفر دریا
 دوس سے اس میں سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ محبت ضرورت اس کے بھائیوں اور بیٹوں
 میں تقسیم ہوا اس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی ماں کے حذر یا بت میں صرف کرے بعض
 اسکے احمد خان نے رقم خان کو بخشی تھے سب سالادھار کیا اور خلعت ہفت پارچہ رحمت کیا موضع
 کا ایک گج کے متصل موضع چوٹی کے ایک کوہی نے کئی ہزار روپیہ اس قرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
 مذکور کے معافی اسے دیجاو گی اور ایسا ہی کہتے ہیں کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک
 ہزار میں کا مکان جو سو سے سو میل کر لوٹ لائے یہاں ستر ٹوٹے ہوئے کے اور ایک تودہ
 اسٹریٹوں کا طایفہ روپیہ حال میں لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم کیا
 تو احمد خان نے چوٹے کے پاس موتی بلخ میں جھنڈا لگا کر قریب چھ ہزار فوج جمع ہو گئی احمد
 انوار علیہ شہر ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی کرلی بی صاحب نے احمد خان کو خلعت یہ قرار
 فرام عنایت کیا اور پچاس فوج نے قدیم گذرانی لکھنؤ کو شیش آباد کے تہانہ پر چڑھ کر کھڑے ہوئے
 سچا گیا شیش آباد سے پانچ چھ میل سمت مشرق واقع ہوا اس روز لوگوں نے جو خاص ہوئے
 متعجب ہوئے تھے نوبل داسے کے سب تھا لون پر چڑھ کر کے اس کے ہارون کو بھگا دیا۔ اما دلی سے
 خبر کے بعد احمد خان نے اتحاد روپیہ جسے میں لاکھ لکھا اور سادہ کوادی کہ جس کسی کو نہایت محتاج
 ہوئے اس کے اس میں سے پانچ پیسے فی پیادہ اور میں اسے فی سو اسے اس سے زیادہ کوئی نہیں
 اور جس کے پاس کچھ روپیہ ہو وہ کچھ نہ ملے اب قریب بارہ ہزار سو اور بارہ ہزار پیادے کے جمع ہوئے
 اور موتی بلخ سے کوچ کیا بلخ کے درمیان میں بلخ آباد کے جسے ہارون کو بھگے یہاں مشتاق علی شاہ کے
 مکان پر قیام کیا سادہ لون کا سب تھا بارش شدت ہو رہی تھی کہ پتے ہو یہ کسی سے کل کہیں نہ کر سکتے
 اپنے بچاؤ کے واسطے لگتے اور بھٹے لپٹے ہی تھے کہ جنگے پاس کچھ بھی نہ تھا اور ہستے پائے میں
 ترے بہرہ صلاح ہونے لگی بلکہ اولی تم رشید پور کے بمثلہ جس نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا احمد

حکم سے ہوتے ہیں۔ ۱۱۱۔ بازار اور دروازے کے بارے میں
 کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کر لے گئے تھے کہ اب نے ان کے واسطے کھانا تیار کر کے
 حکم دیا بعد ازاں ان افغانوں نے کہا کہ ہم آپ سے خدمت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں دو لون خادمہ
 رخصتی ہو باہر کو دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہ سب زمانے مکان میں تھے اور زخمی
 سے جلد تھی رخصتی کے بعد وہ جلا تھاجو قریب رخصتی آتا تھا ان کا خوش ہو جاتے تھے
 مگر جو آواز باہر جاتی تھی ان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ باہم کچھ مشورہ ہو رہا ہے جس میں میں نہیں
 اور میں تو احمد خان اپنی رخصتی کا یہ خبر کر کے خود بعض کی تردید کرنا شروع ہو گیا تھا
 محکم یہی گفتگو رہی تا آخر الامر یہ معلوم ہوا کہ اب نے ان سے کہا کہ مجھے تم پر بہت باور ہے
 مجھے تم نے قایم خان کو سزا دی ان جگہ میں رہنا چھوڑ دیا اس طرح وہ اس وقت بھی مجھ سے
 کہیں نے خبر کیا کہ تم سے ہرگز ایسا نہ ہو گا اور اس وقت چکر کیا کہ ہم کسی محل میں آپ کا
 نہ چھوڑے یا تو جان دے یا تم کو اس کے واسطے کہ اب نے ان سے کہہ دیا کہ میں جاؤں
 ان کی خبر کی قسم کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہیں گے قریب غروب ہوا ان وقت چوٹ
 آئی کہ ہم کو ملے ہو پوچھا غرضی دن بہت کم ہے اور سو دھلت کر ناہنہ دین کے وہ رہ گیا
 باز کہہ ہو چکے جو شجر جس میں کوکلا مطلوب تھے خرید کی بول واسطے کے پاس ہوئے اس پر
 نے انہیں روکا اور پوچھا تم کہاں آئے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کچھ خرید کر آئے
 ہیں یہ جب کہ تم خان اور دوسرے پشمان تھے یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
 حسب منشا اس سے عہد و معاہدہ کر کے مو کو واپس آئے۔ محمود نے دن بعد گل بانی نام ایک
 قاصد سوسے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس لایا اور یہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
 نے آپ کو بلایا ہے بی بی صاحبہ نے آٹھ کہا کر ایہ گئے اور اپنی کہنے بالگی میں ہونے کو
 اس بالگی کی یہ صورت تھی کہ اس کا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور سی سے بندھا تھا
 چوٹ لگی بی بی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند گز رانی شاید اس باغ میں بی بی صاحبہ

تو انصاری خان و خانسا مان خان و جمال خان و بہار خان و محمد ماہ خان و باز خان کے پوری
در و کشن خان و کھن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان و خیری و مرزا انوار بیگ کے تحت میں
تھے اور محمد خان مظفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
دران مست خان و سرست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان غم و شیردل خان و ناہر دل خان
و جواہر خان و حافظ اندر خان و صلاحیت خان باز خان و بہار خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
و بیٹے میثم خان کے عثمان خان و علیہ السلام خان و بہتاب خان و دلاور خان و حبیبی افغانوں نے
نیول ماسے کی فتح سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا یہ پڑاؤ راجہ پور کے پختہ شکر پر
خدا گنج سے فیاض تین میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ نیول ماسے کی گنگ کیوہ سلسلے و زرنے
۱۲۰۲ھ شہان مطاہی ۲۲ و ۲۳ جولائی ۱۷۸۷ء کو فوج تعدادی بس ہزار با تھی نصیر الدین عید
و سہیل بیگ و محمد علی خان و مالدار و دیو دت و جہانگیر کوئل کو روانہ کئے۔ جب جہانگیر سنگر
راجہ میں پوری نے سنا کہ یہ فوج سکیت کو پہنچی تو اس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہ
فوج ایک دن میں پوری پہنچے گی اگر اس کے پہنچنے سے قبل تم نے نیول ماسے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہو گا یہ خبر سننے ہی اس نے رستم خان و کسیر دلا خان کو طلب کیا اور اسے
کہا کہ یہ باہر اسی اب ہماری صلاح کیا جائے انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔ نواب نے کہا
کل تائید الہی چھوڑ دے کہ جس کو چاہے جو کچھ ہو سو ہو جو جادے گل میان کہ بڑا حاصل حاصل
خفا فیض نہیں کر کے دشمن کا جھنڈے کے واسطے روانہ ہوا یہاں اسے دیکھا کہ سب طرف تو ہیں
چرخیں چوں میں اور کوئی جانب غیر محفوظ نہیں ہے کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
محدود ہو جاوے گا یہ سچ نہیں کہنے لگے تھے اس جانب اللہ تو ہیں نہ تمہیں یہ پڑاؤ کی پشت ملی اور
اس وقت کالی ندی کا کنارہ تھا گل میان نے وہاں آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب
ہے کہ جہاں صرف پانچ سو ہندو فوجیں ہیں اور یہاں پہنچنے میں میں کو مس کا چکر پڑے گا لیکن
میں تم کو کہتا ہوں کہ میں آپ کو وہاں تک ضرور پہنچا دوں گا۔ ہر رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ ہجری

کمرین مگر نواب نے اس تجویز کو نامنظر کیا اور کہا کہ جی اس اور پھر اس میں نہ بڑھو پھر یہ ملے دوسرا
مقام مان آباد کر گئے جو جو زمین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی
شہر کے پر واقع ہو۔

جنگ خد گنج و قتل نیول رائے

بھانوں کے سرؤٹھانے سے عورتوں سے ہی جن بعد نیول رائے کو بہت خیر ہو چکی کہ سنو کے افغان جنگ
امداد ہوئے زمین اور تھار سے سب تھانے لوٹ گئے ہیں۔ نیول رائے نے گالیان وینا شروع
کیں اور کہنے لگا کہ ان نائن نیول اور کو جو ٹون کو کہہ دو ٹوکی عورتوں کے برہنہ کو کہ سب کو کافی
کے پانوں تلے مردہ اور لالہ تو سہی یہ کہہ کر مود اپنے تو جانے لشکر کے شاہ آباد سے جنوب
جانب کوچ کیا اسکے ساتھ بیٹھار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار تو ہیں نہیں۔ اس نے بھی اللہ
بہ فیصل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اور کر اس کے بائیں کنارے پر خد گنج
میں پڑا۔ لا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف ابداصلہ مائیل اور فوج سے شمال مغرب میں
میل کے فاصلہ پر عورتوں سے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے بہر حکم ہو چکا کہ میں خود
آتا ہوں جب تک میں پہنچ نہ جاؤں جنگ ملوئی رکھنا دیر سے اپنے خط میں یہ بھی تحریر کیا تھا
کہ اگر ان جالوڑوں یعنی افغانوں میں سے بعد جنگ زندہ رہے ہیں سب کے سب گردن ہیں
یہ فرمانہ کوئی میں باد نے جانیئے یہاں تک کہ وہ کاتھم ستر زمین ستر زمین باقی رہے بول رہے
نے یہ فیصلہ حکم اپنے پڑاؤ کے گرد و خندق کو دوائے اور خندق پر تو ہیں لگاؤں اور یہ کہ جو پڑاؤ
سے باہر چلا دیا اور مقتولوں کو حکم دیا کہ خیمہ بچھو ویر کے حکم کی منادی کر دے اور کہہ دے کہ
کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کر گیا وزیر و راجہ کے خطاب میں پڑ گا۔ اس عرصے میں محمد خان
نے حسب تجویز رسم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اور اس کی ڈاکہ فوج اس کے بیٹے
محمد خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اسی وقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

کے دامن گھر سے باز دے اور وہاں تھوڑا سا لنگر گھس بیڑے کچھ سپرد تو اسے باقی فرار ہوئے اور
پہلے مکمل گیارہ سب افغان لڑ گھس آئے اور نول ہاے کے سراپک پاس چاہو پونے
پانچ سو جن میں کم مٹی کیونکہ اصل فرج حفاظت کیونکہ جاہی منقسم مٹی۔ ایک قاصد نے نول کے
کو خیر کی کہ پٹان سیدوں کو مار کر اور عجب کار اند گھس آئے ہیں اور آپ کے سراپک کے نزدیک تھپا
چل رہے ہیں جو کہ نول ہاے کے سرور و جاکے کسی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ حفاظت نہیں بنی اون کو کھڑوں کو اپنے کان کے گوشے سے ہاڈم
لاؤنگا رد سراسر یہ قاصد کے سے ادبی سے آکر کہا اچھو قوت تو یہاں بیٹھا ہے اور پٹان تیرے
اور دار و ملک آچھو کے میں یہ سنکر نول ہاے سے سلج ہوا اور اون دونوں ہاتھوں میں سے جو
اوس کے ہواڑے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی سٹکوا یا اون ہاتھیوں پر زند کار مودہ کسا جاتا
تھا اور مودے میں وہکا میں کوہ و درکش تیروں سے بھرے ہوئے گئے رہتے تھے نیوال کے
نے دو تیر ایک ساتھ پٹے میں رکھ کر اور برمی صداحت سے یہہ الفاظ بان مبارک پر ملا کر
مار کر سب سارے کھڑن کو چٹا لون پر چلائے۔ اور پٹان کو پروردہ علی الصباح لڑائی خوب
دور مٹی چرائی۔ اب احمد خان اسی ماٹاں میں سوار تھا اور اس کی حفاظت کو افغان ڈالان
ڈالوت کچھ کرے تھے تاکہ کوئی میر یا گون دیس کے نہ لگے پچاس جاتھ کہاں پاگل ساتھ تھے
ان میں سے ایک برمی مٹی ہوا کہ شہر خان نامہ محمد خان آفریدی سے ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل کے اور سب کچھ ہوئے جہاں نول ہاے پہرچی میں چار سو جوان و چھ سات
لاکھوں کے ہاتھوں پر تھوڑا کھڑا تھا اس تھوڑی محبت کا تو کچھ خیال نہ کہ کے نول ہاے کی
کلائس میں بیڑے وہ جندی قدم گئے ہوئے کہ نول ہاے کے پہرچی کے ایک افغان نے
شیشائی نے مانا شہر میں کہا اچھو کار و کہان چلے آئے جو خبر دار بیان کوئی آئے نہ پاوے
یہاں سرداران آفریدی کے شیشائی کی آواز کو سب نے سنی مگر اوسکا کہنا کوئی سمجھا
شیشائی نے تو وہاں کا لفظ سیکر جندی میں لگہ و کہتے ہیں محمد خان کا بھائی جو حال میں

مطابق ہم است مشہد ہے : اور اب احمد علیہم السلام اور اب

اپنی بالائی میں سوار ہوا اور پھر اسی بارہ ہزار میل اور بارہ سو گز کی طرقت پر اسے واریم تھا

اوس کی بائیں جانب تھا سینہ شدت برس رہا تھا گل میان نرج کے آگے سوار اور ہاتھ

موشیاری سے غیم کی نرج سے بین کوس الگ الگ بیٹھا تاکہ گھوڑوں کے نازوں کی ہوا

وغیر کے کان تک نہ پہنچے اس صورت سے بولی رائے کی نرج کے سامنے کالج عورت

ٹھیک اور ٹھیک صحت میں کافی ندی کے کنارہ جہاں باج سو بندوخی تھیں تھے

نصبہ خدا گنج سے لیکن اس امر کی کثرت و دیوان احمد و دو موصوفی کہتے ہیں کہ یہ

روح خدا طلع آفتاب سے دیکھ گفٹہ قبل گل میان ہئے نواب سے پاکہ تو میان سیدیں

اور سیدوں نے آواز نہ سکر آپس میں کہہ لیا اسکا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تک کے ارادے سے

آئے ہیں بہرہ بکر خوب پوشیاد ہو گئے اب لغاتوں سے حملہ کیا اور دوڑوں جانتے سے

چلے گئیں اور لواریں بھی نکلیں۔ کہیں میں سادی ہو گئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر میں

آئے ہیں ہائی استعداد شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھ میں نہ آتی تھی اور تاری

عمی کی کثرت دشمن میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ تو میں فوراً رخ نکھیں مگر بالکل بارہوئی تھی

جس سے کوئی ہوئی تھیں اوس طرف سرکری نہیں۔ سیدوں نے اہل علمین افغانوں کو

پہچان کچھ دیکھا کہ گئے تب احمد خان نے اسکو لعنت ملاست کرنا شروع کی کہ تم کے

لائے ہو کہ میں تم کو نامزدی کی طرح جھلگے دیکھوں کل خبری عورتیں سے آہو کیا علی اور

م برہنہ گئے جاو گے یہ کہہ کر تھپنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اسے تین ہلاک کرے مگر بہت

دھیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دیکھو اور اسنے کی عرض سے آئے ہو تو

گھوڑوں پر سے اتر پور تم خان راہی ہوا اور اب اپنے گھوڑوں پر سے اتر پورے

تھ سوار میدان جنگ میں گھوڑے سے اتر تاجی ہو گیا جان دیکھو یہ افادہ ہوتا ہے کہ

اور وقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سرکھ ہو کر لڑتا ہی چھاؤں نے اپنے

انکو تو کبھی خواب میں بھی ایسا خیال نہ گذرنا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب
 دیا کہ نیول راسے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عکدار سی ہو گئی اور تم ابھی تک اسی
 خواب و خیال میں غرق ہو انہوں نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہو گیا اتنے میں چائیں
 چپا س افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ انکو قتل کر ڈالیں یہیہ گورگراٹنے لگے کہ ہمارے پاس
 روپے اشرفیوں کے صندوق ہیں سو ہم جو لے سکتے دیتے ہیں ہم کو کیوں مارتے ہو نواب
 معزز جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہیں پٹانوں نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے
 روپیہ لین پھر انکو قتل کر ڈالیں مگر محمد خاں نے انکو اس ارادہ سے باز رکھا جب محمد خاں
 نے دیکھا کہ ٹوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
 محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیوں کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور شیون کو لشکر میں
 لے گیا بیان آکر اوس نے دستم خان کو اطلاع دی چنانچہ دستم خان نے تین سو جوان اوس سے
 کے لئے کمر واسطے بھیج دیے ان صندوقوں میں افغانوں کو رقم کثیرہ نقد آئی اس عرصہ میں
 نیول راسے کا ایک ہاتھی جس پر طبع کار ہو وہ اور زینت کی جھول تھی نظر آیا افغانوں نے چاہا کہ فیل
 کو قتل کریں مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے بالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارک باد
 دی احمد کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوئے پٹانوں نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیضان کو
 لاٹھریوں کے ہولے سے گرا دیا اس صورت سے اس کی جان بھی مضانی اسوقت نواب کی بالکی
 پر کئی سپاہیوں کے ساتھ موجود تھا نواب نے اسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہو لے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا
 نہ لگا نہ نہت سوار نہ ہوئی ایک لنگیا اب اس شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوار ہاٹھریوں
 و تلوں و جیون و علی علی کے سر پر جیکے ہاتھ کو سے وہاں کا مالک جو مال صفت ہفت ہاتھ آیا
 کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی میں غلام نیول راسے اور محمد صالح کے لور
 بہت سے بڑے بڑے چہرہ دار و زنی ملے احمد خان و شیون کے مارے گئے مصنف بھرہ
 افغانوں نے قتل بلگرام کے سپہ سالار کے تیسرا علی ہمدانی کے نام بیان کے بنی جنگ

افغانستان سے آیا تھا نزل دہلے کے افغان کو اس جملہ کا ترجمہ کر کے اپنے ساتھیوں کو
 سنایا محمد خان نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلوں سے کہا
 ہارٹھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اور سوقت نزل دہلے کے
 گالی دیکر کہا اے کو بھڑو میں تم کو قتل کرواؤں گا کہ زخمی ہونے سے اس ملک میں تم میں سے ایک
 بھی باقی نہ رہے گا یہ کہہ کر اس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ میں لگا محمد خان نے تیر کو
 ہاتھ میں لیکر کہا اے تیر تو کس نام سے کہے ہاتھ سے تیر کی کہجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا نزل دہلے کے
 یہ کہہ کر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن میں لگا
 جو گھوڑے سے گر گیا اور سوقت بارہا کے ایک سید جو صاحب نام نے نزل دہلے سے کہا میں
 کہتا تھا کہ چٹان زریب دھجے اپنے زخم دیکھتا جا رہے اب جہاں تک ممکن ہو انہیں جریب
 نہ کیا جا رہے وہ اس لحاظ تک پہنچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اس پر ہندوئی چلائی گولی
 پیشانی پر لگی اور وہ ہودے میں سر ہو گیا اور سوقت ایک چٹان پر فریدی نے بڑھ کر نزل دہلے
 کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النہا ہوا پھر تو چٹانوں سے دشمن کو تلواریں پر کھلایا اور ہزاروں کو
 خاک و خون میں ڈال دیا نزل دہلے کے فیڈیان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا تو اس نے غصے
 کو اٹھا اور گالی دے کر الیگیا اور فوج جا پہنچا راجہ کی فوج نے نزل دہلے کے آدمی کو لکھا
 اؤنکے دل میں خیال گذرا کہ یہ دو حال سے خالی نہیں ہیں اس پر ڈاکوڑی بھی ہمایا مارا گیا ہیں تو راجہ
 مل فوج تے چیتھ پیر دی ہزاروں ہولہ و پیا دہن نے بھاننا شروع کیا جو سناری میں ملنے لگے
 مابو گھوڑے پر اچھا بیٹھ سکتے تھے وہ تو ندی پیر لے اور جولچے سوار نہ تھے وہ بھی اچھا بیٹھ
 سچ افغانوں کی نزل دہلے کی فوج پر گویا نصرت غیر خیر قبضی میں فوج بچے کے قتل مگر دشمن کی ہرمت
 کے بعد محمد خان افغان تے مراثون کے ڈیروں کی طرف ہاتھ لگا ایک چھوٹے سے شہر میں چند
 موٹے موٹے بنے جوڑ کھیل رہے تھے انہوں نے اسکو نزل دہلے کے ہاتھ میں سے قتل کر دیا
 بوجھنے لگے تا تو وہی چٹان بھاگے ہا جی ہودو میں ان پیاروں کو فوج و شکست کی کیا برقی

مکان باغی چالی پڑا تھا مگر روپے اور اتتر فون کے توڑے جا چکے تھے یہاں
 زوریت طلاق کے پروے پڑے تھے عدہ لڑوں اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے
 تھے ایک بلیگ جڑاؤ بچا ہوا تھا اس بلیگ کے نلکے وعرے ہوئے تھے طباق اور سرورق
 سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ ولا در خان حسب حاجت
 قلعہ دار کے وہاں سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر معیش گزرنی اور ایک مکان عالمستان اور
 کچھ اترخان ایک برحق میں عبیری بولی جھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے
 راج تبار میں داخل ہوا بی بی صاحبہ کو اسے بلوا بھیجا اور ہندو گدالی اور تین محل کے تعالون
 پر اپنے تکیے بن گئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب منوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پورہ گتہ فام گنج
 کے ایک بھاٹا سمنی جھوڑے سے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جس پر نواب
 احمد خان نے غرض پر کر ایک موضع بطور ناکار اعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے وہ ہوندا
 طبع وہ صاحب قدرت ہو جسے ملک بھاکا
 کھڑا ہندھا کر کسکر غنیم اور پائے لشکر
 نیول سے ہرو غازی کو لوٹے باجی کو
 نیول ہور کو کھد ہور کھین نامی کہیں گونا
 چلین کو کین دھراو غرے سے کھلے بھی پڑا ہے
 چلین خیرین ساسن ہو چلین گئی ساسن سے
 بہو ق نام ہے میرا عطائی پورین اور پڑا
 خدا ہی پاک بولی ہے وہی ہرور دگر ہے
 لگے اوسکے عجب چکر غرور کی گار ہے
 نیول سے مرد غازی کو پھوج گئی ہو مار ہے
 قیامی بھی کہیں جھوڑا نہ سر حیر منجھا ہے
 شتر نامین ٹاڑے سے تھور کا چب رات ہے
 کشین کو کھن کھن کھن بڑی تلوار دھار ہے
 یہی ہے منو کا کھڑا ستے لگا کھار ہے

وزیر کی خیر چالی

عالمستان کے کتاوگی جنگ کی خبر سن کر شہر سے عرصے میں وہلی پہنچی ۱۲ شعبان ۱۱۱۱ ہجری ۱۱۱۱
 شہر کے کوہنہ خبر سن کر وزیر ہدی سے کہہ اٹھا اور دریا سے کہہ اٹھا اور کہہ اٹھا کہ

میں کام آئے نواب قیام اللہ خان جو نہایت محنت میں طلب ہوا تھا۔ رمضان مطابق گھم گشت
نہشتہ کو کوکن پور سے روانہ ہوا لیکن پرتوج سے جو درہیل جنوب کی طرف واقع ہو علی الصبح
وے سب مدد انہوں نے جب ببول رائے کا لشکر چارکوں سے روکھا ہوا گا کہ ایک ایک مفردین اپنے
انہوں پر چڑھا شروع ہوئے۔ رائے پر قاب مسلک عزمی ہو کر چھا گا تھا اول اوس نے کیفیت
مشترج میں صحبت کی بیان کی۔ قیام اللہ خان نے وہ میں گشتہ معلوم کیا مگر یہ خیال کر کے
کہ یاس میں شریعت نہایت قلیل ہو توج کی طرف واپس چلا تا کہ راجہ کے سوارات دیکھ کر کہیں جاؤ
ان سب کو جمع کر کے مع راجہ کے فاش کے اور صفدہ اتالی گھوڑے کے سبب دغیرہ مسلک ان کو
ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفردین بھی ان کے ساتھ ہوئے ان میں پر تاس سنگر حسن علی خان
بھی تھے جو دونوں زخمی تھے۔ بروز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۱۲ گشتہ اچھوڑ دے گشت پور
پہونچے یہ مقام کانپور سے سمت مشرق چھ یا سات میل گھاٹ کے کنارہ پر واقع ہے ۱۳ رمضان
نئے ہر گشت نہشتہ کو کانپور پہونچے یہ کوڑہ ہے پنج کوں کو یہاں سے راجہ ستونی کے گھر بار کو
لکھنؤ بھیج دیا اور قیام اللہ خان نے کوڑہ میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساتھ ہزار فوج جمع ہو گئے اس میں صاحبزادے اور بھائی اور گشت کے حامد ان کے ساتھ لوگ
اور تین چار اور گاؤں والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب ہم ٹیلوں سے اس فتح کی خبر
سنی خوف زدہ ہو کر فرار ہوا کا قلعہ چھوڑ کے اپنے اپنے گاؤں کو چھا گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے چھوڑے خان نام اپنے باپ کے ایک مستر علی کو راجہ ستونی کے محل کے
توج پر قلعہ بنکے واسطے روانہ کیا اور اوکو حکم دیا کہ ببول رائے کے دست مل کر چھوڑ
کر دہلی کی ہر چیز کی حفاظت کر دے اس حکم کی تعمیل حوت حرکت کی گئی یہاں ان کوں دھرم
نہشتہ تھے اور علی باقر اہل حقہ راجہ خان چلیا کٹر کیا کہ چھا کر فتح سے چند روز پہلے راجہ
دلاور خان توج کو گیا اور حسب الطلب دیوان کے حاکم کے رنگ مل میں چھا گیا۔

میں چون ان کا خون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تاحمد در حکم گرفتار
 ملوئی رکھ کر پھر وہ دن نے ایک ہستی آخر جلا وطن کی طرف بڑھ کر ایک اپنے قتل میں
 متبادل اپنے دوسرے بھائیوں کے بہت ہستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ میں مذکور
 ہوئے۔ یہ یہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پرست مانتا تھا پوری ہولی غمی حیووت وزیر کا حکم
 جلال العابدین جب دیکھ رہا تھا وہ نے دین العابدین دار و قلعہ جس سے کہا کہ باخون چیلون کو باہر
 لاؤ۔ دین العابدین بالکل لیکر جس میں گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تہلیل
 جاسے کا حکم آیا ہو لہذا میں بالکل لیکر آیا ہوں شمشیر خان نے جواب دیا میں خوب جانتا ہوں چیلون
 میں یہ بچا ہے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیاؤ اور مجھے اتنی محبت دو کہ میں غسل کر کے کپڑے بدل
 لیں اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کون۔ دین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر
 وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چاروں کو بالکل پریشان کر کے گیا جب یہ قتل میں
 پہونچے جلا وطن بڑھ کر چاروں کے سر تن سے جدا کر دئے اس عرصے میں شمشیر خان نے
 نہاد جو کوئی دوستاگ میں خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن میں مشغول
 ہوا دین العابدین خان بالکل لیکر دیا ہوا چاہا کہ بالکل پر سو اور ہو کر شرف لیجئے۔ تب
 اوس نے قرآن مجید کو جہ ان میں رکھ کر دین العابدین خان کے جوا کہا اور چاسل شرفیاں دینا
 کہ کسی سیکر دینا سے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کافا تھ کر دایا۔ اور جو اپنے ہاتھ سے
 جاکر دیا کہ یہ کسی خوب رہنے یا کو دیدیا اور اپنی مہر کی انگشتی انار کر لیتے لو کہ کے والد کی
 کہ یہ بہت بڑے بیٹے حسن علی کو دیدیا اور اپنی تسبیح سجدہ فرما دئی اور کہا کہ اگر شمشیر علی کوئی اولاد
 ہو تو اس کے گھر میں ڈال دینا بہت سب وصیتیں کر کے بہت بافضل کی طرف روانہ ہوا دین العابدین
 نے پرست کیا کہ بالکل پر سو اور چاروں کے منظرہ دیکھا اور کہا کہ بہت سے میرے غلام
 بالکل نہیں کیا میں نہیں ہی ہو گئے میں مگر میرے کل و منظرہ دیتی اب ختم ہوئے جب قتل میں
 جو چاروں لاشوں کو دیکھا کہتے لگا بھائیو انا انشاء اللہ لکھ لا حول و جلال اللہ

۲۸ شعبان مطابق ۲۲ جولائی ۱۱۱۱ھ سے کچھ فیج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول رائے کی ملک کو روکنے کی۔ سلج ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۱۲ جولائی ۱۱۱۱ھ کو وہیں آکر
بادگیر شاہ سے نصرت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا جس میں ہزار آدمی سورج محل
جاٹ بھرت پور رائے کے ساتھ تھے اور کو وزیر نے تنخواہ پر لوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنی نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزل و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخان کو چاک و مرزا جغت علی بیگ و اسماعیل بیگ خان چلیہ
آغا محمد باقر دہنی و مرزا شہد بیگ و نیم خان۔ دہلی سے چلکر مین چار دھڑ میں دو ٹرل
آئے تھے کہ انہوں نے نیول رائے کے شکست کی خبر سننے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خود میں داہم انحرے ملک کا انتظار نہ کیا اگر حضور بھی توفیق کرتا تو
میں کس ان کو فتح نصیب نہ ہوتی یہ کہ کثرت الم سے جنگ پر ہاتھ دے مارے ہوئے
پر سو کہ یہ پیش ہو گیا اس عرصہ میں اسماعیل بیگ خان جو راجہ نیول رائے کی ملک کو اپنے
بھی گیا تھا جب میں چوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسوں کی زبانی نیول رائے کو شکست
اور موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اس وقت ماہرا
لے قریب شمیم شاہجہد وزیر نے نگہ سے سر اٹھایا اور اوسکو غش سے آغا ہوا ایک نیش کو مارا
اور حکم کیا کہ ایک سردار الہ آباد کے قلعہ دلو کے نام اس ضمنوں کا روانہ کرو کہ بقدر عہدہ حکم
باد محمد خان غلظت جنگ کے پانچون میوں کو جو وہاں مقیم ہیں بڑے حقارت سے قتل کر کے
اور دھرا حکم خدیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازاں تاجعل الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی میں بھیجا کہ پانچون چلیوں کو قتل کر کے سروں کے میرے پاس مجید کو جو حکم دربار سے
شیخ سنگدل اس وقت ہشتیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس میں
ہو اراہ معلوم ہو پانچا حبوت ان نصبت زور میں چلا دوں کہ دیکھا تو امام خان نے شیخ
مخاطب ہو کر کہا کہ محمد و ملاقات قائم خان کے میں منتخب ہو کر جاشین کیا گیا جو کچھ مرزا

باب کے میں راہ مرزا آباد ہو گیا اور وہاں محمد بن جاسن کے مدحت کے بیچ
دفن کیا اس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے بگفت یافت غیبی کہ نوزدہ رمضان
سلاطین جوی

شکست وزیر

مارہر امین ایک بلیغ مقام کہ کے وزیر مشرق سمت بڑھا اور نام چوٹے مقام میں قیام پذیر ہوا
اور مگر لشکر گاہ خندق کھود اسے رام چوٹے سپاہ سے، میل مشرق اور پشالی سے پانچ
میل مغرب میں واقع ہے سورج مل اپنی فوجیں سمیت وزیر کے واسطے ہانڈ پریش لشکر کے
قریب تھا اور اسمیل بیگ خان سورج مل کے بائیں جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور و تلہر
و پرملی و آکوہ و جونپور کے پٹھانوں سمیت انداد کی فوج سمیت کی جونپور میں احمد خان کے خند چاہا
اگر آباد ہو گئے تھے۔ احمد خان اور وقت معہ رستم خاں کے اوکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمیت
مدانہ ہو لہذا اب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور علی صبح مل دونوں ایک استر
ہم پر چڑھائی کے لئے آئے ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ فرج علیحدہ علیحدہ کر کے اپنا حریف پسند
کریں۔ رستم خان نے جواب دیا یاں خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا
میں سورج مل کا مخالف ہو گا۔ بتایا ۲۲ شوال ۱۱۱۱ جوی ۱۳۱۱ شمس الثانی علی الصباح سورج مل
ساتھ اسمیل بیگ خان حملہ معہ پچاس ہزار جوانوں کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ
شروع ہوا اور اس کے بائیں جانب ایک ویران گلیوں کی بلندی تھی اسمیل خان اور سورج مل
اس بلندی کے درمیان میں مقیم ہوئے اور چولی پر چند فوجین قائم کیں جہاں سے رستم خان کا
ٹھیک زور پڑتا تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا مشاوریہ تھا
کہ جنگ میں تھوڑا وقت ہو جاوے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ استوا غیر ممکن ہے کیونکہ دونوں
تہی و لہذا اسے لڑائی شروع کر دینا قرین صلح ہے کہ وہ اپنی بالائی پر سوار ہو کر اسے آباد
ہوئے آدمیوں کو جنگ کھڑا کرے اور میرا جہیز میں رہنے کا حکم ہوا چنانچہ انوشا شمس الثانی

اسکو دیکھ کر کہا شمشیر خان یہاں شمشیر خان کہاں ہے جواب میں اس نے یہ کہہ کر چلا
 ہماں شمشیر خان میں ہوں چہ سب از دم کہ قبضہ نہ دار و سب دم
 دگر نہ ترا خان و مانت حرمین بیک از دم تیر خاک کردم عدم
 یہ سنکر جلال الدین نے جلا کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اراوے جلا دے تلوار کا ہاتھ
 لکایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھ لگا یا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک نعل سے جو وہاں کھڑا
 تھا کہا تو اسی نعل کر پہلے تو نعل متا مل ہوا لیکن اسکو اھراوے تلوار ہاتھ میں لی اور ایک مٹی سے
 میں سر تن سے جدا کر دیا لاش لکھ کر مٹی جوئی کسب کی طرف دس قدم چل کر کھڑی ہو گئی اور گلابی دھول
 ہاتھوں کی اب تک وہ ہاتھ سے تسبیح چنبش کرتی تھیں یہ حالت دیکھ کر نعل اسکی طرف تھما نہ
 برشا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ خاٹا صاحب تم شہید ہوئے جو میں یہاں تھا اوس نے
 زبان سے نکالے لاش اسکی طرف پھری اور رکوع میں آئی نعل یہ حالت دیکھ کر تار زار ہو گیا
 اور جلال الدین سے مخاطب ہو کر کہا اے ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر
 اپنی تلوار پھر بر توڑ کر اور کپڑے بھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا پھر جلال الدین نے پانچوں لاشوں کو
 کنوئین میں ڈلو کر کنواں پھروں سے پر کر دیا صبح کو پانچ تازہ بھول چنبلی کے کنوئین پر لے
 اور ہر روز پتھر بھول اٹھ جاتے تھے اور اونکی جگہ پر تازہ بھول رکھے جاتے تھے جب شہید
 احمد شاہ تہانی دہلی میں دیا نواب احمد خاں بہر اسی عمر علیخان سپہ شمشیر خان شہید وہاں گیا
 ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب میں دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہے میں پندرہ
 سال سے یہاں کنوئین میں پڑا ہوں مجھے یہاں سے نکال کر فرخ آباد بھیجا اور جاہن کے درخت کے
 نیچے مسجد میں دفن کر دو عمر علیخان چونک پڑا اور پھر ارمو کر دے لگا کیونکہ اسوقت وہ یہاں
 مجلس تھا اسے میں اسکا ایک دوست صراف وہاں آیا اور اس نے روئے کا سبب پوچھا
 اسے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض فرود مل کو بولا کہ کنوئین کو کھودو یا لاشیں وہاں
 سے بالکل سلم نکلی کہہ رہے اوپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہو گئے تھے غرض کہ لاشیں

سین سال اب ابراہیم حیدر سے جس کی فوج کے قریب تھے وہاں سے گئے اور ان کے
 مانوں نے ایسی محبت کی کہ ان کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہنچے تو مصطفیٰ خان نے
 جنگ نہائی میں مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اور اس کا مقابل ہوا اور دونوں
 مر کر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو ان کی باتوں
 دکھ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اور وقت احمد خان اور اس مقام پر آ پہنچا جہاں مصطفیٰ خان
 اور نصیر الدین حیدر کی لاشیں پڑی تھیں وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کا نگار خان بلوچ توجہ
 دہلی کی بناوٹ سے ہوئی اور اس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کرنا لگا جبکہ وزیر نے
 دیکھا کہ یہ نصیر الدین حیدر تو اس نے محبت تمام محمد علی خان رسالدار دہلی احمد خان حیدر علی
 وغیرہ عبداللہ علی خان جیلہ محمد علی خان کو یہہ حکم دیا کہ جلد سے لشکر کشی کر کے پونچھو کہ
 لوہان بہرہوت پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس نازہ وارو فوج کی کوششیں بعض مقامات پر
 لیکن بائیں بازو دیکھا یہاں تین ہزار پیدل فوج صف بندی سے کھڑی تھی اور ان کے
 کچھ کچھ سامنے تھے جب ہتھان قریب آ پہنچے تب نور الحسن خان اور اس کے سپاہیوں نے
 ان اٹھائی اور عبداللہ علی خان کے بندو بھوں نے بندو میں حکمیں اس سے بہت سے ہتھان
 اس کے اور منتشر ہو گئے مگر عمر فی الفوز جمع ہو گئے اور برابر رستے چلے آئے تو محمد علی
 کے ہتھان میں کوئی گلی اور نور الحسن خان کے ہاتھ کے چند زخم تو اس کے گلے جو وقت اس
 احمد خان یہاں پر چکریا سنوں نے چھوٹی بڑی سب تو میں کچھ دہلی سرکن ان میں گھر و
 اور لوہے کے گھرنے سے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز رہی مگر اٹھانوں کو کچھ بھی نقصان
 نہ پہنچا نصیر الدین حیدر کی کھال اور ڈگنی سگر زمین و آسمان و ہوا و حار
 ہر گناہاں تدریجی چھائی احمد خان نے غمزدی در وقت کیا جب دھواں کم ہوا تو شاہک
 کے درخت کی آڑ میں بڑا ستون کیا سرداروں نے گھوڑوں سے اتر کر تلوار سے لڑی
 اور ان کے ہاتھ زاب کہلے ہوئے تھے کہ ان کا ہاتھ کھری پاگلی جلد بڑھانے چلو اور

فوج دیکھی کہ صف باندھے گھڑی ہے اوس سے حکم دیا کہ حملہ ہو تو فوج نہ ہو۔ یہی سوچ مل کی
فوج خاص اوس کے زیر حکم تھی سوچ مل نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم چٹانوں سے بہت
بے لڑو کہو نہ کہ اوٹو کہ مستعد رہو میں مہارت کمال حاصل کر بلکہ تیر و بندوں سے جنگ کرو
اور سبیل جنگ تھاں اور بہت سنگر عدد وہ سے جو عقب میں بطور کمک کے چھپے ہو تیر و بند
لگاؤں کی بھی مسلح ہوئی کہ چٹان قریب نہ آئے یا وہیں بلکہ ہم اوٹو دیکھتے رہیں وہیں طرف
سے گھیر لیں اور پھر یہی فوج جو بصورت ہلال قائم کر کے چٹانوں کی طرف چڑھیں انہوں نے
آہستہ آہستہ دوق و تیر سے افغانوں پر آگ برسانا شروع کی تو انہوں نے اور کچھ خیالی نہ کر
بہتر خان اہم باہمی غنائیہ و کان لیکر مالکی سے اور ترشا اور پیسروں کو ہلاک کیا اور انہوں
میں سے بھی کوئی بچہ باقی نہ رہا بلکہ بہتر خان جب یہاں سے ہٹا تو اس کے حوالوں کے ان کے
مل ہوا سوچ مل و اوس کے رفیقوں نے باقی لوگوں کا نام علی گنج لکھا کہ یہ تمام
جنگ سے جو سبیل چل چوب مشرق و آفتاب و سوقت بہتر خان کی فوجی جانب سے ہوئی
فائدہ یہ لوہا بہتر خان و وزیر سے لڑ رہا تھا ایک فائدہ ہے اگر اوس کے کان میں کہہ لیں
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف و یابغ کے پھر سے پر غایاں نہ ہونے سے
اور عالم سکوت میں اپنے سرداروں کے طرف پھر کر اوس نے یہ آواز بلند کیا کہ بہتر خان نے
فوج حاصل کی و سوچ مل و سبیل خان بہت سنگر فیروں کو گرفتار کر لیا جو عجمی کو شکست
میں وہ بہادری میں عجم پر بہت لیکھا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہیں اگر ہم اسے چاہیں
تو یہاں اپنا نام لگا اور اگر ہمارے کو ہم میں سے کوئی غیر کو شہید و کھوٹے کے قابل نہ رہے
نے عائد یا اگر فضل الہی شامل حال ہو اور ذوالب کا اقبال پادشہ تو ابھی جو کہ ہوتا ہے کہ
دیتے ہیں جب تک فوج نے یہی بات کہی تو ذوالب نے کہا خدا سے دعا کہ وہ اپنے اہل خانہ
سے دعا مانگی اور اپنی جانوں کو اس کے حملہ و امان میں بہرہ کو کے دشمن پر حملہ آور نہ کرے

کامل دست ہوئے اور اہل کونستہ کے ہوتے خوشی خوشی وزیر سے کو آئے تھے نواب خان
 معہ چند جوانوں کے اس وقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھاجب اس کی نظر اس لشکر
 عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے ہاتھ آسمان کی
 طرف اٹھا کر دعا کی کہ بار الہا اس مہذہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ سے میرے سوا کسی
 اور کو آفت سے بچا نہیو الا کون ہو دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان بیوں سرداروں کو
 پہونچی انکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی تبدیل ہو رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے
 کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے۔ نواب احمد خان شکر بجالایا۔ اتنے میں جو لوگ وزیر کے
 تعاقب سے ہوئے ہوئے آتے تھے اون سے مل کر نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اس نے
 بہادری سے کہا کہ میں وزیر عبدالمصنوعیوں یہ سن کر افغانوں نے اس سے گھیر لیا اور
 ہاتھی پر سے اس کو پکڑ کر اس کا سر کاٹ لیا اور لا کر نواب احمد خان کے قدموں پر ڈال دیا اور
 کہنے لگے کہ یہ وزیر کا سر ہے۔ جب نواب نے اس پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ حق خان کا
 سر ہے نہ وزیر کا بعد جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا میں مقام کیا اور وہاں اپنے زخم
 کی مرہم ٹپی کی یہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پرست مغرب واقع ہے
 ۱۹ ستمبر ۱۷۰۲ء کو دہلی میں داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہاں
 جاوید خان کے سازش سے یہہہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
 بجائے اوس کے وزیر سابق مسمی قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان
 مقہر موجب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر ہو چکی تھی بادشاہ نے خازی احمد خان فیروز جنگ
 و لد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہئے اپنے
 عرض کی اگر حکم ہو تو کچھ انہاس کروں بادشاہ نے اس کو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
 کل کیفیت پیش کیا ان کی اور نیکش خاندان کی خدمات شایستہ معروض بیان میں لایا اور
 کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ لادہ جنگ ہوئے ورنہ وہ مطیع

دشمن کی قلع میں پہنچا وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب چٹان
 تو لوں کے قریب پہنچے بندو توں سے گولہ نازوں کو بھگا دیا خبریں بشکر گاہ کی تلوار و زہر سے
 کاٹ دین اور وہاں جا پہنچے جہاں وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسنا شروع کی نواب بھی
 وزیر ایک لمبی فرج لیکر اٹھے آملان نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانوں نے تلواریں
 ہاتھ میں لین اور شہنوں کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اور وقت بھر کا ایک
 رو سیلہ چٹان وزیر کے صوبہ میں آ پہنچا اور کرائی ہوئی دیکھ کر اسے ایک شہر سوار خبر لائے
 کے واسطے روانہ کیا اسکو حکم ملا کہ تم اس جانب سے حملہ کرو جس طرف خیردار ہووے کا نامی
 کھڑا ہے اس میں دربر سوار ہو اور طرف آویں بھی کم میں اس سے امید کی جاتی ہو کہ ہتھیاری کئی
 روک بھی نہ کر سکیگا۔ تھر کا افغان میں ہو جو انوں کے ساتھ اس طرف گھس آیا جہاں وزیر
 کھڑا تھا اس کے بند و قچیوں نے بند و قین مارنا شروع کیں وزیر کا فیلیان مارا گیا اور
 اس کے پیشے شجاع الدولہ کا استاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیہ زخم لگا
 گولی جڑے و گردن کو چھبیتی ہوئی داہنے جڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ عیش کھا کر ہووے
 میں گر پڑا اسکا نوہ نہایت مضبوط آنسی سپہر نکابنا ہوا ہوا تھا اور ہقدر طبع تھا کہ فقط سر اور
 نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخموں سے محفوظ رہا پٹھانوں نے ہووہ خالی اور ہاتھی کو
 بے مالک دیکھ کر اسکا کچھ خیال نہ کیا اور مغلان کے قصاب میں بڑھتے چلے گئے فقط وزیر علی
 و محمد علی خان اپنے حال میں رہے یہہ دونوں سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
 کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوادلو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو
 جوانوں کے ایک متغیس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب بات ہونے لگی تب بھی نرائن جگت نہاں
 کا بھائی بچا ہے ہمارے مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
 مگر مجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے بخوشی ہی
 دیر بعد سوچاں جل جلف و سبیل بیگ و راجہ بہت سنگہ رسم خان آفریدی کی فرج کو شکست

وکند شیر خان حلیہ کو کوڑہ کی طرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں
 واقعہ جو محمد امیر خان اونیسوان جیٹا غازی پور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور پور
 نے علی شیخ کبیر و پر مول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف
 روانہ کیا اور انہوں نے ان پر گھمن چہرہ آسانی قبضہ کر لیا نیول رائے کی شکست
 و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ میں بدتمطامی واقع ہو گئی روپ سنگھ
 کپھر جو رگنہ کروالی پر قابض تھا عزانہ جال میں ضلع الہ آباد میں واقعہ دوسرے سنگھ
 مولہ بندو سنگھ چندیلہ و گھنٹا سنگھ گنہروسان میں پٹھانوں کے دست تھے اب
 ان سب سے مرہٹوں نے سازش کی اور مل سالگندہ شہ اب بھی مرہٹوں کو مذی اسپار
 پولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعدہ ستمبر و اکتوبر شہ عزمین پٹھانوں نے طبع آباد میں قمانہ
 قائم کیا جو گھنٹوں سے مرہٹوں سے و امیل سکے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ ساندھی میں جواب ضلع
 برودئی میں ہر گھر پر دیا اور ایٹھی کو جواب ضلع سلطان پور میں واقعہ ہو کر لٹ گیا اور
 بڑی فوج سے وال موکے جو گنگا کے کنارے و رائے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان
 کیا کہتے ہیں کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق
 نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح میں درخمن عنایت کیس ایک تو عبدالمصنوع کوڑک
 دی دوسرے یہ کہ کہستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا عہد دار
 تھا لیکن یہ لوہا اتر لہ کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول رائے پر حملہ کرنے سے پہلے
 کہستم خان کے ساتھ کیا تھا کہ اگر وہ دوسرے دیکھا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہو گا

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد اتمام مقام نواب احمد خان بذات خود فوج کو گیا اوکی آمد شکر نواب بقا و اللہ خان برتا
 سرداران و وزیر جو ایک ہزار پانچ سو سپاہ کے ساتھ دیر سے مٹی لے تھے لکھنؤ کی

سرکار کے بعد فرمایا کہ اس میں سادہ و سادہ
 نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کی ہے صحیح ہے محمد خان صفدر جنگ اور
 اس کے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہیں کی یہ سب ضرورت صفدر جنگ کی ہے۔
 لیکن قہر پوری کیا ہے یا اگر نواب احمد خان قابو پا کر صفدر جنگ کا تعاقب کرنا ہوا دہلی کا علاقہ
 کرے اور وقت کیا کیا جائیگا میرزا جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت ہے جو کہ نواب احمد خان
 کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت و قیل و لب پوششیر بھیجا جاوے و اسکو لکھا جاوے کہ اب تک
 جو کچھ ہوا اسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب خبر کی ضرورت ہے ہوا وہ اپنی کیفیت رکھا
 جو نواب اگر تم صلح سرکار ہو تو مقصد دہلی کا ترک کر کے فرخ آباد کو پیش جاؤ یہ صلح بادشاہ
 نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت و احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
 گیا شاہ دل خان شجاعت خان غلزی کے جتنیے کو معہ دس ہزار سپاہ کسبہ داران ماتحت
 اس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہ مقام پیشتر اس کے چچا شجاعت خان کے
 حکم میں تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا جو ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اس کے
 کامل نظم و نسق کی واسطے نواب نے اپنے جہانپور اور قراپت داروں کو جا بجا حاکم مقرر کیا بعض
 خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اناؤہ کو بھیجا گیا اور اسکا تیرہ ہوان بیٹا صبیحہ دہ کا حاکم مقرر
 ہوا اس کے متعلق مقامات ذیل بھی سر دئے گئے تھے سور کھہ پکت پور و سکراوا و سونچ و سونچ
 گیسوان جیسا شکوہ آباد میں مقرر ہوا اس کے متعلق شکیستہ گوراولی علی پور کھڑا گیا گیا
 نواز خان خشک اکبر پور و سکرا پور میں مقرر ہوا و الفکار خان چلیہ عرف بھیلے نواب شمس آباد
 ماہر ہوا اس کے متعلق چھپرہ و سکسہ پور و جھونگا و ن کئے گئے سور خان اشکدران
 بیٹا پانی و ساندھی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارہ پور میں بلگرام کا نو حاکم کیا گیا نواب
 احمد خان کا بڑا بیٹا محمد خان و جہان خان چلیہ معہ دس ہزار سوار و مشہار پیا دیں کے مکھن و صوبہ
 اور برصغیر کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ میں شاہجہان کو لہور میں بیٹھے و کالچان طہ

اپنی توہین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہر بونگ تھا عام اللہ آباد
 کو قلعہ آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا
 کوئی جنگیہ بجز شیخ محمد افضل اللہ آبادی نہیں لے سکا اور یہاں کے لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونوں
 جگہوں پر پٹھان قابض تھے بقدر اہل خانہ علی قلیخان دزیر کی جانب سے حفاظت فلوکی
 کرتے تھے اتفاقاً اندر گمر نام سینا سے مہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیروں کے وہاں ترقہ
 کو آیا اور پانے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہ فقیر وزیر کے لوگوں کی جانب شریک
 ہوئے تھا رائد گار آزموہ آدمی تھا اور جنگ میں مہارت کامل رکھتا تھا اس نے دیر پا
 ایک بل اس مقام پر باندھا جو درمیان تربی جو قلعہ کا پچاس کھڑا اور قصبہ اراہل کے
 واقع ہے یہ قصبہ گنگا کے دہانے کنارے پر گنگا و جینا کے سنگم کے نیچے ہے اس نے اپنا
 لشکر گاہ تولہ میں قصبہ میں چھوڑا اور خود منہ توجہ صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اس وقت
 فصل سے برابر توہین دشمن پر لینے نواب احمد خان پر چھوٹی رہیں اور سکی جانب سے
 راجہ پر بھی پٹ اور دوسرے سرداروں نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے
 راجہ بلونت سنگھ جسے بذات خود آئیکا حکم ہوا تھا اس وقت چھوٹی کڑھوچا اور نواب کے
 بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور میں حاضر ہوا محمد خان حال میں لکھنؤ سے
 آیا تھا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ دویہ نذر گزارا اس کو خلعت مرحمت ہوا اور
 نصف اس کی ریاست اس کے نام کرانی گئی باقی نصف پر صاحب خان دلاڑاک جو پوری
 نواب کی کسی عظیم کار شدہ دار مقر ہوا تو اب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
 کو ساتھ لیکر اراہل کو جاؤ اور دشمن کو ہار دینا چاہیے فوج کا پراؤ وہاں ڈالو تاکہ
 قلعہ کی آمد و رفت رستے اور باب و سرد سرد و ہوا راجہ منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ مقام
 چھوٹی کو آکر مادیں ہیا کرنے کا حکم دیا جب نواب بقار اللہ خان کے جاسوسوں نے
 اس بار اسے کی خبر اس کو پہچانی تب اس نے فکر کرنا شروع کیا اور باہم اپنے لوگوں

راہ سے جھوٹی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اور نئے ملنے کو آیا اور سوت
 آہوں نے معلوم کیا کہ شادی بیش ہزار سپاہ کے ساتھ آیا سو علی قلی خان اپنی فرج اور
 کچھ راہ پر تائب ترین کی فرج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو مددگاروں کو جو کما
 کوڑہ جہان آباد میں مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھا کر تائب
 اس شکست کی خبر تائب احمد خان کو پہونچی تو اس نے ارادہ کیا کہ بہت سے ملک جسے مگر
 صلاح کا دن کے کہا کہ اب خود وہاں چلے گئے کہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
 کا قلعہ خالی کر دینگے بقاۃ اللہ خان و علی قلی خان تائب احمد خان کی آمد سنکر بھگت تلیم
 وہاں سے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ احمد خان نے کوڑہ جہان آباد میں
 پہونچ کر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہاں سے گھر کو واپس آوے اور جنگ ان
 میں سرورادوں میں منصور علی خان و ستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمد خان
 و بخشی تواب قلیم خان کے ہاتھ چوڑ دے ان تینوں سرداروں کے پاس بہت سی
 سپاہ نوکر علی لیکن شرفی صوبہ جات کے حاکموں میں پرغی پت و لدہ شہر و جاری و لدی بنگ
 سوم منی حاکم بر تائب گڈہ و راجہ بلوت راو حاکم بکس کے وکیل جو اس کے پاس پہونچے
 تو اس کو آکے فرمے گی کہ عیب ہوئی میر کوئل بدرایہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
 کے جو اس وقت حاضر تھے تواب کے دوہر و پہونچے حضرتین نامہ جات کا یہ تھا کہ اگر
 آپ الہ آباد کی طرف برہنگے تو ہم لوگ کو شش سر کے بہت جلد قلعہ خالی کر ادینگے
 پس تمام شرفی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ میں آجاء و لگا ان ناموں کے پہونچنے سے
 تواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرغی پت بر تائب گڈہ سے اپنی فرج لاکر لگھا کے
 کتا رہے جسے لڑن ہوا جب تواب وہاں پہونچا تو سنے دریا پار ہو کر تواب سے ملاقات کی
 اور سوت تواب نے اس کو خدمت عطا کیا اور خود اس کی درجویت پر اس کو پیش لشکر میں
 فارم کیا۔ الہ آباد کو پہونچ کر تواب وہاں سے لگھا کو عبور کر کے جھوٹی کو پہونچا اور بیان

نصیب ہوئی اور میدان جنگ برپا ہوا جس جگہ یہ لوگ مقیم تھے وہاں سے مل نام نکال
نظر آتا تھا جس وقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڑھا لیا جب منصور علیخان کے لوگوں نے یہ حال دیکھا ازراہ رشک جلد
برہکراؤں لوگوں نے آگے ہوئے مسلم الدین کہتا ہے کہ میں خود اوس وقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج میں تھا بعد فتح کے صائم الدین و سعادت خان فیصل کے قریب کھڑے تھے جہاں
سے سب کاسب مل معلوم ہوتا تھا انکا یہ قصد ہوا کہ مل کے سر سے ہرجادین راخند بھی پت
کی بھی روٹنے ہوئی لیکن جس وقت نواب احمد خان نے خیر فتح کی شہنشاہی فوراً ایکہ بشتربوار
کو کہے حضور علیخان کو واپس بلائیے واسطے دوڑایا اور کھلا بھیجا کہ آگے جانا گویا تھمر
سرو سے مارنے کے برابر جو حکم پاتے ہی منصور علیخان کے قصد ہوئے گا کیا مگر رہتی رہتے
کہا کہ قریب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ عالی چھپا ہوا ہے میں کیا قیاحت ملی اگر ہم
مل کے سر سے ملک جادین اگر قلعہ میں کوئی شخص باقی ہوگا تو بیشک ہکواتے دیکھا گولی
چلا دیا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جلد سے کی تو تصور کر لیجئے کہ قلعہ عالی ہوا اداوس
تقصیر کر لیجئے حضور علیخان نے جواب دیا کہ میں خلافت حکم الیہ قصد نہیں کر سکتا ہوں یہ
بھگوشاہ نے فتح کے بجائے اور نواب کی خدمت میں واپس آکر میرے دوسرے سرداروں
کے درگزرانی سیوقت محاصرہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان و ملاک جو نوہری کو
مقامات جو نوہری اعظم گڑھ اکبر پور و دیگر مقامات میں اپنا نایب مقرر کیا بلوت سنگھ نے
مصفیہ دیلوت کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوسکو ملک
سے بھگا دو اوسکو ملک بھیجی گئی اور اکبر شاہ ماجہ اعظم گڑھ اور شاہ جہان زمیندار اہل
اوس کے آکر شریک ہوئے اول اعظم گڑھ سے تین میل کے فاصلہ پر واقعہ تھی فوج کو
میں جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرخان پور کا بندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوئی
زمان بعد جو نوہری طرف بڑھے اور چھ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے

مشہور کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ ہوئے پاوے
 آخر سپہرا یوں کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
 بقاۃ اللہ خان بڑی فوج لیکر مل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر ادیں سے متعلق ہوئی
 اندر گھر سینا سے بھی حکم ہا کر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ میں آگے بڑھا اور گھاٹے
 کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صفت باز حکم ہونے تک کھڑا رہا جس وقت صبح اچھا
 نے یہ خبر سنی خود سوار ہو کر اپنی لشکر گاہ کے کنارے آیا اور وہاں سے اپنے دوست کو مل گیا
 ولو اب شاہی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کا بھیجا جو جب حکم کے لئے آئے وہاں سے علاوہ
 ازین اون کے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم و سکھ خان بیکش و دیگر اراکین
 سعادت خان آفریدی اور دو ہزار سنگل خان کے حکم میں تھے جن میں ہزار کی تعداد تھی
 آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان کے حکم میں تھے ان کے ساتھ
 بعد بھی سوار ساتھ تھے پتے نامدار خان براہہ نواب خان و دیگر خان و خلیل خان
 شمس نامدار خان براہہ متیہ و عبداللہ خان و دیگر کی لشکر نے ان سب کو حکم
 دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھ کر دشمن کو ہنگامین راجہ پٹی پتے سے ناپسند کیا کہ تیار
 مقام پیش لشکر جو وہاں جاؤ راجہ حملہ میں آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی گھنٹہ توپ
 و ہندوئی وہاں کا ہنگامہ گرم رہا آخر کار راجہ پٹی پتے کے قتل کا واقعہ ہوا کہ راجہ پٹی
 پتے کا ہاتھ دیکھ کر منصور علی خان اور دوسرے سرداروں کی مدد کو بڑے راجہ پٹی سے اوٹ
 گئے پر سوار بہت اویسے چرائی اپنے گھوڑوں سے اوٹ کر شہر بہت دشمن پر چھپے
 میں مقام پر پہنچ کر منصور علی خان چرائے پٹی سے اوٹ کر راجہ کے گئے ہوئے تھا اور
 بے حید و حید آدمی کام آئے اور جب بقاۃ اللہ نے دیکھا کہ فوج کی امید نہیں جو اپنی سپاہ کے
 ساتھ مل کے بارگیا اور گولند از توپ قلعہ میں چھوڑ کر مل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
 وقت اپنے کنارہ کی طرف پل تھو دیا نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے بے فوج

وزیر چار شنبہ کی شکست کھا کر ۲۴ سوال سلطان ۲۰ ستر شہداء کو دہلی کو واپس آیا اور یہاں
 پہونچ کر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھ سے سخت ناراض میں تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک
 وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامرا و سکی سلیم نے اوسکو
 دھم دی اور اقرار کیا کہ جتنا دیر یہ میرے پاس ہر سب ٹکودتی ہوں یہہ شکر اوسکو
 بہت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگرمل اور کچھی زاین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا پھیل بیگ
 نے صلح دہی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہئے ناگرمل کی رائے ہوئی کہ سیکریو کو بلایا جائے
 اور کہا کہ قائم خان کے حملہ کے سبب سے اوسیلے فوج آباد کے چھانوں سے عداوت رکھتے
 ہیں وزیر نے اسی تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہیں لیکن اگر کوئی
 اور غنیمت اوسے لڑنے جاوے گا تو سب متفق ہو جاوے گا تب وزیر نے کچھی زاین سے صلح
 ہو چکی اوسنے مرہٹوں کی فوج کثیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہراؤ کے پاس تھراہی
 چھوڑ فوج اسوقت کوڑے کے قرب وجوار میں ہر ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانوں کو پوسٹے
 بس میں بادشاہ چھان مرہٹوں کے نام سے چونک پڑتے ہیں اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد
 مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا برا کام اہم یہہ جانی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند
 کرنا چاہئے بدین عرض وزیر نے جو گل کشود کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور
 اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سہرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا
 وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالموافقہ
 ہونی چاہئے جو در چار شنبہ میں بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المسیح نظام الدین
 لویا کی درگاہ کو جاوے گا وقت واپسی وزیر کے مکان پر آوے گا اوسوقت جن جن مجید گروں
 کو وہ سلجھانا چاہئے مجھ سے بیان کرے جو گل کشود سے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیغام
 بیان کیا چار شنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین لویا کے فرار شریعت کی زیارت کے
 بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا اور صراحت کر کے باتوں کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

اور اس قسم رہا بعض ہو گئے صاحبزادگان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی تا کہ وہ
 کی طرف کوچ کیا یہ مقام جو پورے میں مل شمال مشرق جو بلوٹ سنگ نے عہد و بیان
 ہونے کے بعد حکماء کو مشیر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مہ سردار خان کے اوس حصہ
 ملک پر قصد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور اسے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہوا کے
 تھوڑے عرصے کے بعد نواب احمد خان یہ خبر سن کر کہ صفر جنگ اور میرے فرخ آباد کی
 طرف صحرانے میں اس طرف روانہ ہوا بلوٹ سنگ گنگا پور سے جو نالوں کے تھوڑے
 فاصلہ پر واقع ہوا اور مکر مرہو میں ہو گیا یہ مقام جو پورے باہر مل خوب میں ہے
 اور صاحبزادگان سے اپنے ملک کے واسطے کہ سلطان کی سر دوشیا میں کا قصد جنگ
 منحصر ہوا بلوٹ سنگ کے افغان سرداروں نے اپنی قوم کو افغان سے صاحبزادگان جانے
 جنگ کرنے کا انکار کیا لہذا بارہوکر بلوٹ سنگ کے معاملہ میں کھڑا تا سب جانا میں
 نے جاندی پور میں پڑاؤ ڈالا دوسرے روزاوس کی فوج میں باہر تہلای خواہ کے
 مجبور ہو گیا اور وہ تہا اعظم گڑھ کی طرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک تہا کو گیا اور
 دہان کے راجہ نے اسکو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جو پور کو اس بابا لیکن
 بلوٹ سنگ کے خبر سے مقرر کر دیا اسکی وفات کے اور کے بیٹے اور کے جانشین
 گرو انیس سے کوئی خیال نہ کر سکتے تھے اس وقت کہ سب ہمارے کے صاحبزادے
 صاحبزادوں کی آمد تھی تو انہوں نے کہا ہم نوکر و دیہہ پھر حصول داخل کرے میں اس
 کہ چنان بارے پھر میں نوابین انکا یہ حال تھا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم چنان کو نواب
 میں دوسرے دیکھتے ہیں تو کہنے میں غرض کہ دو گرو دیہہ رہا گیا اور
 چنان دوسرے گئے۔

شکرہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

اسکے بعد اس کا غم مٹ گیا اور جب فریسیوں نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی کہ اسے
 شکر عظیم اکتھا تو کیا یہ علمایہ کہتے ہیں کہ کتاب آخون در یوزہ مصنفہ مرشد و ولی افغانا
 میں یہ لکھا ہے کہ کوئی افغان سردار جمعیت زائد از دو از دہ ہزار مرتبہ شاہی کو پوچھی
 پس اس صورت میں احمد خان جس کے پاس ایک لاکھ سے زائد فوج ہو اور سات صوبے
 قضاہ میں ہیں اپنے تئیں بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہے جب جاوید خان نے
 اس طوالت کے ساتھ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متروک ہو کر وچنے لگا کہ اب
 اس شکل سے بچنے کی کونسی صورت ہے یہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صدف
 کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
 اوسکا جواب یہ دیا کہ صدف جنگ سے کچھ بھی امید نہیں ہے کیونکہ وہ فوج کثیر توپ و زندقہ
 و بالک بپ کچھ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے غصہ ہی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
 اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صدف جنگ اوسی دل ہاری فوج کو
 اب کیا کر سکتا ہے اور زدہ را بایہ زدہ مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
 میری رائے میں تمہاری تجویز بالکل خیال غام ہے میں اسے ہرگز منظور نہیں کر سکتا ہوں
 کیونکہ اچھی تجویز میں گنجی ایسی خفت نہ ہو کہ جاوید خان نے جو اب یا کہ کترین کی اس تجویز کے
 متعلق اور بھی تاخیر میں آیا پسند کیا اور پھر راؤ جو اس وقت راجپوتانہ میں ہیں اور کوہ
 دہ کے محاصرہ میں ہیں اگر طلب کے جاوے تو حضور عالی کی نوکری کر لینگے اور ایسی
 ستاع کی امید سے جو حکم انکو دیا جاوے گا اوسکی تعمیل و فادہ دہی کے ساتھ عمل میں لائینگے
 سو سچ مل جاٹ کی فوج بھی اگر یہ صدف جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست
 نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان رودیلیوں کا سردار صدف جنگ کا
 دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتوں میں آگیا اور حکم کیا کہ صدف جنگ سے
 کہو کہ اوسکا قصور معاف ہو گیا ہے مگر دربار میں حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

۸
کہ بادشاہ سلامت کا مزاج بھاری طرف سے باں پھر رہا ہو لیسکو جرات نہیں ہو کہ کوئی بات
بہتری کی بھنار سے ہی ان حضور میں عرض کرے اور نواب فرور جنگ نواب احمد خان کو پاس
سعی کہنے پر اس قدر غصہ ہو کہ کیسکی مجال نہیں ہو کہ اس کے خلاف ایک بات بھی موندہ سے
نکالی سکے ورنہ اسے حسن الفاظ قریب انجم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ میں دست اندازی کریں اور بیوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض ہو عرض کریں
تو عیب ہو تو اب ناظر نے اپنی بات پر چھوڑ سکے کہ اور کہا کہ جب میں نے مناسب ہو گا تب تک
حق میں غائب کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تبدیلی طرف
کر دوں گا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے مگر رخصت کے بعد ایک خیار
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکر کا دھن متعین تھا ایک خط اس حضور کا آیا کہ سر
مستفی کے رہنما راجہ راجی پت و راجہ بلوچ سنگھ دوسرے چندار معہ زکریا کے
خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے تین نواب کا صلح قرار دیا بعد ہی الہ آباد کے محاصرہ
واسطے نواب کے شریک ہوئے مین بڑی فوج جمع ہو گئی ہو اور مدد پر جمع ہوئی جاتی ہو
ایک لاکھ سوار اور بیشتار پیدل زیر لو اسے نواب احمد خان جمع ہو گئے ہیں دیکھا جاسے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پر وہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہو نواب ناظر نے موقع پا کر صلح
در پر سے اڑا کر آیا تھا لکھنا شروع کیا اور جو جو باتیں پذیر نے اندازہ و در اندہ لیسو
سکھائی تھیں اس سے بادشاہ سے بیان کہیں ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ چاہیے سلامات کی طرف خیال کرنا ہوں مجھے سخت خود ہوتا ہو
پھر یہ امید جاتی رہی ہو صفہ جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فرور جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ لکھا احمد خان کے نام بہت قدر ریاست ہو رہی ہو گیا
تھا اس پر قیامت نہ کر کے اس سے ریاست مانے خالصہ پر بھی نصیب کر لیا جو اور اپنے بیٹے
کو نیز حق شہر ملک اور دھوکے رو دیکھا ہو اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہو اس کے بعد

کچھ کا حصہ تک اندکی مشورہ کی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراؤ اور آپا صاحب بادشاہ
 کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور لوگوں کو بھی
 خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پنج غنایت کر کے خدمت کیا
 اور حکم کیا کہ اپنی فتح لیکر احمد خان پر چڑھائی کر دے صفدر جنگ اپنی فتح لیکر معہ اوس کے جوا کے
 شریک تھے یعنی فتح شاہی ۔ و جاٹ کے دیہاتے جہاں پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا پیہ
 حکم مرہٹوں کو دیا شاہ دل خان فتح آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہئے اور
 جب وہ فتح آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فتح آباد کی طرف بڑھنا چاہئے
 ملہراؤ اور آپا صاحب نے ہندازا سواروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگائے اور
 ویران کرنے چلے جاؤ بھدر حکم کے لٹنا شروع کیا اور شاہ دل خان کو جاگیر اقدوڑے سے روک دیا
 ملہراؤ اور آپا صاحب غور دیاں پہونچے اور ملہر شروع ہوا اگرچہ شاہ دل خان کے پاس
 بمقابلہ شہنشاہ کے فتح بنایت قلیل تھی مگر تاہم قندوڑے عرصے تک قدم جمانے رہا اور جہاں تک
 ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فتح کی خوب حفاظت کر کے اور دشمن کے بہت سے
 آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہو کر قادچوک کو پہونچا وہاں سے اوسنے گل خان احمد خان کو مقام
 اللہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فتح آباد کی طرف روانہ ہوا شاہ دل خان
 ابتدا سے جمادی الاولیٰ ۱۱۳۰ عیسے طبع واپس ملہر ۱۱۳۰ کو پس پامپا وزیر کی شکست موخر
 ۱۱۳۰ شمس ۱۱۳۰ ع سے چہرہ چہینے بعد احمد خان نے مرہٹوں کے مقابلہ سے شاہ دل خان کا پس پامپا
 ہونا سنا فو اب نے راجہ برہمی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی
 طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالیٰ اوسکو بار در واپس آتا ہوں اوسوقت ضلع مشرق قبضہ
 کر دیا راجہ برہمی پت نے کہا میری ایک ضلع ہو کہ بالفصل فتح آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
 معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہو اب آپ کیسی محبت کرینگے تاہم برکت پہونچنا
 محال ہو اور بالفرض آپ عین وقت پہونچ ہی گئے تاہم فتح چونکہ منتشر ہو جاوے گی اوسکے جمع کرنے

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونوں باہم خلیکے ہوئے بعد ازاں چوتنگو
 بادشاہ سے ہوئی بھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جو گل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
 کو گیا اور اس سے کہا کہ وزیر سے کہہ دینا کہ کل دربار میں حاضر ہواور فی الغیر ایک خود نذر کیا
 تیار کرے خداوند خدا کی عیب لاکھ روپیہ سے کم نہ ہو جو گل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
 عیب لاکھ نذر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہئے دوسرے روز
 علی الصبح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں سنگ مرمر کے تخت پر جا کر فرمایا
 ابراہیم اگر میں حاضر ہوئے اور ادب بجا لا کر اسے اپنے پاس پر کھڑے ہوئے اور وقت طویل
 کو حکم ہوا کہ وزیر صفد جنگ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر کرے جو وقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا
 میں جوان جو ہر دو پارچہ لباس قیمتی کے اوسٹے دو پوش کے گئے بعد ازاں کے حضور میں حاضر
 ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھ دیا بادشاہ نے سر اٹھا کر چھاتی سے
 لگا یا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتی عفو قبول جس حدی علیہ الرحمہ عذ
 جان یہ کہ تو قصیر خویش صفد بدگاہ چند آورد و دندہ سزاوار خدا و پیش گشت تو گند
 کہ بجا آورد بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے بے عذر تھارا منظور معاف کیا اور عذ پذیر کیا
 حضرت تہ پارچہ پیش رہا پھر ابراہیم شایب شیر وزیر صفد جنگ کو حرمت ہوئی وزیر نے
 اپنی خود نذرانہ نقد نوی عیب لاکھ پیش کی اور حضرت جو کرچاس ہزار روپیہ خیرات
 کرنا سر اٹھ کر روانہ ہوا حسب ہستد عاے جاوید خان مہر راؤ و آیا سینہد بائے تام
 ایک فرمان شایب جاری ہوا رام نراین قاصد کو کوڑہ سے دو پراوا اس طرف اور دلی سے
 دو سو اکسٹھ میل جنوب میں رہتے تھے۔ آیا سینہد سیانے دو کوڑہ روپیہ طلب کئے
 رام نراین نے کہا کہ یہاں لاکھ روپیہ دینگے آخر کار مہر راؤ ایک کوڑہ روپیہ دینی ہوا
 اور آیا صاحب کو بھی سمجھا کر رہی گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیب ہزار روپیہ نذرانہ جنگ
 کا اقرار ہوا ہر حال مرثیے دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور جلد آج پونچے ایک عہدہ دار

سلطان اور روانہ ہوا اور اہل علم کے بوجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر
 تینتالیس سال کی تھی اور وہ موکر چوٹھی سے سمیت نوب روانہ ہوا اٹھارے راہ میں لکھنؤ
 کے قریب کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیاں لوٹ لیں یہ کپڑے
 اہل لکھنؤ نے نوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی کہ اسباب لٹ گیا اور چند
 عسکری ہمارے گئے اور اسے فوراً حاکم کیا اور گاڑیوں کو لوٹ کر باٹھروں کو قتل کر ڈالا بعد
 لڑائی کے کئی ہزار مسدوق گاڑیوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا وہیں
 تھا کہ لکھنؤ اور کاکڑی کے شیخوں نے سزا اٹھایا ہے اور چھانوں کو نکال دیا ہے چونکہ وقت
 میں استقامت ممکن نہ تھی تھانہ نوب آگے بڑھتا ہوا ملگرام کے قریب پہونچا بیان
 اور سکندر کو لکھنؤ کی باتا فرسانڈی پالی سے گزرتا رہا اسے لگا کے کنارے اس مقام
 پہونچا جس کی دوسری جانب بقام نگر ٹھہرا اس کے باپ کا لکھنؤ تھا نوب محمود خان اللہ آباد
 سے مدد کے لئے چھ روز کے عرصہ میں اپنی والدہ ریاست کو پہونچا مگر اس کے ساتھی جو محض
 آٹھ ماہ لڑتے تھے اس کے ساتھ چھوڑ کر جانے عاقبت میں پناہ گزین ہو کر مر
 وہ لوگ جن کو تمام محنت کا خیال تھا وہ ساتھ رہ گئے پہلے اس نے بی بی صاحبہ اور اپنے
 دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ میں پہونچا دینے کی فکر کی یہ سب شکل تمام
 وہاں سے آکر لکھنؤ پہونچا اور وہاں ہون میں شہر کے بہت سے باشندوں نے جب بی بی صاحبہ
 کو دیکھا اسے جانتے دیکھا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سزا کو نام نہام طلب کیا اور اسے
 حلال پہونچی کہ دشمن سے کسی طرح مقابلہ کرنا چاہئے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجروں
 اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لیس و چالیس ہزار تھے نواب کے یہودی حاضر
 ہوئے انہوں نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھ فوج بٹھاری اور نواب کی فوج مقابلہ اس کے
 کو یا دال میں نہک کے برابر ہے یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہیں مگر ہار دینا
 لیکن بزرگوں کا قول ہے کہ ایک شخص مقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے

کی وقت ہوگی کہنا بہتر یہی حکوم ہونا ہے کہ آپ اپار ہو رہے ہیں اور میں دروازہ
 جانب مغرب روانہ ہوں اس میں چند نوادہ ہیں ایک تو شتابزدگی کہنا نہ بڑی فوج بھی
 منتشر ہوگی اور زحید اولوگ اور دوسرے کے چلنے اپنے گھروں سے جاگ گئے تھے دیکھتے
 ہو رہے ہیں اور سپاہ سے دیکھتے دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی ذرا شتاب فوج یعنی کلاں
 کی فوج جو آپ کے حکم میں جمع ہو رہی ہے جب آپ فرخ آباد کو بھلت روانہ ہونگے وہ بہت
 ساتھ چھوڑ دیں گے۔ نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کروں دیکھوں اور ان کی کیا
 رائے ہو راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بخش و گل خان غلزئی و محمد خان غریبی و ساجد
 و کریمی اور حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت انہوں نے رستم کی اطلاع
 انہوں نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کر کے جواب دیں گے زاید لوگوں کی رائے تو یہ تھی کہ اگر کوئی
 چاہے فقط حاجی سردار خان کی رائے اس کے خلاف بھی سب اقبال سردار نواب کے پاس
 حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائیں گے تو نقص بالیقین یہ تصور کر لیں گے کہ ہم خوف سے
 بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہئے یہ وہی فدیہ ہے جسے ہم ایک بار رک دے چکے ہیں اور
 اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دیں گے اور ہمارے
 نزدیک اس کے فوج کی یہ وقت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مثل ہے
 نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا تم کو یں خاموشی ہوا اسے جواب دیا
 کہ میری بات سے یہ لوگ خوش نہ ہونگے میری رائے راجہ پر بھی بت کی رائے سے مطابق
 ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اون کی رائے بہت مناسب ہے حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد
 کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اس سے اونکو اطلاع دی
 راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا میں تو بالفضل اس ملک میں بطور اپنے نائب
 کے چھوڑے جاتا ہوں لہذا تم اپنی زمیناری کو دیاں جاؤ اور اور دوسرے زمینداروں سے کہو
 کہ اپنے اپنے گھروں میں جا بسو راجہ کو اسوقت خلعت عزمیت ہوا اور وہ رخصت ہو کر واپس گئے

اور اس کے علاوہ دوسرے بھی تھے۔ جاکر جاردن طرف روانہ ہو کر دیکھا کہ اس کے ارد گرد سے کھانا
 یا چارہ وغیرہ کونہ پر پھرتے پادے ہو جب حکم کے انہوں نے تاقیا کو بھجیت دس ہزار سوار
 فوج آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے انہوں نے دیکھا کہ سردار چھوڑ کر
 چلے گئے ہیں انہوں نے بہت سے گلاؤں اور قصبوں کو آگ لگا دی جب مرثوں کے سردار
 میں پہنچے اور شہر کو غلبہ دینا شروع کیا تو اس نے سبیلایا بابت لوٹ و فرار کی جو اس
 اونس کے دل میں تھی وہ سب جاتی رہی اب اسے اس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہاں وہ اس
 امامہ جنگ سے ہمیشہ مخدوم کی نظر فرم پر پڑی اور انہوں نے باہم کہا کہ چھوڑ دو و سہ ہمارے حکم
 اس فوج سے لڑنے اور اس کے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہ وہاں ایسا جری ہے کہ اس کی
 قوم ایسی ہیاد رہے کہ اس نے غوری ہی فوج سے دیر کی پیشمار فوج کو روک دی ایسے لوگوں کے
 ساتھ بڑے خرم و ہمتی اسے مقابلہ کرنا چاہئے یہ بہت سکر کہ کچھ تو میں یا قوت گنج میں رہی ہیں
 جو پہلے پہل اور فوج سے جاکر مل گئے فاصلہ پر واقع ہے تاقیا نے اسے حذر دیا
 اس طرف روانہ نہ کیے انہوں نے چند گلاؤں کو جمع کیا اور توپیں اپنے لشکر کی طرف کھینچ لی
 جب قاسم باغ کی قریب پہنچے تو فوج سے نصف میل جنوب میں جو میدان تھا وہاں گلاؤں میں
 کین گامین تھے فوراً مرثوں پر ان پڑے توپیں اُسے چھین لیں اور پھر کر اوہیں پر سر کریں
 اور گولی اسی طرح اُسی طرح شروع کئے یہاں تک کہ کتنے مرثوں کے آدمی کھیت سے اسی
 جگہ لگے جب تاقیا نے یہ آفت دیکھی تو دھڑکے پر سوار ہو کر اپنی فوج کو کھیلے کا حکم دیا
 کی کل فوج چھانوں پر تھری اور گولی اور بان دھیر چھوڑنا شروع کئے یہ بہت خون کی آواز
 نوات احمد خان سوار ہو کر اپنے توپخانے کے پاس آگئے اور اسے اپنے رسالہ میں حکم دیا
 کہ تین چھانوں پر گولی مل رہی ہے اس کی جاکر مدد کر دیا اور اسے اپنی فوج سے مل کر
 و محمد خان اور عیدی و محمد علی خان اور عیدی خان میان خان ملک محمد خان کو ایسی دھماکہ دار خان
 براہ راست عزت خان نور خان و لہ خلیل خان سید علی خان تھرو والا و دیگر اقدانیں سردار

اس میں شک نہیں کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت اس قدر کمزور رہا ہو
 سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج بھرا دی گئی
 آیا ہے جاٹ و مرہٹے، گورو، ملخ کی طرح ایک ہندو کثیر کے ساتھ آئے ہیں ہندو مصلحت وقت
 یہ بھی ہے کہ یہاں سے حسین پور کے گھاٹ پر لنگھا کے کنارے آئے تھیں چلتا جا رہے وہاں ایک
 چھوٹا سا قلعہ ہے جہاں سے غوثی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہو اس قلعہ کے گرد دروازے
 وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر پڑے خار وریہ تین ہیں
 اس مقام پر پڑاؤ رکھنا خوب ہوگا اسکا ذکر نہیں ہے کہ شہر کا قلعہ کیوں بلکام شہر آباد ہو
 کے کہ دشمن باطلان کی آمد و رفت روک دین اور آمد و رفت بند کر دین شکار کے لیے دریا
 بھی ہے جس کی کشتیاں بہ آسانی جہتا ہو سکتی ہیں مگر ناہنستیکہ دشمن بار بار دوسرے کنارے
 پر قابض ہو یہ خوف گشتی موجود ہونے نہیں ہو سکتا ہے باستماع صلاح سرداران و شہسازان
 و شیرکاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور فی القہر غوثی سے رسوا ہو کر قلعہ
 لشکر دریا کے کنارے مقام معینہ پر جا پونچا اور وہاں لشکر گاہ قرار دیا دوسرے
 روز تو پچھانے پہونچے اور توپیں لشکر میں داخل ہوئیں نواب خود خندون و غارون کی طرف
 چلا نکرو ہو چکا ہے گیا اور وہاں توپیں ذخیرہ دین سے باہم کس کس حسب کین توپوں پر اپنے
 بھائیوں اور رسالہ داروں کو متعین کر کے خواہش لگا دی کہ توپا اور تانہ دون کا ایک پل تیار کر دیا
 جس پر پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان لنگا کی دوسری جانب بیٹے بائیں کنارے پر
 پہونچا اور شاہ دل خان غازی بھی قادی چوک سے گیا اپنے اپنے پہونچے سے دوسرے روز دونوں
 نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم دیر کی طرف مخاطب ہوتے ہیں کہ وہاں کیا گذر چکی ہے
 دیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
 کر رہا ہے اس نے ملہ راز کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا راستہ ہے تو انہوں نے جواب دیا
 کہ ہم تمہارے مطیع حکم ہیں دیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی متبر سردار کو ایک نوی فوج کے ساتھ

دشمن ہے حکم کریں حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہہ مدعا کیا کہ ابھی تک قائم خان کے خون کا
 دھوی باقی ہے تاوقتیکہ وہ عہدے ہو کر اپنے آہی بھارے قابو میں کرنے سے خوف آتا ہو
 نواب نے جواب دیا کہ ہم نے قائم خان کا خون معاف کیا آج سے تاقیاست اور کما دھی ہم
 نہ کر گئے بغور ہو چکے اس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دو دہے خان و طا
 سردار خان و بہادر خان چلیہ و فتح خان کو طلب کیا رحمت خان باعث اسکے کہ درجہ سے اور
 دوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا با اور دوسرے سردار بھی اسکی خاموشی کی وجہ سے کچھ
 نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھ بولتے نہیں تب حافظ رحمت خان
 نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اسے جواب دیا جو سرداروں کی رائے ہوگی وہی میری رائے
 ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی میں کسی جانب تکیہ نہ ہونا چاہئے یہاں نہ خان
 جو کچھ شجاعت خان کے باعث سے سب رو سیلوں سرداروں میں خود رکھتا تھا بول اٹھا چھ
 کیا اچھو سردار و ستار کے عوض زمانہ برقع کون نہیں پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ بھی
 کسی بھان کے منہ سے نہ نکلے ہو گئے اور نواب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوچ کا حکم
 نہ ہو گا تو کل میں اپنی پیش لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤ گا اور جس بھان کو اپنے نام اور ابرو خالی
 ہو گا اسکو ساتھ ہو چکا اختیار ہے یہ کہہ کر وہ اپنے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا
 نواب سعد اللہ خان محل میں گیا اور جو رحمت خان و بہادر خان میں ہوئی تھی فطرت
 لفظ اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا
 ترکیب ہوں مان نے جواب دیا کہ ایسے امور میں ہم مستورات سے مشورہ لیتا کیا مناسب ہے
 جو تمہارا دل قبول کرے ہو کہ وہ میری رائے میں یہہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانب سے
 کی وجہ سے منع کرتا ہے لہذا بہادر خان اپنے عزت و نام کے واسطے یہہہ عزم کرتا ہے یہ کہہ کر
 اپنی مان سے مسگر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سرداروں کو طلب کیا
 اور کہا کہ اچھ خان کی درخواست مدد کو نامعلوم کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو ہو کر کہیں

سو رہا کہ چوڑا کر پھا لوں کی حد کو پہنچے تاہم یہ بھی اوس پر زور تھا کہ اٹلو کر گھبراؤ سب دوز
 فوجیں قریب ہوئیں بندھن ہو قوت ہوئیں اور تلوار چلنے لگی پٹانوں نے یہاں تک سختی سے
 حملہ کیا کہ گردن بڑا کر تلوار میں چھین لیں آخر کار مرثے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگے جب اس فتح
 کی خبر احمد خان کو پہنچی اس نے فخر سو اٹھایا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھیں میں سے دیکھیں
 سردار دن نے یہ حکم سنکر تو میں جو داس کی غصے آگے روانہ گئیں اور خود مل فتنہ کی سر
 اونکے پیچھے ہوئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تربیت کی اور سردار کو خلعت عطا کیا اور
 اپنے حصے کو دے لیں گیا۔ تانہا کی شکست کی خبر سنکر وزیر محمد جاٹ و مرہٹوں اور باقی فوج کے کوچ
 کر کے نواب کے لشکر گاہ کے خندق کے قریب آ پہنچا۔ ملہر داؤد آیا حیدر صیاد و تانہا کو قاسم
 بلخ میں چھوڑ کر خود آگے بڑھا اور سنگی پلیم دیں ہو گیا۔ یہہ ایک کھاٹ دیا ہے لگھا کار و کا
 مذکور کے ہتھیار سے پر قریب بارہ میل گنگہ سے بڑھ کر گنگہ جھج پور میں رہا یہاں اس نے
 اپنا لشکر گاہ قائم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کرادے
 نواب احمد خان حیدر خاں نے اسے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ وہ زمین ہزار سپاہی متعین
 کر دے و تانہہ در بزل مذکور کے پاس اس نوجوان نواب نے شام سنگہ برادر شہر جنگ
 چلیہ جو قوم کو اس طرف بھیجا یہ سردار مد فوج کے اس مقام پر گیا دیکھا تو اوہا حال تیار ہو گیا
 تھا اس نے ایسے گولے امدیاں اور تیر چوڑا متروغ کئے کہ دشمن پل چھوڑ کر بھاگ گئے اس
 مرتبہ دوا کو اس کو کشتی میں ناگاہی ملی ہوئی مگر دوسری بار یہ کام شروع کیا اور زیادہ کھینچا
 حاصل ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے داس آئے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد
 کے واسطے لکھا علاوہ دوسروں کے اس نے نواب محمد امجد خان اور صادق خان بہاول
 دہلی کے بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہ لکھا کہ جلد سے مدد بلدے درمیان میں مساتفتہ ہے
 لیکن یہی جھگڑنے سے ہوتے رہ گئے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ خیر کے ساتھ سے بھی ہزار دوا
 رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج برائے دور و انداز کرے تاکہ ہم اس عظیم پر جو ہم دونوں کا

سردار ہوا ہوا ملی فتح من سے شہب کو کچھ سپیدی عکاس مرثیہ شہرہ کر کے میں اور وہی
 سرسبز دن پر لیجائے من آخر اس قحط کا سبب کیلے تھے تلاء ہین تو میں نہاری ٹاشی
 بھوکہ دہکا کچھ تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور اون دوزن باتوں
 میں سے کوئی مرتد ہو یا تو میں کہ شکست دیکر اور اون کے سر لاکر میرے قدموں پر ڈالو
 دیا اسی جان دو۔ یہ کہ میرے اگر مرثیوں میں شریک ہوئے اور نہ پڑی دیر کے آرام کے بعد
 فاسم باغ کی طرف اوس جانب رہے جہاں تو چاند رہے حکم منصور علیخان تیر حوین بیٹے نواب
 محمد خان کے قلم طابع اور تو بخاند کے درمیان میں کوئی سیاہ نہ رہی فقط نامہ وارز میں بھی جب
 حاشاں ہوا روئے نے دیکھا کہ میرے تیر چنانکے قریب ہو چکے تھے اپنے گھوڑے پر سے
 اتر کر میرے پاس آئے اور سب نے شفقت ہو کر حکم کیا تیر خان جو دشمن کے منتظر ہی
 تھا ایک ہاتھ لڑائی کی سر کی اور باقی چلائے بعد ازاں تو ایں کھینچ کھینچ کر اوپر چھپے اور
 میرے عدا اور اون کو تیر کیجایا ہوا تھے انہوں نے جھاک کر قاصد باغ میں سیاہ ملی
 تیر خان سے اور کھانا کھا کر اور باغ سے اوکر چلا کر خود قاضی ہو گئے دایم طوف باغ کے
 شرق میں کچھ کٹا وہ سطح میں کھسپ میں درمیان مرثیوں کی بڑی فتح کہیں کچھ میں بھی جب
 مرثیوں نے دیکھا کہ میری طرف جھانک اور تیر خان اپنا مورچہ چھوڑ کر اوکے متعاقب باغ تک
 چلائے ہیں بہت سے مرثیوں کے سوار درمیان افغانان حکم کیا کہ اور اوکے کو چاند کے دہانے
 پر تیر خان کے حکم کے مطابق تیر خان قوم افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا دایم کلا ستر
 کو کھینچ کر ہمارے سر پر لٹا دیا ہے تیر گھوڑوں کے پیروں پر چلاؤ اور تیر خان ہی بیٹے گھوڑوں
 کی کچھ پیروں پر لٹاؤ جب کہیں گر جاؤں پھر اوکو قتل کر لیا دایم میرے مورچہ کھانکری طور سے
 مرثیوں پر چلا کر اوکو ہول کو مارا اور تیر خان اور تیر خان کے شروع ہوئی منصور علیخان
 صاحبزادہ میر جنگ اپنے مورچہ سے دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر اوکے نے ایسی ہولناکی اور طعن
 بادشہ کی طرف چلاؤ کہ تیر ہی فقط تلوار لیکر اوکے گھر کے منے چلاؤ اور وہ کچھ حاکم

زوائد ہو گئے جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو ہٹا کر غریب اور سب سے بہادر خان
 کو مل کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں یہ حکم سنا دو کہ جو اپنے تئیں میرے ملازم جانتے ہیں
 تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کر دوں گا بہادر خان نے یہ حکم سنا دیا سو اسے
 حافظ رحمت خان ووندی، خان کی فوج کے باقی بھروسے ہی فتح خان خاندان، روائی پر آمادہ
 ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا۔ یہاں کچھ مذکور محکمہ کے لڑنے والوں کا ہوتا ہے۔ ہر روز مہر رات
 اور آج سب سے پہلے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قرع غروب
 برابر توپیں چلا کرتی تھیں اور ہر شام کو افغان اپنی خندقوں سے ٹھکر توپ خانہ پر چلا کرتے
 تھے اور جو لوگ توپوں کی نگرانی پر ہوتے تھے انکو بھگا کر وہ ایک چھوٹی توپ میں اپنے لشکر
 میں کھینچ لاتے تھے غوثی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقوں میں پوشیدہ ہوتے تھے ٹھکر
 اپنے کھانے پکانے یا کسی کام میں مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
 جاتے تھے ایک روز سے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو گلیاں
 دیکھ کر اپنی ایک بڑی توپ انکی طرف رخ کر کے سرکی۔ اتفاقاً گو کہ کاظم خان وند شہر خان
 شہید کے پہلو میں لگا یہ وہ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا علاوہ ازیں نواب شادی خان
 محمد خان کے سوا ہر ایک بیٹے کا بازو اس سے اوڑھ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہ سب گئے
 جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ بالکی پر سوار ہو کر وہاں آیا اور انکے گھن و فتن کا
 حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ انکے انتقام میں دشمن کے چند لوگوں کو ضرور
 ہلاک کروں گا۔ لاشوں کو دفن کرنے کے بعد پھانوں کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
 مرثیوں کے لشکر رٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہاوری سے لڑے کہ مرثیوں کے قدم شاہی
 جب صبح ہوئی پھل بجاتے ہوئے اور کواہیں کھینچے ہوئے اور بہت سے مرثیوں کے سر
 نیزوں پر لٹے ہوئے اپنے لشکر میں واپس آئے جب مشاہدہ حمید کی خبر وزیر کو پہونچی اسے
 مغل سرداروں اور قزلباشوں کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ

خوشی سے ٹھکن ہوا احمد خان سے صلح کرکے مثل ہے کہ صلح سر حال میں ہلاوت بہتر ہے دوسرے
 وزیر ملہ راو دیا پاسینہ حیات کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کر کے
 کہا کہ تمہاری صلح کیا ہے ملہ راو اور دیا پاسینہ حیات نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلا یا
 اور اونسے کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا جلد سرداروں نے باستناب دیا پاسینہ حیات کے
 جو پیشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں ہمارے پوچھنے کی گئی
 حاجت نہیں ہے میں جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے دیا پاسینہ حیات کا
 طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے اوسنے جواب دیا کہ عیان راہ چلے جانے پر
 عاجز اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ حاضر نہیں ہیں
 راو ماتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اوسکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی وزیر کے لشکر میں
 کچھ چیدہ خوج ہے مگر اوسکی جو کچھ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان کو
 کسی طرح پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاوے گا تو افواج مستعد کر
 شکست دینا مشکل ہو دیگا وزیر نے سرداران مرہ سے یہی عی بیان کیا کہ حافظہ محمد اللہ خان
 لکھنوی کو سعد اللہ خان بہادر خان کے خواہ سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہو کر عیاس مذکور کے
 حافظہ محمد صلح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کر لینا چاہئے اب تمہاری صلح کیا ہے اوسنے
 جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں جانب کی جانیں چھٹکی اب یہ پوچھا کہ اس عہدہ بیان
 کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو کب تک ہوگی تو اوس سے
 عہد کی سرشان ہے دیا پاسینہ حیات نے کہا کہ میری رائے میں نواب عزت خان دہشت خان کے
 بگڑنے سے یہ سب ترغیب ہو سکتی ہے ملہ راو اور دیا پاسینہ حیات محمد دیگر سرداران دہلے اوسے
 اور دوسری جگہ جا کر جمع ہوئے اور نواب عزت خان اور عزت خان کو بلوایا جیسا کہ اوسنے
 کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ احمد خان بالکل ہٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے جگا دیا جاوے
 یا میدان میں جانی جان دیوے چونکہ ہمارا استناب ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح ہو جاوے

درباری بھی ساتھ تھا اس قسم الدین کی کتاب سے ہم نے منسابین میں لیا اور منصور علیخان
 نے اپنے ساتھیوں اور ان لوگوں کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب
 ایک ہزار آدمیوں کے تھے یہ سب ایک کھڑا خان اور مرہٹوں کے بیچ میں گھوس پڑے انہوں نے
 دوسری جانب حملہ کیا اور اس طرح یہاں پہلے مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ
 اور ان کی ملک کے سپاہیوں کے ساتھ خان و ملک دہلی و صوابہ خان جنگ اور خان گوجر اور
 دوسرے افغانوں نے اس طرح شیرازی کی کہ مرہٹوں کے قدم اٹھ گئے جب تانیا نے دیکھا کہ
 میرے لوگ بھاگتے ہیں کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
 اس وقت وہی آتا نہ ہوئے اور گھوڑے پر سے اتر پڑا اور چلایا کہ میں پیچھے ہٹنے سے مر جاؤں گا
 میرے جانتا ہوں لیکن اس کے ٹکڑاؤں کو سکو سکو کر ایکے زور سے ٹکڑا کر دیں گے جب مرہٹوں نے
 شکست کی کہیں تک سرخ کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے
 پر سوار ہو کر ان کے تعاقب میں باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہاں سے انہوں نے
 دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر میں چورے منصور علیخان و سب سرداروں باغ
 کے مشرقی کنارہ کو دہاتے ہاتھ پر چوڑا کر گھوم کے باغ کے بائیں گوشہ کی طرف آئے اور
 یہاں پر سب نے کتاب احمد خان اور وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نوچانے کے قریب آگیا اور
 انہوں نے کہا کہ مرہٹے چوڑا کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لجا یا کرو ورنہ
 مرے قتل کا کیا تکلیف نہ دیتے منصور علیخان اپنے فوج قدیم پر آیا احمد خان نے اس کی بہت
 تعریف کی سب سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار ہو اس کے بعد احمد خان اپنی
 قیام گاہ کو واپس آیا یہ جنگ مرہٹوں کے محاصرہ کو ایک چھینے سے زائد عرصہ لگ گیا جب
 منصور علیخان نے یہاں قریب آکر دیکھا اس خبر سے دُور و گھبراؤ اور کہا سب نہ بھاگو
 نہایت تردد پیدا ہوا اتفاقاً رحمت خان نے دُور کو خبر کیا کہ ہر چند میں نے سداقت خان کو
 بہت مدد کا گھوس نہ مانا اور احمد خان کی مدد نہ ہوا ہے لیکن میری صلاح یہ ہے کہ جس

کہ میں محمود بنوں کو نوکے میں کیس وقت اونٹے میدان میں لڑنے پر مقدموں وزیر کو جو میں نے زکری
ہے وہ ایک قبیل ہو گئی ہے سوچ ل بھی وہی ہے جواب مقادمت نہ لا کر وزیر کے ساتھ بھاگ
کیا انشا اللہ تعالیٰ بعد فتح اونکو معلوم ہو گا کہ ذیغرت اور نامور لوگ کس طرح مقابلہ کرتے ہیں یہ کہہ کر
اور الف خان کو خلعت و شیر و سپ و کمر نصبت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آ کر خبر
دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریا سے گنگا کے کنارے مقام کر گیا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود
خان و مہر خان او سکی پیشانی کو چادیں طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونوں سردار
نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیکر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی
اور زلزلہ میں کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہیں کہ یہم بارہ ہزار جوان تھے۔ تمام افغان اور بدھلی
اور سہلوت کے سپاہی اس ملک کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے توہین داغنے لگے دے غرضی
سے ایسے چھوٹے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علی شاہ مومہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے
پر گھبیا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہا تھا جب شاہ صاحب مدوح کی نظر اس فوج پر پڑی
ایک کیفیت انہر طاری ہوئی اور اس حال کی حالت میں فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے
جب وہ کیفیت زائل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوش اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی دے کھینچ
کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے نیچے دریا سے گنگا کے دوسرے یعنی بائیں کنارے
پر استناوہ کئے اور احمد خان نے اس کے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان و درگزی
کے ساتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا او تر آؤ
کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا پر ضرور ہے یہم پیغام سعد اللہ خان کو پہونچا لیکن اس نے
کہا کہ میں اپنے خاص خاص سرداروں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا تب
اوس نے بہادر حسان اور فتح حسان کو طلب کر کے ان سے احمد خان کا
پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے رد میں
بے نذرانہ جانا مناسب نہیں ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئے کہ انشاء اللہ کلہا

لہذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ شرائط تجویز کریں۔ بادشاہ دووں چالوں سے جو
ظلم وزیر کے ہاتھ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کئے اور مرثیوں کو بھی ملامت کی
کہ تم میں اور غنیمت جنگ کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم ہرا گئے مرثیوں نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق میں بددستی تھی مگر ہم مجبور ہیں کہ شاہ ہنگامہ کا زمانہ ہمارے نام اس جنگ
کا جاری ہوا ہے کہ فریب کے باعث ہوں اور ایک ہم نے بالکل بے پرواہی سے جان بوجھ کر
جنگ کی جو تیب غنیمت خاں و غنیمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا اور کیا ہو سکے
غنیمت جنگ کے خاندان سے کہا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس میں علی و قالی کے بوجھ
جب تجویز کیا تو مرثیوں نے کہا اس وقت آپ تشریف لیجاویں مگر نام سے یہ دونوں سے مشورہ
ہیں جو کچھ ملے یا دیکھا اوس سے آپ کو اطلاع دیجایا و علی و قالی یہاں بہت دیر رہے غنیمت
کو اسے طور مرتبے مشورہ کرنے لگے آخر کار مرتبہ علی پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ طور
خونہا غنیمت جنگ کے بیٹوں کے ادا کرے اور علاوہ ملک ہر دہائی کے وزیر اپنے دو چال
ساندھی و پالی احمد خان کے حوالے کر دیے جب انہوں نے اس شرائط کی اطلاع وزیر کو
کی اوسنے منظور کر لیا تب سوداران حبشہ نواب غنیمت خاں و غنیمت خاں کے بیٹوں کو گئے اور
اونہے شرائط مجوزہ بیان کئے انہوں نے اون شرائط کو محض نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب انہوں نے کہا کہ کوئی معذرت شخص کا علی اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جائے
نواب غنیمت خاں نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کو اسے منتخب کیا و غنیمت خاں نے
نواب احمد خان کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ دس لاکھ روپیہ اور ساندھی و پالی آپ کو
دینا تجویز جواب ہے۔ جو میں یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ اگر وزیر دس لاکھ روپیہ
میرے بھائیوں کے خونہا میں دے میں قبول نہ کروں گا اور اگر وزیر کے بیٹے قتل ہوں
تب بھی میں راضی نہ ہوں گا اوسنے حکم کو نامعلوم کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ نکالو اور برے ہو گا
اور مقررہ پڑھا ہے ہر کہ شمشیر زندہ نہ ہو گا شمشیر کو زندہ و دشمنوں کو نہیں زندہ نہ ہو گا

اس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہیں اور تیرا دو گولی انہیں برسانا شروع کی انہوں نے
 ہی اتوار اور دھڑے اور چوڑی ونیزہ پر بعض نچی قتل کہ جب تک بہادر خان کے جسم میں جان رہی تلواریا تھ
 سے تہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد نہ آئی آخر گھوڑے سے گر کر
 جان بحق تسلیم ہوا دشمنوں نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اوہوں نے
 بھاگ کر جان بچائی اس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اس شکست
 کی ابتدا سے جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ بمطابق ۱۶ اپریل ۱۷۸۳ء سے لغات ۱۱ مارچ ۱۱۹۷ھ جب
 سعد اللہ خان نے سنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خاں مان سے پوچھا کہ
 اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہو کر
 حافظ رحمت خان نے محض فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان فردر جنگ میں آگے ہوگا ایسی تدبیر
 کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہو کر مارا جاوے اور اس صورت سے
 اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہیں احمد خان
 پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعویٰ کر گیا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اہل قوت
 قائم خان کے انتقام میں تمام روسیوں کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
 صلاح پوچھی اوسنے موقع پا کر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب
 دیا کہ جو میں مردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ میں چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ
 احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے وہ بھی غوڑے عرصے میں آنولہ کو آویگا و یا چونکہ
 صلاح پھرے اوسپر حمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتوں میں آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان
 و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ
 و جواہر سنگھ و لدھیو مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر
 کہ صاحبزادوں کو روک سکیں جواہر سنگھ نے چاہا کہ سدا راہ مولیٰ رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غلظت
 کے خاندان کا خیر خواہ تھا ولیہ خان جو نواب غلظت جنگ کا سردار تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اس

آپ کے ہوا خواہ آپ کے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جاٹ و مرہ کے سر
بطور نذر پیش کر گئے سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور نا تجرب کار تھا اس نے ہی پیغام مجید یا
احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے
کہ کسی حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر میرے مہندہ موثرین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اپنے
سپاہیوں کو ان کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہ اس نوع کی عادت ہی کہ اس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اس جگہ سے دور کر دیتے ہیں تاکہ وہاں سگوند نہ پہنچ سکے اور دیگر سعد اللہ خان
و منور خان و محمود خان امدادہ جنگ ہوئے اور اپنی فوجوں کی نصرت یا نہ حکم دشمن کی طرف
بڑے وزیر سعد اللہ خان کے کہنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اس نے ملہر راؤ اور آبا
لکھنڈھیا و سوج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان
سے لڑنے کی واسطے بھیج دیاوے قبل ازاں کہ سعد اللہ اور احمد خان تعین نہ ہونے پاوئے سنگھ
کاہل جو خراب ہو رہا تھا اس کی محبت کی گئی پھر کھانڈ راؤ و لد ملہر راؤ و قاضی گنگا و مر
جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جو اپر سنگھ و لد سوج مل جاٹ و رانا جیم سنگھ
زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہنچے اور بدو سیلیوں پر حملہ
شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیوں نے باؤ نکا مہندہ برسانا شروع کیا ازاں بعد ہندوین
سیرکین رفتہ رفتہ اونہوں نے ہندو قین بند کین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندوین پر حملہ آور
ہوئے اور ہندوین نے فی الغور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے
دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار
آدمی تھے یہ بہیمانہ پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب شکر کے مقابل جا پہنچے۔ دشمن نے بھیجا
کہ فقط ایک باغی ہے اور غور سے جان میں اور ان کے پیچھے کچھ کمک بھی نہیں مگر چاہی
طرف سے بہانہ کر کے گھیر لیا بہادر خان باغی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے جوانی
تلوار کھینچ کر اس کے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پس پکڑنے کی کوشش کی لیکن ہندوین نے اونکو

اس عرصے میں نواب منصور علیخان صاحبزادہ و عبداللہ خان درکزی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر نہ پہنچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائیں جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہنچی منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین و رسول خان اس کے ساتھ ہوئے اس نے اپنے جمعہ داروں کو بلا کر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہوا میں جاتا ہوں دیکھو کہ کیا حکم ہوتا ہے یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا جب اس کے آنے میں دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ نواب چلا گیا اور اس نے ایک آدمی دریافت حال کیا اسے روانہ کیا یہ بھی لوگوں نے آیا اس انتظار میں رات آخر ہو گئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہلے سب کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا امد ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعض تو جہاؤ میں دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعضوں نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر کلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے حسام الدین کہتا ہے کہ اسی دن کاما جرایان نہیں ہو سکتا جو کچھ مجھ پہنچتی وہ میں بیان کرتا ہوں جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان و عبداللہ خان درکزی نے ارادہ کیا کہ ہم خوب لڑ کر جان دینگے دے خود اپنے مورچہ سے نکلے انہوں نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ رہے تھے یا دریا میں نہ ڈوبے تھے مرہٹے ان کے کپڑے اتار رہے میں چند مرہٹے حسام الدین کے قریب بھی آئے اور انکو گھیر لیا اس جماعت میں صرف تین شخص گھوڑوں پر تھے یعنی حسام الدین و رسول خان و عبداللہ خان درکزی اپنے گھوڑوں پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلوں اپنے کپڑے اتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچ کر دشمن پر چھپٹا اور چند حملہ کر کے زخمی ہو کر گرا دشمنوں نے اسکو شناخت کر کے گرفتار کر لیا رسول خان و عبداللہ خان کا بھی یہی حال ہوا حسام الدین مع چند شخص خاص کے ایک طرف کھڑا ہوا سرفراز خان دلازک و ہولیور شکار میں گاہ بنیوالا حسام الدین کا گھوڑا کپڑے ہوئے تھا یہ سیدوں کا بڑا خیر خواہ اور محافظ تھا۔ حسام الدین نے اس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسروں کا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہیے اس نے جواب دیا کہ جب میں نے نوکری کی تو جسکامین نوکر ہوں اس کے واسطے سر دینا بھی لازم ہے

پونچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتدائے شب میں عبور کیا باز زیادہ رات گئے۔ حسام الدین مجھ کو معلوم
 نہیں۔ مہر راو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر میں تھے اور تم کو یہ بات معلوم
 نہیں ہے۔ حسام الدین۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کے ساتھ کون نہ جاتا۔ مہر راو۔ یہ سچ ہے
 مہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور حسبِ عقد آرام قیدی کو جائز ہو اسکو
 دیو جب کھانڈے راؤ کے پاس پہنچا او نے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی۔ دوسرے
 روز مہر راو معہ اپنے خاص خاص سردار دن کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات گویا
 محی الدین بھی اُسکے ساتھ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نر مال پور انتہال راؤ گوالیار کی کا
 تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پونچھا تمہارا نام کیا ہے۔ حسام الدین۔
 حسام الدین۔ محی الدین۔ تمہارا وطن کہاں ہے۔ حسام الدین۔ گوالیار۔ محی الدین۔ تم
 کس محلہ میں رہتے ہو۔ حسام الدین۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہیں۔
 محی الدین۔ حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہے۔ حسام الدین۔ میرے دادا
 مخدوم ابو الحسن قدس سرہ حضرت غوث الاسلام کے منشی زادے اور داماد تھے یہہ
 شکر محی الدین اسکو نواب سنور خان ولد انور خان کے پاس لے گیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ
 برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ شکر عارت کا مرید تھا اور شکر عارت برہان
 حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیار کی نام سے موسوم تھا نواب سے اسنے کل خصال
 تفصیل دریافت کیا جب نواب نے یہہ حال سنا اپنے انوہ سے کلکٹر بڑے ادب اور عظیم
 سے حسام الدین کے دو برو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھے اور بڑی عزت اور حرمت سے
 اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مکان کو لے گیا یہاں اسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا۔ ایک روز
 نواب نے اس سے کہا کہ تم نوکری کرو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا میں آپکا نہایت
 ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے گنگا پار پہنچا دیں تاکہ میں نواب احمد خان سے جہاں کہیں وہ ہو
 جا ملوں۔ آخر نواب نے حسام الدین کو نوکری کا ارادہ واد کیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

اب ضرب سے بھاگنا نہ دیکھا کام ہے تباہی تینوں بھائیوں کو بلا کر چاروں ملکر تلواریں پھینچ
کھینچ دشمن پر چھپے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سواروں نے حسام الدین کو گھیر لیا اور
کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لکھم چھوڑ دو ادھر سے جواب دیا کہ جان دوسرے گھوڑے کے
ساتھ ہے جب میں گر جاؤں گا اس وقت گھوڑا مہارہا ہے اس پر انہوں نے مرثی زبان میں کچھ یہ باہم
کہا جو اس کے سمجھ میں نہ آیا اس میں ایک مرثی نے دایسنا ہاتھ اٹھا کر حسام الدین کے
بائیں بازو اور پہلو کے درمیان میں لگا اس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھ سے مارا
دوسرا نیزہ دایسے پہلو میں لکایا یہ دونوں ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل معارض کے
پھلون کے چسپان ہو گئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی
نہ رہی اتنے میں ایک برجی کی چھپر گر پڑی اور گھوڑی کی دمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے
جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آکر ہوا اور برجی اس وقت تک چھدی ہی
تھی تب چند بد ذات اپنے گھوڑوں سے اتر آئے اور اس کو گرفتار کر لیا اور تلوار اس کے دایسے
ہاتھ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجا لایا کہ جزوی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے اہمی
تو نہیں ہوئی حسام الدین نے پڑے پڑے لنگا کے طرف منہ نہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر بڑھتا
اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن قانون نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے
آٹا دئے تھے پانی میں دب کے بیٹھے ہوئے تھے اس میں چند مرثیہ آئے اور ان کو پانی میں
ڈوبادیا بعضوں نے دانتوں میں اڈھکی داب کر پناہ مانگی اور ان کو گرفتار کر کے اپنی لشکر گاہ
میں لے گئے اس عرصہ میں اور سوار وہاں پہنچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہاں تنہا
کیوں بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب میں کیا کر سکتا ہوں انہوں نے کہا ہمارے ساتھ آؤ
اوسنے جواب دیا میں چل نہیں سکتا ہوں ہونکر پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اس پر اس کو سوار
کر لیا اور وہ سوار ہو کر اس کے ساتھ چلا سوار اڈھکی سیدھا ملہراؤ کے پاس لیگئے وہ
اس وقت اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قائم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہراؤ نے ان سے

کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انوکہ کو وہاں جلیں چونکہ بدش قریب ہر جم بے کھٹکے آ رہے تھے
 اور اپنی ہم قوم کو ہر طرف سے بلائیے اور مرہٹوں سے جنگ کرینگے جب ششہ کا موسم برسات ختم ہوا
 جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئیں اور رام لنگا پرلی بنایا گیا یہ ندی رسول کنڈ من
 بہتی ہوئی لنگھا میں قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائیں جانب سے لنگھا میں داخل
 ہوئی ہے جہاں معلوم ہوا کہ دشمن احمد دہلیوں اور دوسرے افغانوں کے ساتھ لئے حملہ کرنے کو بیڑا
 ہے انہوں نے کھانڈے راؤ ولد لہر راؤ کو بیٹھار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ کرنے اٹھ
 بھگا دینے کے لئے لنگھا پار بھیجا تب احمد خان اور دہلیہ سردار اپنے پل پر سے رام لنگا کو پار ہوئے
 اور اپنے سپاہیوں کے تئیں سخت تاکید کی کہ دریا سے دوریت جانا اوس کے کنارے کنارے
 چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہاں مرہٹوں نے احمد خان کو روکنے کے
 ارادے سے مقام کیا تھا دونوں نے خان جو پیش لشکر میں تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال
 کیا کہ اب میں دریا کے کنارے کنارے نہیں بڑھ سکتا ہوں لہذا اوسنے کوچ موٹ کر کے
 دریا کے گہاؤ کے دونوں گوشوں یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
 دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
 اور دیکھا کہ پھانوں نے سب طرف سے آمد رفت بند کر دی ہو تو اوسنے احمد خان کے پاس
 پیغام صلح کا بھیجا۔ قاعد نے انکو اب احمد خان کیوں بیان کیا گو ہم حسب حکم سلطان ہند کے
 اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں مگر ہم دلیہ دیر کی طرف سے نہیں لڑتے ہیں محض وقت کا
 نباہ کرتے ہیں اسوقت جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر چلایا جاوے گا ہم
 کھا کر اتر کر کرتے ہیں جبکہ جنگ کماؤں شروع ہوگی ہم ٹکڑے ٹکڑے اطلاع دینگے جب یہ پیغام
 احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹوں کی درخواست ظاہر کی
 اور یہی ہی کہا کہ محمد خان اور مرہٹوں میں سابق میں اتحاد بھی تھا ابتدا سے اوسنے رحمت خان سے
 کہا کہ تم دونوں نے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹوں کی راہ جو اسے بند کر دی ہے کھول دے حافظ رحمت

ساتھ دہاکے کنا سے پر گیا ادھر کھڑا رہا یہاں تک کہ حسام الدین بھیریت لنگھ پار ہو گیا۔
 عبد اللہ خان جمعہ ارمہ ایک جماعت افغانوں و دہیلیوں کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا
 حسام اپنے ساتھ ہو کر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھ سب نے بجز اوسکے عہدہ داروں کے اور جمعہ داروں کے چھوڑ دیا تب
 اوسنے دل میں خیال کیا کہ آنوہ کے حاکم نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب
 سعد اللہ خان کو مجھ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے پاس
 مایوس ہو کر اوسکا ساتھ چھوڑ دیں اور ہم سے آملیں۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا
 مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیوں کی حالت ایسی خراب ہو گئی تھی جسکے سبب سے
 مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہر صورت وہ لنگھا اور لنگھ کر آیا یہاں روہیلہ سردار اوسکی ملاقات
 کو آئے۔ سٹرٹھلٹن لکھتا ہے کہ حکمت علی کی رو سے روہیلیوں نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی
 کچھ فوج کو احمد خان کے شریک کر دیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا
 جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی سٹرٹھلٹن نے بھی بیان کی
 جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تند مزاج نوجوان سعد اللہ خان سے بخلاف رہے
 سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر بامرہٹے سعد اللہ خان کی عداوت
 اور دوسروں کی دوستی میں کچھ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیوں پر حملہ کیا جاتا احمد خان
 اور روہیلہ سرداروں کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کنون کے دامن میں
 پناہ گزین ہونا چاہئے دوسرے سعد اللہ خان جمعہ روہیلہ سرداروں کے پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر
 مراد آباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں چند روز مقام کرنا پڑا اس عرصہ میں یہہ خبر آئی کہ وزیر
 ملہر رائو آجاسیند ہیا کو سنگھ رام پورین چوڑ کر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلیوں نے احمد خان سے

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ میں تھوڑے عرصہ میں ملک کو ہر پختا ہوں وہ دریائے گنگا کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اسکو یہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے چلکر سورج پور میں مقام کرنا چاہئے سورج پور پر گنہ گیل میں ایک گھاٹ ہے اور فرخ آباد سے بیس میل اور گلی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور انہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی مل سکیں گی اور ہم دریائے بہ آسانی اور تر کر نجیب خان سے جا ملینگے اور برہم پلغار ملہر راو کی طرف برہمنگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی سی فوج تھی لہذا ایل کی مرمت میں تفتیح اوقات کرنا خوب بہین اور کوچ کے وقت یہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد ہم پہنچا کر ہم پھر اپنے قدم موقع پر آکر جنگ شروع کر دینگے۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانوں نے کوچ کیا جب وہ پل پر پہنچے تو یہاں سے توپیں داغنے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانوں کی کوشش کا نہ کوڑنا نہ تعجب تمام پہنچے ہٹ کر اور سیدی گھاٹ سے اور تر کر بتایا ۹ محرم ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۸۷۵ء ملہر راو سے مقام سنگی رلم پور جا ملا سیدی گھاٹ پر گنہ گیل میں فرخ آباد کے نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے جب وزیر وہاں داخل ہوا اکل توپیں سلامی میں سر ہوئیں۔ اونکی آواز سے پٹھانوں کے لشکر میں بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سرداروں نے وزیر کی آمد شنئی سب نے محنت ہو کر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سید سے بنگدہ کی طرف کوچ کر چلیں بنگدہ پر گنہ گیل خاص بدایوں سے دس میل پر بازید خان حاکم تو پٹھانہ طلب ہوا اور اسکو حکم ہوا کہ اپنی سب توپیں بطور حیلہ سر کر کے روانہ ہو جاوے یہ قیصل اس حکم کے تو پٹھانہ روانہ ہوا اس کی تجویز کی اطلاع سپاہیوں کو نہیں دی گئی جب تو پٹھانہ روانہ ہو گیا اگل فوج میں پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے محفوظ تھے جب عہدہ داروں نے سپاہ کا یہ حال دیکھا متروک ہو کر کہنے لگے کہ ہم کو تو بے جنگ شکست ہو گئی نواب احمد خان ہم فوج سعدا خان کی فوج سے نصرت کوں پر تھکا اور اسکو

نے جواب دیا کہ لڑائی کی وقت دوندے خان کیسکا حکم نہیں سنیگا ہاں نواب خود اگر وہاں تک پہنچنے کی
 تکلیف کریں تو شاید وہ مانے۔ اور میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ افغانوں کی فوج ذیل کی تھی
 سے تھی دوندے خان کے عقب میں ملک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
 فتح خان خانسان تھا اور اُن کے بعد سعد الدخان و رحمت خان یہ دونوں ہاتھی پر سوار تھے
 یہ سب نواب احمد خان کا ہر اول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑے حکمران
 کے پاس گئے اور مرہٹوں کی درخواست سے اُسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہوں نے اپنے اُوار پرستم
 کھائی ہے اسے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خوا خواہ درخواست مصاحبت کی کر چکے کیونکہ
 انکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہو تین طرف تو انکے ندی حایل ہو اور چوتھی جانب میں نے
 راہ بند کر دی ہو اب انکا ایسا حال ہو کہ بلا تصدیق دے تصنیع اوقات انکو کمزور بہ آسانی شکست
 فاش دے سکتے ہیں ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے
 مگر مذہب اسلام میں امان مانگینو اے کو امان دنیا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جو بھی
 قسم کھائینگے خدا اُنکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہو کر منظور کیا اور اپنی پلٹنوں کو حکم عجیب
 کہ رستہ کھول دیں سپاہی وہاں سے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے رستہ کھول دیا نواب احمد خان
 اور نواب سعد الدخان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کر دے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
 پر پہنچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بند ہوا تھا مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل مرہٹوں نے پل
 کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہاں پہنچا اُس نے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
 حایل ہو دونوں جانب سے توپیں چلنے لگیں جن مرہٹوں کا نازک حالت میں رستہ کھول دیا گیا تھا
 وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد جمع ہوئے مگر قریب نہ آ سکے قریب ایک مہفتہ تک یہی حال رہا مگر
 دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم ہو گئی
 روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حالی عرض کی اُس نے پوچھا تمہارے نزدیک
 کیا غذا ہے اسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سوا دھان

مشغول رہے پھر گھروں کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھروں میں آگ
 لگا دی پہرہات گئے رامپور پہنچ کر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مراد آباد
 کی نواح میں پہنچے اور یہاں چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مراد آباد سے بیس میل
 شمال میں ہے اور وقت ایک جاسوس آپا سبندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر
 آیا اس میں یہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سنا افغان پہاڑ کی طرف بٹے جاتے ہیں اوستے اپنی
 فرج کو حکم دیا کہ فوراً ہندی بارہو کو روانہ ہو کر کاشی پور کے دشمن کے متعاقب جاویں اور
 کہیں مقام نہ کریں ملہر لہو تاہم یہ سمجھتے ہیں ہزار سوار و غل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین
 ہوئے ہیں وہ پہنچنے ہی چاہتے ہیں لہذا انکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر
 جائے اس تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھ کر سرداران روہیلہ و احمد خان کو طلب کیا
 اور جب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوا
 اور دوسرے روز جنگل میں پہنچ گئے اس جنگل میں تین طرف سے دشوار گزار خارستان تھا اور
 ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانوں نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہ مقام
 قلعہ دولت آباد دکن کی طرح مستحکم و بے گزر ہو گیا اس جنگل کے وسط میں اپنا لشکر گاہ قائم کیا
 آنوکہ کے سرداروں نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور نوچین قرینے سے نصب کر کے زنجیروں
 سے کس دین باد و دوران سب کے وہ نہایت مضبوط تھے کہ کہیں سے سلمان نہد کا نہ تھا اور کھانا
 اونکے پاس باطل نہ تھا تو دس عرصے تک انہوں نے میٹھ پر بس کی ٹین چار روز اس صورت
 سے گزرتے اور کہیں سے کوئی سامان جہان نہ ہوا اب نواب احمد خان نے روہیلیوں سرداروں کو
 طلب کر کے کہا کہ قادیان سے بچو جائے اس تو ایسی عطا کی ہو کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم
 سے بھی جنگ کر سکتے ہیں مگر غنیمت ہو چنانچہ نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جواب دیا کہ الموتہ کا رعبہ
 اپنی دامن کو وہ کی ریاست کے ناظم سید محمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید و صوف ہماری قوم
 کا بھی بوائے ہے مگر آپ سید کو کچھ تحفہ تحائف دیکر راجہ کے پاس بھیجیں اور اس کے بعد جو

اصلاً خبر نہ تھی کہ روسیوں کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد احمد خان جاقظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہنچے نواب و سوت ہوتا تھا استیجاب خان و سر قزاق خان نے بلکہ اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہ بھی کہا کہ سعد احمد خان وغیرہ بیان موجود ہیں۔ یہ سن کر نواب نے اپنے سرداروں و ستم خان
شگش و سعادت خان آفریدی و گل خان و جمال خان و منابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طویہ و شمشیر خان و محمد شاہل خان غلزنئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہد خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ پل کو توڑ ڈالو اور نادرین ہو جو رکھاٹ لیجاؤ
اور وہاں پل طیار کرو میں آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہو کر تیار ہو جب وہ خود روسیوں کی طرف چلا اور اوسکو ساتھ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان میں مقام کیا روسیوں نے تب نواب سے ملاقات کر کے اپنی فوج کا حال کہا کہ
تو سچانہ کے روانہ ہو جانے انکے دلون میں ہراس پیدا ہو گیا سی اور بک کے سب بھاگنا چاہتے ہیں
جب یہ حال ہو تو ہم میدان میں کیسے جنگ کر سکتے ہیں نواب نے کہا انکے ارادے سے مجھے
پیشتر ہی سے اطلاع کر دی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی غراب
بات ہے دنیا بھر میں کوئی اوسکو پسند نہ کرے گا روسیوں نے سنیچا کر لیا اور کچھ نہ بولے بعد ایک
ٹمچہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہو چکا تیرا مکان جستہ باز نہ آید بعد ازاں بعد گفتگو و سوال جواب کے
انہوں نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت میں بہتر ہے کہ آؤ کہہ کو واپس جاویں اور
وہاں اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کر کے پہاڑ کو چلیں اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں نواب
کو گو یہ یہ طور نہ تھا مگر بغیر ہٹنا بڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب ہمت مانو کہ وہو چے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ میں مقام کیا اور یہاں و گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہوئے لگی نواب سعد احمد خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے لوگ مقام پر
گھر کے کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور دفون کرنے میں اور بان اور توپخانے کے کام میں

اپنا لشکر موضع چکیا میں ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مہم ہونے کو لڑنے کے واسطے
 آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا تو بچانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز یہی
 طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہو کر اور اپنا تو بچانہ نواب احمد خان کے
 تو بچانہ کے مقابل لایا وزیر کے تو بچانہ کا گولہ اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے تو بچانے
 کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان میں جا کر گرتا تھا اس کو سبھ کے میدان میں افسے
 کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک تو میں چلا کرتی تھیں اور ات نہیں ہونے پاتی
 تھی کہ وزیر اپنی تو میں بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کچھ ایجا تا تھا دو جیسے یہی حال رہا
 مگر افغانوں کو اس سے کچھ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر
 کی تدابیر میں ہار ج تھا رو ہیے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر
 کے گرد ہو بچایا تھا ملہراو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش بہتہ معلوم کرنے کی کی مگر
 سب بے سود ہوئی۔ اسوقت وزیر کے پاس ایک خط اس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار
 شاہی میں متعین تھا اس معنون کا آیا کہ جاسوسوں نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ
 درانی اپنے ہم قوم افغانوں کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کو ہستانی کو اطلاع
 دی ہے کہ میں آتا ہوں سب کے سب دریائے سندھ کے کنارے مجتمع ہو کر میرے منتظر ہیں
 خط میں یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت مترو ہو کر خیر و زحمت سے
 کہا کہ صغیر جنگ میری تمام فوج اوپر مقام سے زمینداروں کو لیکر میوہ جنگ کرنے گیا
 ہے اب تک یہہ بھی نہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہوئی کچھ امید
 بھی ہے اب ہم کیا کریں خیر و زحمت نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تھا
 وہی پیش آیا کرتین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر میں
 جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے بادشاہ
 سلامت نے فرمایا یہہ تو صحیح ہے مگر خطا انسان سے ہو رہی جاتی ہے اسوقت ہم کہ یہہ نہیں لازمی

بہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہو گا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ حجت خان نواب
 رخصت ہو کر سید حامد کے پاس گیا سید مذکور خجیب خان کے قریب تو چخانہ میں تھا اور جو تجویز
 کیا گیا تھا اس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اس کو خط و تحائف
 دیے اور المورٹا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی چکل کے راہ سے
 راجہ المورٹا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تھا کہ ہمارے دشمنوں نے دہن کوہ میں پناہ لی ہے تم تمہاری
 دوستی سے امید رکھتے ہیں کہ ان کو رسد نہ پہونچے پاوے یہ عرض اسکے دو ہیلیوں کا تمام ملک
 تمہاری ریاست شامل کر دیا جاوے گا جب سید سہہ تعافیت وہاں پہونچا اور نواب کا خط دیا
 المورٹا کے راجہ نے وزیر نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
 کہ جو تمہارے یہاں آکر پناہ لے ہم اس پر کھانا بند کریں اس سے خوراک اپنے کارندوں کو حکم دیا
 کہ جو گاؤں واسے نواب کے لشکر سے قریب ہیں اسے کو بہت جلد اناج لا کر نواب کے لشکر
 میں پہونچا دیں اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہاں پہونچے ہی نہ پایا تھا کہ ہزاروں
 پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمود ہوئے اور پچنا شروع کیا افغانوں نے اس غلہ کو نصبت
 عظمیٰ تصور کیا اور پچا سے بھوکھوں مر رہے تھے اس کو بہت غمیت جانا جتا جس کو درکار تھا
 خرید کیا اور شکر خداجا لائے اور کھانے پکالنے میں مصروف ہوئے بعد ازاں سید جواب خط
 لیکر پہونچا اسکا مضمون سوا سے خاص خاص لوگوں کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر گنگا پار
 ہوا اور سختے ملہراؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سرداروں
 بہ ایفائے اپنے قول کے توقع کیا اور یہہ عذر کیا کہ تانیا گنگا دھراور محل افغانوں کے قریب
 میں گئے ہیں لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کس طرف کا ارادہ رکھتے ہیں
 جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اس وقت کوچ بلیجاؤ کرنا مناسب ہو گا تھوڑے ہی عرصہ میں خبر مشہور
 ہوئی کہ نواب احمد خان دروہیلے واس کوہ کی طرف گئے مرہٹوں نے یہ تعجیل تمام کوچ کیا تینا یک
 کہ نواب احمد خان کے قیام کے قریب جا پہونچے یہاں پر انہوں نے مقام کیا اور

اسوقت میں اوسپر حملہ کر دیا و وزیر نے اس کے حسب لحاظ حکم دیا راجہ اند گہرنے بڑھ کر شیب میں مقام
 کیا اور منظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی مغلوں نے
 حتی الحدود بڑی جواہر دی کی مگر نجیب خان نے بڑی دجہلی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے دوستوں
 سے کہا کہ ابھی گولہ باری موتوں کرو جب دشمن قریب آوے تو تلواریں سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے
 سردار خان و دوندے خان سے کہا بلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہ میں چھوڑ کر اس میں کوئی نہ دیکھتا تھا
 حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار
 ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہنچا مگر قبل اس کے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر
 اپنے مورچہ کو جا چکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے پوچھ
 کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم
 اشیہ کے ہاتھ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب شیواہ میں
 دیکھ کر گھنٹہ دن رہے اٹیوں کی فوج میدان میں آئی پٹھان قنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی
 کی اجازت چاہی نواب نے اون سے کہا کہ فاتحہ خیر بڑھ کر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانوں نے
 دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فاتحہ خیر بڑھ کر دشمن کی طرف چلے دونوں جانب سے
 پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان
 بڑھ کر دشمن پر جا پہنچے اور تلوار چلنے لگی افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹیوں نے تاب
 نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اند گہر کا چلہ اٹیوں پر حکمران تھا جب اوس نے دیکھا کہ ناگاہ
 اٹیوں نے مہمہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اونیکو جمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص
 ہمارا ہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اوہوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی
 سے لڑے بھڑے ان میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہو گئے تب خود اٹیوں کا سردار شمشیر
 بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تو بڑی دیر لڑ کر پٹھان نے
 اوس کو ہلایا اور اوس کا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹیوں نے دیکھا کہ اوس کا سردار قتل ہوا بھاگ

کہ مشورہ دینے سے انکار کر تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شیعہ روانہ ہونا چاہیے
کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہ صلح دی کہ علی قلی خان
چھٹکا اس قاصدی بھیجا جاوے اور علی قلی خان شیعہ لیکر روانہ ہوا ہے ۔

راجہ اندر گیر کے اشیون کا حملہ

وزیر نے اس خبر کو اپنے مسندوں سے بھی مخفی رکھا اور سرے روز اسے ملہراؤ و آپا سیندھیا دتا مینا
گنگا دھر و سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو چوہنے تو گذر گئے مگر موز روز اول پر تم ذرہ بھی آگے
نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں
اور نہ خارستان و قلعہ و خندق کے اندر گھیرنے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے نہ وہ قلعہ میں ہے
نہ خندق میں نقطہ پانی سدا بہر دو گوشون مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف
نجیب خان و سید احمد کا تو چنانہ ہے اور مغرب بہت نواب احمد خان ہر اگر کوئی شخص ٹھوڑی بھی
تخلیف کرے تو اُس پر فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو
اتنی تخلیف کیوں نہیں کرتے ہوا اندر گھیرتے کہا کل میں نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور
بے مدد و سپر قبضہ کر لوں گا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤنگا یا اسکا سر منسوب
لاؤنگا سر دارم شہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے
مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کر گیا اور مجھے لپٹا
کہ یا تو وہ مارا جاوے گا یا شکست کھاوے گا جب رات تھم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر
بجمہیت پندرہ ہزار سوار و پیادہ تھامی از قوم اٹیٹھ و ناگاسلخ بابان و ہندوؤں وزیر کے رو رو گیا
اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ نخل اور شیر جھونگھم
ہو کہ اول دے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کریں تاکہ کل پٹیان اور سطرف مخاطب خان
اور نجیب خان کی مدد کو جاوین اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹیان اور سکاکوئی محاول نہ کرے

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیارہ بجے اوس کے ہتھکڑیوں کو نکال دیا۔ وہاں سے ہاتھ من ہاتھ دئے ہوئے راجہ کے خیمہ میں داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی خوش
 آمد پر بٹھلایا اور کوہستانی اسٹیشن پر گندہ گندہ باز و درجہ دیگر پر شکاری تانہا کے شکار
 و جھوٹا سوگند یہ ایک خوشبو شل عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ رنگ کے نایاب راس
 مانگن تدر کے سوا اس کے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے انکو
 قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ میں خود مقرموں کہ بے چیزیں محض
 سیدہ میں لیکن اگر نواب تو جہات سے قبول فرماوے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب
 نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزیں قبول کر لیں دوسرے روز راجہ رخصت ہو کر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا۔

عہد و پیمان توسط علی قلیخان

وزیر کا اس ہم مشکلات سے وزارت تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو شاہان ولایت کی
 اولاد سے تھا وزیر کے لشکر میں بادشاہ دہلی کا شفقہ لیکر داخل ہوا یہ شفقہ بدستخط خاص تھا جس میں
 یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کر لینا چاہئے یہ شفقہ وزیر کو حوالہ کر کے علی قلی نے ہدیہ
 کا دہائی پیغام اپنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری
 طرف سے ہوگی تو اوس میں تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے
 علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھ میں اور احمد خان غالب جنگ میں قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر
 تمہاری مرضی ہو تو میں احمد خان سے ملاقات کر کے اوسکو صلح کی طرف مائل کروں وزیر اس
 تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھ
 تمہاری ملاقات کی کمال آمد ہو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان کو دو دیگر
 سرداران مدد طلب کیا اور خط کا مضمون کہایا کہ یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان انکا
 دوست ہے لہذا ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے ہتھکڑی کی کیا ضرورت ہے

کھڑے ہوئے۔ راجہ اندر گریہ پر گشتگی طالع دیکھ کر میدان جنگ سے پھرا اچھانوں نے وزیر کے لشکر تک اور کھاتاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہاں پہنچے۔ بعد غروب ہندو تلک کی بیٹی کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کر سکا تھا نواب نے فوراً قاصد برونہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آئیں پٹھانوں نے وزیر کے توپ کی گالزوں میں آگ لگا دی اور معہ مال غنیمت اپنے لشکر میں واپس آئے خاص خاص سردار نواب کے روبرو حاضر ہوئے اور اس فتح کی خوشی کی تہنیت کی نواب نے ان کی بہت تحسین و آفرین کی اور ان کی بہادر می کا بڑا شکریہ ادا کیا جب وزیر نے اندر گری کی شکست کی خبر سنی نہایت اندر وہ خاطر ہوا اور اپنے خیمہ میں سے نکل کر باغی پر سوار ہوا اور کاشی پور کی طرف بھاگا جب ملہر راؤ اور آپاسیندہ سب کی تینوں وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اور کھاتاقب کیا اور کاشی پور پہنچ کر اوسکی سردار ہوئے اور وزیر کے پاس جا کر بولے کہ شکست تو اندر گری ہوئی تمہاری اس بزدلی کا کیا باعث ہے او نے اپنے غرور کی واقعی سنرا پائی عرض ملہر راؤ اور آپاسیندہ یہاں وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اس کے مرتبہ کے تھی باز کرنا وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ میں قیام پذیر ہوا۔

راجہ الموراک کی احمد خان سے ملاقات

سید احمد کی تحریک نے راجہ الموراک احمد خان کے لشکر کو دیکھنے چلا کے ہزار پیدل سپاہی ساتھ لئے ہوئے اور ایک زرنگار تخت پر چوار چوہرات سے لدا ہوا پہاڑ سے اور نواب احمد خان اوسکی پیشوائی کو بڑا صاحب نظر دو چار ہوئیں دونوں نے ایک ہی بیج ایک دوسرے کو سلام کیا نواب راجہ کو اپنے قیام گاہ میں لگیا اور ایک علیحدہ مسند پر بٹھلایا۔ ہندوستان کے نقاب معہ ایک باغی کے راجہ کے روبرو پیش کئے گئے منجملہ ان کے راجہ نے فقط دو دو مال قبول کئے اور باقی سب اشیاء واپس کر دیں سید احمد راجہ کی زبان سے واقف تھا چنانچہ جو کچھ راجہ کہتا تھا وہ نواب کو سمجھاتا جاتا تھا تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد راجہ چھت ہو کر اپنے لشکر میں گیا

بسا طری کیا کر نو بجائے پوچھا تمہارے اس سوال سے غرض کیا جو ملا سر دلائے جواب دیا کہ مولا
 صلح اپنے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے
 تو تعیل شرائط میں مجبور کرے اور در صورت نسخ معاہدہ بمقامہ پیش آسکے اور اسکا مطلب یہ تھا کہ
 صلح نامہ ملہراؤ و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہئے مگر کسی حال میں مجھے یہ نہ منظور نہیں ہے
 کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ میں جاوے حافظ رحمت خان کو خستہ یار کہ چاہے جاوے
 یا نہ جاوے کیونکہ اس میں اور وزیر میں مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ میں
 تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہوں اور اوپر عمل کرونگا بعد ازاں نواب اپنے لشکر گاہ میں واپس
 آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہے مگر وہ پہلے سردار میرے
 بیٹے کے عینے میں لائے نہیں دیتے ہیں یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا والد تمہارے سردار
 نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہیں یہی سیری خواہش تھی جو انہوں نے صلاح دی میری
 مراد صلح سے تھی وہ چاہے کہ کیونکہ سیری غرض صرف تم کو صلح کی طرف رغبہ کرنے کی تھی
 نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کا انچر ہے بعد اس ملاقات کے
 علی قلی خان نصرت ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور
 کہا کہ میں نے احمد خان کو صلح پر قہر دہنی کر لیا ہے مگر شرط یہ ہے صلح نامہ توسط ملہراؤ و آپا
 سیندھیا کے ہونا چاہئے لہذا کھانڈے راؤ محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا
 جاوے وزیر نے ملہراؤ و آپا سیندھیا کو طلب کر کے کہا کہ نواب کے بیٹے کے پہان لانے کی
 تدبیر کرو جب وہ یہاں آؤ گے ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونوں سرداروں نے منظور کیا مگر یہ
 کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر نگو وزیر سے محاصرت کرنا پڑے وزیر نے باوجود
 اپنے مرتبے کے مجبور ہو کر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ و عا کا نہیں ہے تب ملہراؤ نے اپنے بیٹے
 کھانڈے راؤ کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر میں لائینگے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے اچھٹن
 سے کہا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجے میں کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ معہ ہر اسوں کے نواب کے

گھر آپ کا ہر جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
 کہ ہرگز ارشادہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
 میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری تو میں میں بادشاہ کی اہانت ہر جب علی قلی خان نواب کے تو بچاؤ کے
 قریب پہنچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہاں پہنچا دونوں باہم
 گفتگو ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اٹھ کر فرش
 استقبال کو آیا اور اوس سے گفتگو ہوا ہاتھ دین ہاتھ دے ہوئے سنا تک گئے بہت دیر تک
 باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازاں علی قلی خان کو ایک خیمہ میں پہنچایا جو خاص اسی کے آرام
 کیونکہ اسے استادہ ہوا تھا بعد ازاں طعام قہریم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
 کے خیمہ کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا ذکر درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
 دستخطی شفقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شفقہ کو سر پر رکھا تعلیم کی
 خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور علی کی طرف منہ کر کے آداب بجالا یا بعد ازاں شفقہ کو کھڑکڑھا
 اسکا مضنون پڑھا من خاص سر داروں کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شریعہ صلح شروع ہونے سے
 تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شفقہ شاہی کو
 پڑھ کر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہو علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
 حافظہ احمد خان کو میرے ہمراہ بھیج دو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری میں
 کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامرنوق الادب سمجھ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
 محمود خان اور خاص سر دار کو نواب احمد خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر میں بغرض صلح بھیج دیا
 اسی میں وزیر کی بھی آبرو بنی بیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہے احمد خان نے جواب دیا کہ اس
 امر میں بغیر مشورہ اپنے سر داروں کے چلن کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں احمد خان نے انھیں سواہر ہو کر
 سعد اللہ خان کی فرود گاہ میں دیا اور حافظہ احمد خان اور دوسرے سر داروں کو طلب کر کے
 امر مذکور میں صلاح پوچھی ملا سزاوار خان جو اس سب میں عمر میں زیادہ تھا ہوا کہ علی قلی خان کی

صاحبزادہ سمجھتے توقف کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اندھ جانے کا حکم کیا جب سب اندھ پہنچ گئے
 اوسکے بعد وہ اندھ جا کر ٹھہرا تب ٹھہراؤ و آپا مسند بیٹھنے آگے بڑھ کر اوسکو پا لگی سے اوتار
 اور اوسکے ہاتھ چلے صاحبزادہ لپٹ کر فرش پہنچ کر آداب بجالایا وزیر نے کہا مہر جا اور دونوں
 ہاتھ میل کر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم سلام مغلوں کی تھی کہ وقت ملا تھا
 جسکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہیں اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں وزیر نے آگے بڑھ کر اپنی داہنی جانب
 کی سند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادہ نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ میں لیکر
 گدازین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے مزدراپس کی مگر صاحبزادہ نے اسرا کیا تب
 اوسنے قسم کر کے تدرجہً اہل کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھ لیکر اپنے سینے
 سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وزیر نے
 کہا کہ چنان بھاگا نہیں کرتے میں تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
 دیا کہ اوسکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دو غلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادہ نے
 کہا کہ میرے والد کی ماں قوم مغل سے تھی اور باپ چٹان تھا چنانچہ وہ اہل پدیری کی طرف
 جاتا ہے بہادری سے میدان میں آتا ہے اور جب نسل ماردی کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
 ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہو گیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ٹھہراؤ
 و آپا سیدھی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے ابھی کچھ کھلایا نہیں جو آپ براہ عنایت بابا
 محمود خان سے نصرت ہوئے یہ سنکر دونوں سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
 و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے میں گیا اور خاصہ طلب کیا تھا راجہ خان نے ہماؤن
 کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فلیخ ہوئے وزیر نے اسماعیل خان کو حکم دیا کہ چارے سراپا
 کی دوہنی چلباسکے واسطے خیمے استادہ کر جب خیمے کھڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان
 وزیر سے نصرت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلوں نے ان دونوں
 شخصوں کے خیموں کو گھیر لیا جب نواب کے نوکر وہاں پہنچے یہ حال دیکھا ہر ایک نے غصہ افزہ آواز کیا کہ اپنے

سورجہ کے قریب پہونچا اسکے آنے کی خبر نواب کو پہونچی اوسنے اوسوقت محمود خان کو طلب کیا اور
 کچھ اوسکے کان میں کہا اور دوسو سواروں کو اوسکو ساتھ کیا اور جن حسام الدین علی رضا جسی
 تصنیف سے ہم نے اس کتاب میں نقل کیا ہے اور سعد الد خان نے حافظ رحمت خان سجایا
 جب کھانڈے راسے نے اس نوجوان کو لینے محمود خان کو آگے دیکھا اپنے ہاتھی سے اتر پڑا
 اور اوس سے بغلیکیر ہوا بعد ازاں جب چھ سو سوار ہو گئے کھانڈے رائے نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
 ہاتھی کے پیچے رکھا اور اسطرح سے مرہٹوں کے لشکر گاہ میں پہونچے ملہر رائے و آبا سینہ جی
 تانتیا اور دوسرے سردار پٹیوائی کو آئے جب وہ سامنے پہونچے اور ترپٹے اور صاحبزادے
 سے بغلیکیر ہوئے بعد ازاں ملہر رائے اوس خیمہ میں لیجا کر ایک سینہ پر بٹھایا اور مرہٹے سرداروں کے
 گرد بیٹھے تب دکن کے تحائف نذر گزارنے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کیں باقی گھڑا
 و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کر دیں بعد ازاں سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر میں گئے اور کہا
 سردار ذمی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی تلخا
 کو جانے کا حکم ہوا سرداران اوسکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف
 صف باندھ کر کھڑے ہوئے اوسکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و جت خان شکر سے نکلے اوسکو
 آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اتر پڑا اور
 اوسنے بغلیکیر ہوا تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر میں پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
 ٹھہر گیا ملہر رائے و آبا سینہ جی نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر
 سے اجازت لیجئے کیونکہ میں یہہ چاہتا ہوں میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہوں
 وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ مدعا سے پر جا کر کھڑا ہو تاکہ نواب کو پہونچ
 کہ روک نہ پورہے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے میں لیگے یہاں وہ مستقر ملاقات کا بیٹھا تھا اس
 سردار میں تین من گئے صاحبزادہ دوسن سے گئے کہ اپنے ہاتھی سے اتر کر پاگل میں سوار ہوا
 دوسرے سردار پہونچے دروازے سے ہاتھی سے اتر کر پاگل میں سوار ہوئے تیسرے دروازہ

رضویہ الامحیوٹ علم نام بڑا ذلیل اور عقل تھا یہ میر قدرت علی سفارش سے وزیر کے یہاں نوکر
 ہو گیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے
 اوس سے کہا کہ میں نے ان افغانوں کے نیک کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون
 اس موقع پر بہت آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقل آدمی ہو بتلاؤ کیا مذہب ہے جس سے
 میں اپنے دشمن پر فتیاب ہو سکوں۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن میں ایک مذہب
 مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیمین سے نہیں ہی وزیر اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے
 پسند خاطر نہ آئے معرض عرض میں نہ لایا وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ محکوم پر
 اعتبار ہے جو کچھ خیال تمہارے دل میں ہو بلا تکلف و بیخبر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت
 کیا کہ اب حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قطع قمع
 مٹوانا حاضر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہو مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہو
 میں لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان
 احمد خان کو چھوڑ کر حضور کے روبرو حاضر ہوں تو اوسکے واسطے کیا تجویز ہو گا اوسنے کہا اوسکے
 رتبہ و عہد کے مطابق اوسکے ساتھ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہیں اوسکو رتبہ و جاگیر ہوگی
 اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین
 کی گزارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ دستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور
 یہہ پروانے مجھے عنایت ہوں اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب اسے عالی ہو مجھے
 ملے وزیر نے سید نور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لکھاؤ کہ جب تجویز سید محبوب عالم
 پر انجات تیار کرے اور جب سب تیار ہو چکیں سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی سید
 محبوب عالم تب خصمت ہو کر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہو چکے وزیر کی خدمت میں
 فرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازاں میر قدرت علی کے حیمہ میں محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک
 شخص میرزا الدین باجی ولد شاہ ظہیر الدین گوالباجی حاتم الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

مالکوف نے اطلاع کی مرٹون کے جاسوسوں نے معلوم کیا کہ کچھ دن کا لڑاؤ ہو رہا ہے لہذا ہم اس
 متردہ کو اپنے سرداروں کو جا کر خبر دی کھانڈے راویہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے محل سے
 قلم فوراً اسے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقوں پر حملہ کر کے انکو منتشر کرو و یہ حکم منظر
 بھاگ کھڑے ہوئے سرانچہ پونچر کھانڈے رائے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ صاحب علی بارہ
 مقابلہ کھڑے ہیں کھانڈے کو دیکھ کر نواب محمود خان نے مسکرا کر کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا تھا
 کہ میں کسی صورت سے وزیر تک پہنچ جاؤں اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر
 سپاہی میرے تابع کرو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دوں کھانڈے رائے جواب دیا
 جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پا دیکھا اب تم کو لڑنا
 ہے کہ فوراً یہاں سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائیں جانب چھوڑ کر
 دامن گوہ کی طرف روانہ ہوئے جب دے احمد خان کے لشکر کے قریب پہنچ گئے کھانڈے
 رائے نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے رائے کے واپس آنے سے قبل لہر راؤ
 و آپا سینہ میا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو دریاں میں ڈالے
 کی کیا ضرورت تھی اور سیدقت تخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا
 خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسعدہ سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اہل حال و وہ علی قلینچا
 سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے جب علی قلینچا ان
 آیا وزیر نے اس سے کہا کہ انے کیفیت مفصل بیان کرو اسے کہا کہ اس خیال سے کہ دربر کے
 سپاہیوں کو افغانوں سے عداوت قلبی ہو سادہ راؤ و انکو کچھ ضرر پہنچا لہذا میں نے وزیر مشورہ لیکر
 ایک ہزار نفل سواروں کا پہرہ پھانوں کے خیموں کے گرد کر دیا۔

افغانوں کے لشکر میں محبوب عالم کی سازش

جب ملازم کی اول کوشش میں ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہیں بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں اور اس پر کسبت
 ہیں کہ یا تو فتح حاصل کریں یا میدان میں مرین آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو
 اوسکا مارنا آسان نہیں ہر قطعہ ہر کہ دست خوشتن از جان شست * خود بماند دشمن خود را کشت
 مردہ می یا بد بخت از دست موت * زندہ ہا اور ناغید جملہ پشت * دیا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جاوے
 کہ وزیر عہدوڑے عرصے میں احمد خان پنجاب آکر اوسکو اسیر قتل کر گیا اب میں آپ سے پوچھتا ہوں
 کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھوں سے خون میں ہوتا اور میں تکیو لگتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر
 اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حسیات بہ بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و وسیع ہونے کے جان بچا کر
 آبرو خاک میں ملا دیتے ہیں سمجھتا ہوں کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہر جہ پر بخود ہی پسند
 بہ دیگرے پسند مجھے آپ معاف رکھنے کہ ایسی نادانی کی تحریر میں منظور نہیں کر سکتا ہوں یہ جواب
 معافی طاق کے حوالہ ہوا اور وہ ٹیکر صاحب داد خان کے خط میں آیا اور اس نے بھی جواب خط کا
 دیا اور تحریر کیا کہ میں نے عہدہ پر دانے اور خطوط تقسیم کر دئے جو کچھ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس کے بعد ان
 اطلاع دی جاوے گی میں قاصد کو نہیں رکھ سکتا ہوں کہ اس سے میں خود آفت میں پڑ جاؤں گا مگر خدا کے
 واپس بھیجا ہوں قاصد یہ دونوں خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور وسیلہ چوہ و کورٹس جو بعد از
 و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و زبردنی میں طاق تھے اب انہوں نے یہ اختیار
 کیا تھا کہ تو پھانے داہنی و بائیں جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوئی مئی وزیر کے لشکر میں
 جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے و اوسکو بیکر بھر اپنے مقام معبود میں مخفی جاتیے
 تھے اتفاقاً یہ قاصد اپنے قریب سے ہو کر گذرا اور انہوں نے اوسکو گرفتار کر لیا اور نواب کے در
 لائے نواب نے قاصد کو سامنے بلا کر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر میں آئے تھے اوس نے جان
 کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونوں خط جو اوس کے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان
 خطوں کو دیکھا تو اس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہنچ چوکی تھی کہ قاصد کو افغانوں نے
 گرفتار کیا ہے اور نواب کے زور و لائے میں حبسام الدین رو بہ نواب کے آیا نواب نے اوس سے

وزیر کے لشکر میں حاضر تھا میر قندقلی اور سپہ سبت اعظم اور کھتا تھا اور اسکی بڑی عزت کرتا تھا
سبب اسکا یہ تھا کہ قدرت علی سپہ سبت و دشمن دانی پوری کی اولاد سے تھا اور یہ سپہ سبت
خلیفہ میران حبیب الدین حضرت محمد عزت گو الباری کا تھا اتفاقاً میر نور الدین حضرت علی کے خیمہ میں
آیا اور میر محبوب عالم اور میر الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہو گئی تھیں گنگو
محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ میر الدین حسام الدین کا چچا زاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی اور محبوب عالم
نے میر الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ دیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیوں اختیار کی جو وہ تو
تھوڑے عرصہ میں یا تو قتل ہو جاوے گا یا گرفتار ہو گا لہذا اصلیت یہی ہو کہ تم فوراً وہاں سے بیان
چلے آؤ اور کل اسباب اپنا دہن چھوڑو بیان اور مہیا ہو رہا ہو گیا جو وقت تم بیان ہو پوچھ گئے اسوقت
وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاوے گی اور تم کو جاگیر منصب حاصل ہو گا میر نور الدین نے اس منہج کا خط
لکھ کر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اس کے دوست و آشنا کو دشمنش آباد کے
تھے ان سب کے نام چھپایا لکھیں اور انکا مضمون یہ تھا کہ میںی وزیر سے تمہاری سبکی کشیدہ
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری منصب عطا ہو گا اور میں نے منصب علی کے
واسطے شیعہ بھر وزیر لکھو الباب ہے لہذا انکو لازم ہے کہ فوراً وہاں سے چلے آؤ سب پر جانے اور اپنے خطوط
اکٹھا کر حکمران کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو
ردانہ کئے صاحب داد خان خشک و محبوب عالم دونوں شیر خان چلیہ کے پاس نوکر تھے اور بیکھائی
کے سبب دونوں بن بڑی دوستی ہو گئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم
نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدنگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہنچا اور کل خطوط
و پروانجات اس کے حوالہ کئے اور وہاں حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پوچھ کر میر نور الدین کا خط
حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھول کر اس خط کو پڑھا اور جب خط چلا تو یہ خیال فرمایا
ہیں کہ میں نواب احمد خان کی ملازمت میں ہونے سے خوف میں ہوں یہ ہتھوڑا آپ اپنے دل سے
دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھ جوان ہیں اور یہ سب کے سب بڑے بہادر

ملک معاجات سے ہلاک ہوتے ہیں چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اومین بڑا خوف
 پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنیں گے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
 کرینگے اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دنیا
 حیرت میں ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوبنے کہا کہ میں نے اسکا تصفیہ تمہاری رائے پر
 چھوڑا جو تمہاری رائے میں آوے سو کرو مرٹھوں نے کہا اب تلوار میان میں کرنا چاہئے اور وہ
 علی قلیخان کو لشکر میں بھیجا چاہئے وہ اس سے جا کر کہیں کہ وزیر تعین حکم بادشاہ جنگ سے
 دست بردار ہو ہے لہذا تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کرو احمد خان کو کل ملک مودودی او سکودیا جاتا کہ
 بدین شرط کہ اس کے عوض وہ میں لاکھ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہ روپیہ
 ادا نہ ہو نصف ملک مکنول رہے یہ شرط وزیر نے منظور لیکن اور مرٹھوں سے کہا کہ کوئی معتد
 آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہراو و آپا سیندھیانے تانٹیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور ذوال
 الحجی روانہ ہوئے۔ وزیر سے پوشیدہ ملہراو و آپا سیندھیانے تانٹیا سے یہ کہہ دیا کہ تم
 احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہہ دینا کہ جو بشرائط علی قلیخان پیش کرے تم
 بلا رو کہ منظور کر لینا کیونکہ اسوقت ہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہیں
 اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر میں بھیج دو جب یہ دونوں احمد خان کے لشکر میں پہنچے
 علی قلی خان نے کہا ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرو
 میں کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ازاں دھر کی باتوں کے معاملہ کی گفتگو
 شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرٹھوں کا وکیل کل حاضر ہوگا تانٹیا
 دوسرے روز نواب کے دوبرو حاضر ہوا اور دوسیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہ
 رائے ہوئی کہ معاملہ ملہراو و آپا سیندھیانے پر چھوڑنا چاہئے اس پر نواب رضی ہوا علی قلیخان
 و تانٹیا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا ہم ملہراو و آپا سیندھیانے کو رضا مند رکھنے کے واسطے اپنا نصف
 ملک تاداسے نذرانہ شاہی مکنول کرتے ہیں بعد ازاں نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

مخاطب ہو کر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم کتاب رکھتے ہو اس نے جواب دیا حضور
سیرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اس نے کیا لکھا تھا اس نے جواب دیا جو کچھ جوڑ کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہو کرستم خان گیش و حاجی سردار خان و سبجا خان
اور سوت حاضر تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر نواب نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اس نے
پہنایا ایک خوب ادا کیا دیکھو اس نے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط با واز بلند
پڑھ کر سنایا اور انہوں نے شکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کر کہا کہ جو کچھ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشا اللہ بہت جلد وہ وقت آجگا کہ میں تمہیں اس
صداقت شکاری کا عوض دوں گا بعد ازاں حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان فرخ خان
و سید محمد کو ملا کر نواب نے تمام حال کہا سید محمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ وہاں کوہ سے
لیکر سلی حبیب تک متعین ہیں میں ان کو مکمل سید ہو چکا کہ اگر کوئی چٹان بوارادہ گزیر لشکر سے نکلے اور
خود آفتل کر ڈالو اور اس کا اسباب ضبط کر لو اب پانچوں یہ سلیہ سردار رحمت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکال دے فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی ۔

تجدید شرائط عہد نامہ تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہ تھی کہ مغرب کے بعض بلخکان نے ملہ راہ و آپاس بندھیا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اس نے دیہات سندھ کو عبور کیا ہے اور سیم ملخا
بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹوں کو بڑے زرد میں ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفقہ رائے ہو کر وزیر کے پاس گئے اور اس کو ملاصحت کر کے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا
کہ ہماری اور تمہاری دونوں کی سپاہ نے چھ کی مصوبت دیکھ کر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہو گئی ہیں اس واسے اسکے پہاڑ کے پانی نے اس میں ایسا اثر پیدا کر رکھا کہ وہ اکثر مرگ

کی تیاری کی دودھ مقام کر کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہنچ کر اوسے اپنے باب
کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا۔ بعد ازاں وزیر لکھنؤ سے فوج آیا
اور وہاں سے ملہر لڑا۔ سینہ صیا کو ہمراہ لیکر براہ آنا دہلی کی طرف روانہ ہوا اور اسکے ہمراہ
روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل و عیال کے لانے کے واسطے دہلی کی طرف
روانہ کیا۔ دو بہن بیگم فی العوز فرخ آباد کو واپس آئی اور اسکے بعد نواب کے بجائی بھتیجے چیلے رعایا
اور بے خود ہو گئے۔ اور اپنے اپنے گھروں میں بسنے لگے۔ صاحب بیگم سوہ قائم خان عیالیس
آئی اور قلعہ امیتھی میں رہنے لگی۔ مالیک بیگم بی بی صاحبہ نے بلن محل میں سکونت اختیار کی
یہ مکان سابق میں لوسکے بیٹے قائم خان کے قبضہ میں تھا۔

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کا دربار درست ہو گیا تو وہ عیش میں مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے
پیدا ہوئی اور اسکے درباریوں نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے
قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد
شاہ جہانی میں بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑ کر مفلسی میں مبتلا ہو گیا اتفاقاً
شہر آباد میں رہنا اختیار کیا بعد محو طے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ لڑکی
بی بی خیر النساء نام چھوڑ کر رحلت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی
کو اپنی تنہا میں لیا یہ لڑکی اب تک دوشیزہ خدیجہ اور خان مرحوم کے گھر میں رہتی تھی۔
یہ حال سن کر خانباء اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلا کر خاص محل میں داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے
ساتھ نکاح کیا اور وقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر شہر آباد کی زبان پر
رہتا تھا۔ دو سالہ و محبوب چارہ سالہ + بہن بی بی صاحبہ صغیرہ کبیرہ بعد ازاں
کے ساتھ عرنا مشہور مطابق سالہ ہجری میں اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کو

ادس سے کہا کہ بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں لیکن بعد
 اونے منشی کو طلب کیا اور خط شتر علیہ مجوزہ سرداران و مشہد تحریر کر دیا یہ خط تانسیا کے
 حوالہ کیا اور زبانی یہ کہہ کر کہ میں تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہوں۔ ایک نقل بھی
 کہ شتر علیہ تانسیا کی پتروں تانیہ پر کندہ کی گئی تھی جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل
 کر لیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر میں قریب پہونچے ملہراؤ
 و آپاسیندہ میا و پٹیل و او و تانگیر و دوسرے سرداروں کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہراؤ
 و آپاسیندہ میا ہوا ہوا کہ عورتوں کی دور گئے اور تانسیا گنگا حشر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خان
 کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
 کرو ہمارا عزم کوچ کا ہے دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریائے گنگا کے
 کنارہ پر پہونچے اور جہاں ادس نے ملہراؤ و آپاسیندہ میا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
 محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنؤ کی طرف روانہ ہوا ادس نے اونے کہا کہ جہاں ملہ
 کی تکمیل ہو جاوے گی میں تم کو رخصت کر دوں گا۔ بموجب حکم کے مرہٹوں نے دریائے گنگا کو عبور کر کے
 قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان و امن کوہ سے نکل کر ادس مقام
 پر خیمہ زن ہوئے جہاں وزیر کی قنوج قائم تھی وہاں سے کوچ کیا اور قریح آباد احمد نگر کو جا پہونچا
 ادس کے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی سلاخہ ہو گئی اس عرصہ میں وزیر لکھنؤ کو پہونچا چار پانچ روز
 بعد ادس نے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت معیت پارچہ
 عنایت کی بعد ازاں ادس کے والد کا ملک بجال کر دیا اور اوکو قائم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
 رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد ازاں تانسیا کو سند اسباب کی کہتا ادا سے نذرانہ شاہی
 احمد خان کے نصف ملک برقعہ کر کے یہ ملک ملکہ کو عرصہ میں اوس تھا یا بکے ملا جو وزیر سے اوکو
 یا قنوج تھا محمود خان و تانسیا رخصت ہو کر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان ان کی
 طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا تب مرہٹے ادس سے ملنے کو آئے اور مجاہد لاری

یہ مقام کہنہ سے ۶۰ میل پر مگر آخر کار بعد از مدخلان درویش کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ
 دینے سے تصفیہ ہو گیا، سوال ششم بحری مطابق ۲۵ جون ۱۰۸۷ء غازی الدین محمد ہر دو شاہزادگان فرخ آباد
 میں داخل ہوا اس عرصہ میں احمد شاہ درانی میکیک متہرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عہد الملک
 کی شکایت اور خبیث خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے خبیث خان کو امیر الامرا کیا اور نظام الملک
 اس کے سپرد کیا عہد الملک نے اس کا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اسے کو عہدہ پر
 مامور کیا غازی الدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچھ احمد خان کی فوج اور مرہٹوں کی مدد سے اونے فوراً
 خبیث خان کو دہلی سے نکال دیا اس ملاقات سے غازی الدین خان اور احمد خان میں ہنایت وجہ اتحاد ہو گیا
 یہاں تک کہ وزارت سے مغربی کے زمانے میں نو سال تک اونے احمد خان کے پاس پناہ لی اب انکی
 دوسری ملاقات کا ذکر آگے چلکر ہو گا۔

جنگ پانی پت میں احمد خان کی کارروائی

جب ۱۰۸۷ء مطابق ۲۵ اگست ۱۷۷۰ء غازی الدین احمد شاہ درانی چھوٹوں بلوچستان
 پر حملہ آور ہوا احمد خان محمد سرداران درویش اور مسکی ملازمت کو گیا چہ دم دی الحجہ ششم مطابق ۱۰ اگست
 ۱۰۸۷ء بمقام کوئل اس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتا جی سینہ حیا کو شکست
 ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطلع ہوا مگر کیونکہ اونے باظاہر رسد اسکو اپنی فوج کے بددقہ کے
 ساتھ روانہ کی تھی۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت اگر وہ میں تھا اس بددقہ کی خبر سنکر
 دریائے جہنا کے پار مواہبت سی رسید چھین کر اور برباد کر کے پھر جہنا پار چلا گیا افغانوں کی ایک جمہیت
 اور پیچھی گئی جہنوں نے پاشا کو بوسکا تعاقب کر کے پڑی خوزیزی کے ساتھ اسے شکست دی
 احمد شاہ نے جہنا پار آگے بڑھ کر انوپ شہر میں اپنی لشکر گاہ کا پڑاؤ دالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدین
 جی طاہت کی طرف تامل ہوا ایک مورخ اس مقام پر لکھتا ہے کہ اسکا باعث حادثہ حسن جان احمد خان
 تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسے ہلاک ایک لشکر عظیم بہ سرداری جنگو جی ولد راجا جی سینہ سبوا واپس آیا

اوسے خرمیون اور سکینون کو بہت کچھ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن مجید کو
اوس میں حرف دال نکالتا ہے اوسے خرمیون کو طلب کر کے کہا کہ لڑکے کا زانیچہ کھینچو آخر اسکا نام
دلیبر بہت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو موعہ تحائف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دہو دہم
رہی اور چہرہ روز نک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دانی اوسکی رضاعت
کے واسطے مقیم ہوئے بادشاہ نے باہی مراتب موعہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے
ایک گلال بارشی عید گاہ میں قائم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلا کر بادشاہ کی عطیہات لے آنے
کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا تو میں سلامی سر
ہو میں نوبت آنے جیتے ہوئے و روپے اشرفیان لوثاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے
جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو اسم آئندہ پڑھائی اور کتب کو بھیجا اوسکو ایک
امان بن کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے عورتوں سے عرصے میں اوسے علم
حاصل کیا اب اوسکے باپ نے اوسکو اور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمار الملک کی پہلی ملاقات

سنہ ۱۰۲۱ ہجری مطابق ۱۶ ستمبر ۱۶۱۱ء شہنشاہ احمد شاہ درانی نے پانچویں حملہ کے
زمانے میں غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا و جمناسے کچھ زمینیں
نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل مشاہدہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب و پیرے
روپیہ جبر وصول کرے دہلی کے شاہزادوں بدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادرزادہ
شاہ مذکور و اسرار الدین مہر افواج بدانی زیر حکم جانا باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خراج آباد کی طرف
پڑھا اور اسی فوج بہ سرداری بکری خان ولد ذکر یا خان روانہ کر دی اس فوج نے تھوڑے عرصہ میں
گنگا کو عبور کیا اور گراواری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہے جا پہنچے
شجاع الدولہ لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آور دن کے نو گھنٹے کے ارادے سے ساندھی پانی تک آیا

کیونکہ گوہر راوہندش بوندیل کھنڈ سے عین ہنر اور جان ہیکر آیا ہے اور حیران اور تر کر دیا ہے مذکور کے
 کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگرچہ فوج وہاں نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاست و میرا مکان لوٹ
 لیا جاتا اور اسے اذین میں نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صدر جنگ کے بعد سورج مل جیت سنگھ
 و دیگر راجاؤں کے شکست دی جو اور اگرچہ چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا
 پاس کر کے اس عقد سے باور بادشاہ دے نے جو اب دیا جو کچھ تم نے اس وقت بیان کیا میں نے اسکی
 خبر کامل سنی تھی آخر نواب یہ کہہ کر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان
 کے تو چنانچہ کے مقابل ابراہیم گادھی کا تو چنانچہ تھا اس کے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پتیل فوج تھی
 و اسکی فوج قاعدہ دان ہونے کی وجہ سے اسکا لقب گادھی تھا یہ انگریزی لفظ ہے ایک
 رات تاریکی شب میں ابراہیم نے یہ دیکھ کر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہ حکم دیا ہم اس پر
 فہم ہونے مار گئے عورتوں کی رات باقی رہے اسنے احمد خان کے مورچہ پر ایک بیک آڑنی کی کوشش
 کی مگر احمد خان کی سب توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور بعض حصے پر چادرین بھی تھیں چونکہ موسم جاڑ تھا
 تھا جابجا لالٹے تھے اور آئینہ منقش شکر تاپ رہے تھے اور ہونے لگے گھوڑوں کی ٹانہوں کی
 آہٹ شکر ایک دوسرے سے کہا کہ رہتے ہم پر آئے ہیں یہ کہہ کر اور پھولے ٹھیکے سے عین بالا
 میں نے آگ لگا کر توپوں کی سوراخ کی راہ سے توپوں پر ڈال دی اور ب توپیں بیکارگی حل گئیں
 بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک مشتق کو بھی
 حملہ نہ پہونچا یہ یہ ہو گیا مگر نواب کو چکایا بھی نہیں صبح کو شاہ درانی میدان جنگ کے سامنے
 کو آیا احمد خان اس کے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ میں جاوے گا میں نے دیکھا تھا اپنی
 آنکھوں سے دیکھی اسنے اپنا جینٹلمن تانا اور نواب کو انعام دیا اس کے بعد نواب کے دشمن نادوم
 شہر سے ہونے لگے چھتری شہر کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہ حکم دیا چونکہ تہمدی فوج کم ہے
 چند تم جو تین کی حفاظت کرو نواب نے عقدہ میں اگر جوابدیا کہ ہم کام چلیوں گا ہے میرا کام
 میدان میں لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اسکو دہشتے بلو کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

گار دی فہرہ راؤ و دیگر سرداران کو لیکر دکن سے واپسی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آئے
 ۲۵ اکتوبر ۱۷۸۱ء احمد شاہ اویس شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اور دہلی سے چھان کو
 عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی بھگت پانچراویوں حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر
 اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمد شاہ ان کے مقابل حمیہ زن ہوا روز
 چھٹیر چار ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیاں تھیں مرہٹوں میں دو ہفتے تک لڑ گئے
 اور مرہٹوں کی رند بھی جہتنام کو پہنچی تب ان کو مجبوراً جنگ عام کرنا پڑی۔ نقل ہو کہ احمد
 نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرتبہ کاسر کاٹ لائے اس کو ایک سو پیہ انعام ملے ہر روز دس
 سو گار کاذن کو لوتے اور سہ کو روکنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے ان سواروں کو جو سائیس
 یا گھاس کا مٹیو لایا مزدور یا کوئی چھوٹا مٹیو لایا اس کو پکڑ کر اس کا سر کاٹ لائے اور ایک پیہ
 انعام لیتے تب یہ پانچراوی احمد خان کو معلوم ہوئی اور اسے عرض کی کہ شہر خان کو حکم دیا
 کہ جو کوئی ایک مرتبہ کو زندہ پکڑ لاؤ گا تو میں دو روپیہ فی قیدی دو گنا تب دانی زندہ قیدی
 لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے آدمی رات کو ان کو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہ لوگ بھاؤ کے
 لشکر میں پہنچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و عجب خان نے اس کی
 خبر احمد شاہ دہلی کو پہنچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناتواں ہو گیا نادر علی شہر خان کی
 عرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیرالامرا و شاہی بخشی ہونیکے
 بہت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر شاہ دے خان وزیر نے کہ خود خان
 نگش سے تھا احمد خان کو تو بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اٹھا اور اس کو اپنے پاس
 جگہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا احمد خان جنگ تم ہندوستان کے بڑے بہرہ
 میں سے ہو مگر خود ہی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگنا و خان نگش کی
 زبانی سب بڑائیاں سنیں جن میں جو اس کے دشمنوں نے کہی تھیں بجا اب شاہ دے خان وزیر کو سوال
 کے کہنے لگا کہ میں بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرج آتا ہوں حفاظت کے واسطے میرے

سے تھا اسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ بیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر و مان پور بچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا ۔

نواب کے آخر زمانے یعنی ۱۷۸۷ء لیکر تک بہت سی فتنہ کوکھ فتنہ فتنہ آئے

بہت سے دہلی کے اہل رائے وقت زوال شاہی و مرثیوں کے دار السلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد میں پناہ لی جب عبدالصفان ولد علی محمد خان رحمہ اللہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کر لیکر کوشش کی تب فرخ آباد میں پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے دربار میں پڑنے کے سبب سے اسکا تصور معاف ہوا اور گرنہ اور جہاں اسکو گزارہ کے واسطے عطا ہوا ۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پر گرنہ شکوہ آباد و پھچینہ و ناٹا ماروہلیوں کو رحمت کئے تھے لہذا وہاں جاتے وقت حافظ رحمت خان سے اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہو کر گذر ۱۲۳۱ھ کو تیر سٹھ سالین جنگ کبیر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دن کے واسطے فرخ آباد آیا اور ایک زمانہ میں نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اسنے لیکر وقت و ذوق و دل و دیر و دن کو اپنے شہر میں پناہ دی تھی یعنی عماد الملک کو ایک بھاٹک پر ٹھہرایا تھا اسکا ذی وقبہ فرخ آباد کے رہنویاں میں ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اسکے رشتہ دار اور احباب تھے جگو اسنے پناہ دی تھی اور انکی کفالت بھی کی ان سب کا ہم تفصیل و دریاں کرتے ہیں ۔ عادی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اسکا غازی الدین خان فرخ آباد کے سرکاران نظام الملک صفت جاہ تھا اسکی ماں وزیر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات شکستہ سے لیکر ششہ اعظم تک بخوبی معلوم ہیں مگر جب سے اسکا اقتدار جاتا رہا اسوقت سے سوای اسکے اور کچھ حال اسکا معلوم نہیں کہ اسنے ہرج مہل کے کسی قلعہ میں پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈو کو مقام بندر سورت میں ششہ اعظم میں ملا تھا اور حکم سرکار عالیہ وہ کہہ کہ چور پناہ دیا گیا اور وہاں سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہیں کہ اس بیان کی صحت کمان تک ہر کتاب خزانہ امین جو ششہ اعظم سے ششہ اعظم تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

حملہ ہوا بعد قحطی لڑائی کے جس میں ابراہیم گلدی رنجی پھر ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
 داروہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس طلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہنچا شجاع الدولہ
 اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہیں ہے بلکہ شجاع علی خان
 ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کوئی ضرورت ملک کی نہیں ہے
 البتہ عنایت علی خان کو زیادہ ملک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جا کر نواب سے کہا کہ بادشاہ
 نے کچھ جواب نہیں دیا اس نے کہا کہ تم جا کر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستوں کو جابجا حکم ہوا انکی پہنچنے
 سے زمینہ کو قوت ہو گئی اور مرہٹے ہٹنے لگے سواشس مارا گیا سدو بھاد بھاگا اور بٹا ہنگامہ برپا
 ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھ آیا دائم خان چلیہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
 خلعت کیواسطے طلب ہوا میں خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
 میانے کھینچا تو بالکل باڈھ اوس میں نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
 شجاع الدولہ مسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا بادن ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں نواب نے جواب دیا
 کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب وقف ہیں میں نے اوسنے وزیر کی شکست اور گریز کا اشلہ کیا
 تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور جو بیج کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
 یہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی نے لیجئے۔ نجیب خان نے کہا لو ہاتھ
 نہیں ملتے ہیں لہذا اوسنے ایک پیسہ نگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوسکو دو وزن
 ہاتھوں پر رکھ کے نواب کے رو برو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا
 جاسے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق میں میرے باپ کے ملازم تھے۔ اور یہ بات سچ
 تھی کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غفیر جنگ کے پاس عبدالرون میں پانچ روپیہ ماہواری
 کی نوکری کی تھی اور عبدالان غاری الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
 پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیوں یعنی فخر الدولہ بخشی
 و مہرمان خان دیوان و حام خان کو ساتھ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بخش خانان

اور ناصر خان بلوچ بھادور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب کثر نالایقی اور کینہ لوگ تھے اس
 باعث سے عماد الملک میں اور شاہزادہ میں ناچاقی ہو گئی شاہزادہ عثمان میں دو ہا دہان او کو
 مانگو لیا ہو گیا و بقیہ عمر اسکی اور بچہ دیوانگی میں بسر ہوئی اس عرصے میں عماد الملک کا گذر علی
 مرہٹہ و لد شہر بہادر کے پاس پھوڑی فوج اور کچھ ملک بوندیل کھنڈ میں تھا۔ اسے عماد الملک کو
 ہاؤن موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باندنے کے نام سے مشہور ہے اور سر حجاب
 سے پندرہ میل طول میں ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جہا کے نزدیک واقع
 ہے۔ عماد الملک دہم بیج الشافی شہنشاہ بھری مطابق یکم ستمبر سنہ ۱۷۷۷ء میں مقام کالپی میں
 فوت ہوا اور وقت اسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے موجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی دگاہ
 مقام پاک پٹن میں مدفون ہوا جب سنہ ۱۷۷۷ء میں انگریزوں نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اور وقت اسکی
 ریاست پر اسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور جب بنشائے چہٹی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ
 ۲۴ دسمبر سنہ ۱۷۷۷ء وہ ریاست اس کے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گرنٹ سے معلوم ہو سکتا ہے
 جس میں باندنی کی حالات کے ضمیمہ میں مندرج ہے۔ عہدہ بیگم دختر معین الملک و دہم الدین خان
 سے جو سنہ ۱۷۷۷ء میں دہلی کا وزیر تھا اس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ
 تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان دہستانی سے جسکا تخلص والد تھا اس کے ایک بیٹا ناصر الدولہ
 نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی میں برف کھانے سے
 مر گیا مائر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بڑا گھرانہ تھا اسکا ایک بیٹا حیدر آباد کو پہنچا اور چونکہ
 وہاں کے حاکم سے اور اس سے قرابت تھی اس سبب سے وہاں اسکو عہدہ پنچہزاری ملقب حیدر الدولہ
 عطا ہوا اور کچھ نہ نقد بھی مقرر کر دیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلی خان کی
 بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی اگر وہ سے ترنہ میل کے فاصلہ پر محبت جنوب مقام نور آباد میں اسکی
 قبر ہے یہ مقام گوالدر سے پندرہ میل جانب شمال ہے اس پر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون
 یہ ہے داسے بنو بیگم سنہ ۱۷۷۷ء مطابق ۲۵ مارچ سنہ ۱۷۷۷ء مارچ سنہ ۱۷۷۷ء (۲)

صرف وہاں تک نہ کہ ہے جب کہ بھرتیورین پناہ گزین ہوا مگر اس میں شک نہیں کہ اس کے خراب
 اور احباب فرخ آباد کو بھیجے گئے اور وہ خود بھی ۱۷۷۲ء سے وہاں آکر رہا وہ چھ شہر کا چھان دہن
 تھا چھ فادری و دواہ اب تک غازی الدین کی چھاؤنی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
 فرخ آباد میں رہا تو اب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپہ ماہواری تھی اس کو
 دیکر راجہ صاحب ۱۷۷۲ء میں احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
 اس خوف سے کہ بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد سے اس وقت
 بھجنا مناسب جانا اس نے اپنے رشتہ داروں اور ملازموں کو دہلی چھوڑا اور خود معہ چند نوکروں
 کے وہاں روانہ ہوا مگر معلوم نہیں ہے کہ اس زمانے میں اس کی کیسی گدزی مگر کتاب مائیں
 میں تحریر ہے کہ ۱۷۷۲ء میں مایہ ۱۷۷۲ء سے مایہ ۱۷۷۲ء تک وہ مالوہ میں تھا اور وہاں
 نے اس کے گدارے کے واسطے چند محال ماؤں کو دیئے تھے اور تاج مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
 فردی ۱۷۷۲ء میں بھام بندر سورت کرنل گادرو کو ملا تھا اور وہاں سے برائے جج بھیج دیا گیا اور
 دوشنبے کے وقت بھرو کی راہ سے وہ کابل قندھار میں آیا اور وہاں اس نے وہاں کے حاکم تھو
 ولداہ شاہ دہانی سے ملاقات کی اس زمانہ میں شاہ زادہ احسان بخت و درشاہ عالمگیر
 سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اس کے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا
 دلی خاندان راجپوتانہ میں بکایہ روحی پور و ملتان میں پھرتا تھا تا تھو شاہ کے دربار میں پہنچا
 اس کے کہ وہ تھو غلام کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہر صورت اس رتبہ کا مہان تھا
 کہ اس کی خاطر ودارات فرض تھی تھو شاہ اس سے بڑی توجہ سے پیش آیا اس نے اپنی بھینج
 شاہ زادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان کو دی اور فرما دیا کہ میں خود تھو سے عرصے میں فرخ آباد کے
 واسطے لشکر کشی کروں گا اس سے تھو ہے ہی دن بعد وہ بادشاہ مر گیا اور اس کا بیٹا زمان شاہ
 اس کا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نکل بھاگا احسان بخت و عماد
 ملتان میں پہنچے کابل فرخ تھو شاہ کی وفات کی خبر سن کر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

(۵) نواب سلیم خان اسکا مکان شہر میں نگوٹہ خانے کے پیچھے ہے اوس مکان میں بعض
میں اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ششہم تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض ہے
(۶) نواب بوعلی خان یہہ جنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ خانی نے نواب قاسم
علی خان صوبہ دار جنگالہ چچا زاد بھائی تھا ایک کٹرہ بوعلی خان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات
کر اور اسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ششہم میں فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔

(۷) چھوٹے صاحب

(۸) بڑے صاحب بڑے صاحب وزیر الدین خان کے چھوٹے صاحب اوسکی
بیوہ عقی اسکا مکان نواب عبدالحمید خان کے گڑھی میں تھا ان دونوں کو بالائترک پانچ سو روپیہ
ماہوار ملنے تھے نواب احمد خان سال میں ایک دفعہ اوسکی ملاقات کو جاتا تھا اور دسے ایک ششہم میں
جواہرات نذر کرتی تھیں میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اور کچا خواجہ تھا وہ دونوں فرخ آباد میں بن
اور اوسکی قبریں ہندو دبارام کے مکان کے چھپے محلہ چپا دی میں احمد خان کے خاندان میں
کے باغ میں ہیں یہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے۔ میان لال اسکے پانچویں مدفون ہے میرزا علی شاہ
کے نام چھوٹے و بڑے میں بائے مودت تائیت کی نہیں اسکے نام ہمیشہ بائے مول سے ملے
(۹) حکیم سید امام الدین خان ولد سید غریب اللہ سید علام محمد الدین ساکن خوشی مالگر ملو
موبانی کا حکم تھا یہ حکیم محلہ لوالی میں رہتا تھا اور پانچ سو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔

(۱۰) حکیم شفا می خان کہتے ہیں کہ جان علیخان چیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم
سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوس پر بڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جاتے تھے اوس سے پوچھا
کہ مجھے کوئی فتوہ بتائے جس سے میری فوت میں نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابوں
عطر باجوہ میں ملے گی تاہم کہ جسکو پادسیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد جب
معمول کپوا کر کھا یا کر اور شام کو دھوئی باش کی ڈال اور چھٹانک گھی جانعلیخان نے قائم
عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی فوت میں کبھی نقصان نہ آیا۔

نواب خادیم حسین خان۔ اس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اس مکان میں مدفون ہوا اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ششہ اع میں سراج الدولہ ناظم سبکداری کی وفات کے بعد اسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اسکو حاصل کرے وہ وہاں کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اسنے اپنے تئیں شہر کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک شمیری عہد سے تھا اور اسکے باپ نے بعد ازاں میر جعفر کی ہمیشہ شادی کی۔

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر عبد اللہ خان صدیق الدولہ میر عبد فرخ سیری کا بیٹا اور شہزادہ عبداللہ خان کا بھائی تھا شہزادہ عبداللہ خان کی معزولی کے بعد صدیق الدولہ مقرر ہوا اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۴۲ء کو گئے شہزادہ اع میں فوت ہوا و بتاریخ ۱۲۴۲ء مطابق ۱۲۴۲ء و ۱۲۴۳ء عبداللہ خان اسکی جگہ پر مامور ہوا جب یہ نواب فرخ آباد میں پہونچا تو اسے اسکو دیکھا اور اس کے علم کی بڑی تعریف کرنا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہیں اور رہنے کو لیا اور وہیں فوت ہوا اسکو پانچ سو روپیہ مامور دی ملتے تھے۔

(۴) نواب یحییٰ خان یہ خان بہادر ذکر یا خان صاحب دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہ قبیلہ بھگیا اور اسکا لقب یحییٰ شاہ تھا بعد وفات یحییٰ گنج میں مدفون ہوا یحییٰ گنج شہر کے پاس کا چھوٹی شہر پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کمال گنج میں ہے خواجہ داؤد خان یحییٰ خان کا بیٹا تھا والدہ امیر محمد الدین خان وزیر کے بیٹی سے تھا اسکی ماں امیر الدلک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد میں فوت ہوا شاہ داؤد خان یحییٰ خان کا چھوٹا بھائی لاہور میں اسکا بیٹا مرزا جان اور اسکا دوست مولوی رحیم الدین خان بخاری محمد دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہاں رہے اور وہیں مرے۔ میر فضل رحیم خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نائب ہو گیا اور بعد ازاں جھلا سے وطن ہوا۔

کے واقعے کے متعلق کی سی مہم اور وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڑھ کے متعلق ہے یہ زمین تھوڑے عرصہ سے انگریزوں نے واپس لی۔ حیدر علی خان کے پوتے احمدی بیگم ۱۳۱۹ء تک تاحیات تھی اور چینی طالب علمہ میں اپنے لڑکوں مرزا حیدر و مرزا محمد کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) نواب حفیظ علی خان یہ نواب عبدالغنیان کا براہر ضعیفی تھا اس نے فرخ آباد میں انتقال کیا۔

(۱۶) راجہ جوگ کشور یہ شخص قوم کا جٹ تھا مشہور ہے کہ اس نے اپنے لڑکے کی شادی میں اس قدر دیا کہ لگا یا کہ عیاس سے باہر ہے فقط مدرسی حضرت علی زرارہ کے خرچ ہونے پر شہر دہلی میں مہابت جنگ عروبہ خارجہ کا کراہل تھا اور اس کا تذکرہ ہم نے پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فتح آباد کے واپس لینے کو واسطے صفدر جنگ سے اس کو روک کر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگ کشور کن پور سے لوٹے ہوئے تھے تینوں کے مابقی ایک ہی نظار میں تھے اتفاق سے نورا کے میدان میں جہان سے یا تو تگج سے شہر کی طرف رہستہ جاتا ہے اور میں جگہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے راجہ جوگ کشور ضرورت اپنے مابقی سے لوٹا اور سیدم اس کے مابقی نے اس پر حملہ کر کے اسے ہلاک کیا اور اس کے نوکر چاکر وں میں آہ وادایا چھا احمد خان نے اس کا کل اسباب ضبط کر لیا۔ یہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش کیا کیونکہ انہوں نے راجہ کے نہایت کو اشد کیا سبب کا یہ تھا کہ جوگ کشور نے ان دونوں نوابوں کی تعظیم میں کوہا کی۔ اور اس میں شک نہیں کہ احمد خان کو مرزا اس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے زمانے میں اس کی مخالفت میں شریک تھا جو گلگیر کا پوتا شہناو مسند ملک زعفرہ تھا اور اس کا مکان گل زعفرہ میں تھا اور علی بن جوگ کیوں کے ہر ملک میں وہ جوگی کا سر ملک کو کے

(۱۱) نواب ناصر خان شہزادہ سلطان علی شاہ امین کابل کا صوبہ دار تھا وہ محلہ گندھاری
میں رہتا تھا جہاں شہزادہ علی شاہ کو کسرو ملاصل رہتا تھا اور کاشمین ہزار روپیہ ہواوسی
وہ فرخ آباد میں مرا اور حیات بیاض میں نواب محمد خان خانلوگ کی قبر کے پاس دفن ہوا وہ محلہ
کے فوت ہوا کہتے ہیں کہ ناصر خان کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار میں ملازم تھا اور وہ بہت کچھ
منا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اس سے کہا کہ تم سچ باب کو فرخ آباد سے بلو لو میں اس کو اپنا
نایب مقرر کرو گنا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ میں نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ تین لاکھ
کے برابر جانتا ہوں کیونکہ جب میں احمد خان کی ملاقات کو جانا ہوں احمد خان تقیم کے واسطے نظر
کھڑا ہوتا ہے اور اگر میں شجاع الدولہ کی نوکری کروں گا تو کسی روز اس کے دروازہ پر جادو لگا دیا جائے گا
کہ نواب صاحب آرام میں ہیں اور اس وقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑیگا اور یہ ہوا کہ
میرے آخر لاچار ہو کر اور کاشمیا فیض آباد کو لوٹیں گے۔

(۱۲) حاجی عبداللہ خان ریشی علی ملازم مغر جنگ کے مکان کے مقابل رہا تھا۔
(۱۳) میر اسلام بیگ ہاتھی نشین ساکن دہلی بہرہ حاجی عبداللہ کے مکان کے قریب
رہتا تھا اسے پانسو روپیہ ماہوار ملو تھے اور سکائیہ مرزا خیر احمد بیگ شاعر تھا اور بہت قابل
آدمی تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ مختصر مر گیا اور لوہا کا لقب کر لیا شاہ ہوا اور تخلص کرتا تھا
بہرہ نواب امین الدولہ کے امام ماثرہ مین باوازا علیہ پڑھا کرتا تھا اور نواب امین الدولہ کے پڑانے
مکتبہ کے دروازہ پر رہتا تھا مسئلہ ۱۲۶ رگت مسئلہ ۱۲۷ سے لے کر مسئلہ ۱۲۸ تک
(۱۴) نواب حمید رقیلی خان سابق میں بہرہ افش تھا اور صوبہ دار گجرات کا تھا میر شمس الدین
مکان اور اب مکان ایک ہی جگہ میں تھا اور سکوا پانسو روپیہ ماہوار ملتا تھا اور سکوا پانسو روپیہ
ذہبی معنی ولی اللہ کامرید تھا اور شکرک جنگ کے زمانہ میں مسئلہ ۱۲۸ ام انانیت مسئلہ ۱۲۹ زندہ موجود تھا
اور مرزا زہنی کے بیٹے مرزا صادق و مرزا جعفر مسئلہ ۱۳۰ تک نواب حسین کے سواروں میں سے
مرزا ذہنی کی ماوی گمانی بیگم کو نواب مغر جنگ نے چوٹی لڑائی جوہر یا درویشان شہر مسئلہ ۱۳۱

دیکھ بیٹا مرزا حسن نام تھا عوسی تھا۔

(۴۴) نواب و ارباب خان تہ تیغ خان اسیر و شاہی کامیابیاں تصدیق آغا میں مرا اور مد فون ہوا۔

(۲۳) سید خشت علی خان محمد شاد و شادہ سے لڑا، غمک زیادہ منجانبہ

مکی عرب سے دوبار شاہی میں وکیل عداوی احمد نے کئی بازاروں سے ملاقات کرکے شاہی
خزانہ دار کے ذریعے میں ششہام تعایت ششہام فرخ آباد سے نکال دیا گیا۔

۱۔ کہ نواب مرہٹوں نے خان آباد کے دروازے پر ایک پتھر لگا دیا جس پر تحریر ہے کہ "نواب مرہٹوں کی طرف سے خان آباد میں موجود عمارتیں اور زمینیں ضبط کر لی گئیں۔"

۱۰۰) غیاث الدین خان سید الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے میں میر انیس خان
۱۰۱) بہادر خان اعظم خان کا بیٹا تھا۔

۱۰۰۰ بیاض در خان اعظم خان کاشانی۔

اور علامہ حسین خان اس شخص کا نام تاج مظہری بن مندرج ہے بہر معین الدین
دور خان ناصر محکم کا پوتا تھا اور معین الدین محمدی خان مظہری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) حکیم شیخ محمد الدین عباسی۔ ترجمہ تاج العارفین کا اردو ترجمہ، دار الفکر، بیروت۔

(۲۹) حکیم روح علی خان

عبدالحق خان

(۶) اس زمانے میں بہت سے جاگیردار زمینشن خوار و بار بابت شادی سے بھاگ بھاگ کر

فرج آباد میں بنیاد گزین ہوئے ملازمین صاحب کے گھر اور صاحب و صاحبہ جو درجہ درجہ حالت

میں نے سچ میں بڑی کھینچ مارا تھا اور اب غمیرت کو بہ کار آمد بنو دیا۔ کھینچنے سے پتھر تیار ہو گیا تھا۔

دخندری دراجہ کوثر لکھی و شاہ آباد دراجہ سیداد رکنی اور وزیر مملکت کلاسی غازی الدین خان

عماد الملک کے دو باد میں خاضر رہتے تھے۔

شہزادہ دولہ و شہزادہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہو کر نکال کی ہم سے میراث شملع الارضہ فطیع بنارس میں گرم ہاتھ کے ترے

۱۷) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر علی خان نے اس وقت کے امیر شاہجہان
 صاحبہ عماد الملک بکراؤ دہشت تھا کہ تیسرے میں کلاسی کے اغوائے عماد الملک نے احمد شاہ کو
 بھیجا کہ یاد دلاؤ کہ تیرا بیٹا واپس آئے اور وہ خاندان کا غایت محمود خان کو قتل کر دیا۔ اس کو چار سو
 روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے غریبی کے ساتھ فرخ آباد میں رہتا تھا۔

(۱۸) نواب رعایت خان بہادر الدولہ عظیم الدولہ صاحب دارالخلافہ کامیاب تھا
 بعد ازاں وہاں کا صدر مقرر ہوا یہ عظیم الدولہ خان رعایت خان برادر بھلا میں خلیفہ کامیاب تھا
 رعایت خان کی ماں نور النساء بیگم مشیرہ اعظمہ الدولہ قمر الدین خان کی تھی۔ رعایت خان
 قمر الدین کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تو وہ بہادر خان کی بیوی تھی کہ یہ شہزادہ میں وہ فرخ آباد
 سے چلا گیا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ اس کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام شہزادہ فرخ آباد
 (۱۹) میر فتح الدین خان بہادر تھا جس کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام شہزادہ فرخ آباد
 قمر الدین خان وزیر کامیاب تھا اور اس کا بھائی بھی تھا جس کا نام شہزادہ فرخ آباد
 سیاحی فی اسکو ایکڑ دارو پیہ ماہوار ملتے تھے جو رعایت خان کی وفات کے بعد وہ دہلی کو واپس گیا

اور وہاں فوت ہوا۔
 (۲۰) نواب احمد علی خان بہادر صاحب دارالخلافہ فرخ آباد میں کامیاب تھا جس کا ایک بھائی بھی تھا
 رعایت کے بعد فوت ہوا اس کے ایک بھائی بھی تھا اور وقت اس کا ایک بھائی بھی تھا
 بکا تھا اور وہی نواب حسین الدولہ صاحب دارالخلافہ فرخ آباد میں کامیاب تھا جس کا ایک بھائی بھی تھا
 یہ میری دہشتا اور بکا علیہ قریب سے دیکھا گیا کہ جب فرخ آباد میں یہ دستہ تھا۔

۲۱) نواب عبداللہ باقی خان بہادر صاحب دارالخلافہ فرخ آباد میں کامیاب تھا جس کا ایک بھائی بھی تھا
 اور اس کے مکان میں سکونت رکھتا تھا یہ سید علی علی ہر دو مہینے دلی اس کا شہزادہ تھا اور وہ
 علی الدولہ میں میر فتح الدولہ کے ساتھ رہتا تھا اور اس کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام شہزادہ فرخ آباد
 تھا اور وہاں سے ملک کا گورامی ہوا اور گورامی کے ساتھ ہم عمری دلی اس کے ساتھ تھا۔

سے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اسے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اس کے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہیں ہے۔ احمد خان جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لگے اسکو
میں ہرگز نہ جلاؤں گا ونگا یہ مجھ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اور امرا و گروہ کو اس گج میں روشن خان
چلیہ مروت بہ بیان صاحب کے پاس جو اسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجا مہاراجہ
کے سپاہی بہت بہادری سے لڑا۔ اسوقت کو یہ شکایت لکھنؤ بھی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑ کر دشمن
تہاڑی بندش کی تھی ایسے حاکم رفاقت اختیار کی جو تہاڑی فوج کو تنخواہ بھی نہیں دے سکتا ہو
امرا گئے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے میں بیان چند ہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کلام میری مدد سے نہ نکلا تو میں اس سے
تنخواہ بھی نہ مانگوں گا ہمت بہادری سے یہ خط شجاعت علیخان چلیہ عرف میان میں لکھا کہ وہ بھلا بلا
دوسرے شجاع الدولہ سے ایسا نہ کہہ کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خطا غضب امیر احمد خان کو تحریر کیا
جس کا مضمر یہ تھا کہ ہمارے چور کو ذرا اپنے ملک سے نکل دے احمد خان نے جواب لکھا کہ ہم
تہاڑے کئے ہوئے سوئم کرو میں ہمارا گروہ بولانے نہیں گیا تھا وہ از خود میرے ملک میں نہ گئے
ہو اسے اور پناہ لینے والے کو میں کہیں دھونیں کرتا ہوں شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ
رچ کیا مگر چند ہینے تک اسکا کچھ حال نہ نکلا اس عرصے میں محمد خان کے امرا نے امرا گروہ
کہا کہ تمہارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہو جاوے گی تو زمانہ ہی کہہ گا کہ امرا گروہ
انکے ہینے خاندان شگل کا خرب کا باعث ہوا امرا گروہ نے اونکی بات مانکر وہاں سے چلے گئے
کا قصہ کیا احمد خان نے کہا کہ اگر شجاع الدولہ پیدا ہوں تو ملک میرے ملک سے نکال نہیں سکتے
لیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ چاہے گا کہ تو تمہارے بالوں میں کسی سبز خیر نہیں ڈالی ہو امرا گروہ
اگر وہ کی طرف مقلد ہوا مگر تھوری ہی دور لینے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنا کہ اسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ فوج آباد میں ضبط چارباغ
کے لئے ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جاٹ پر تعینات ہے۔ اسنے مشہور کیا کہ میں ملک گری

سرائے سکندریہ کے استقبال کو گیا اور اللہ آباد اور جوہی شاہ سے جاہنوں کو لے گیا
 بعد موسمِ برسات ماہِ بیج شمسہ پورے مطابق اکوڑ سلسلہ عرشہ عالم کالی کی طرف روانہ
 ہوا اور ان سے چٹانسی کو گیا وہاں نے نسبت اللہ آباد وہاں آئے وقت شمسہ مطابق ۲۲
 جولائی ۱۱۷۱ شمسی ۱۱۷۱ مطابق ۱۱۷۱ کے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
 نواب احمد خان پر فرج کشی کرے اور جو بھی ساتھ ہوا کہتے ہیں کہ نواب احمد خان پر فرج کشی
 دو پہلے تین وجوہ نکالی وجہ اول تو محض بادشاہ کو برا سمجھ کر کرنے کی غرض سے تھی دوسرے
 ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو لکھ کر پھیر دیا اور اسے لکھا کہ احمد خان
 چالکی میں سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی ٹرائے کھینچتے ہیں پٹائی تیار کر دہی جو اور پٹے
 راستہ شاہی اختیار کرتے ہیں شجاع الدولہ نے یہ بیان سنا تو اسے کبھی ج ذاب کھایا اور
 یہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے لکھ کر دیا اور ایک جلد اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
 احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی میں بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنا کر کمال
 غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرج آباد کی ہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسرے وجہ
 جو غالباً اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بایہ فیض ملک جو مرثون نے پانی پت کی شکست واقع
 جوہی شاہ میں خالی کیا تھا تازہ دواغ تھا وہ شجاع الدولہ کے لئے تھا اور نواب
 احمد خان نے کل رگنہ جات جو سابق میں رہ سکے خاندان میں تھے اپنے قبضے میں کر لئے تھے اور
 چونکہ یہ بھی جن پر اس کو کچھ حق بھی نہ ہو تھا خلافت اسکے شجاع الدولہ کا یہ شہنشاہ احمد خان
 صرف اس قدر ملک پر قابض رہے جو اس کو موجب صلہ نامہ شمسہ کے طور میں ہوا ہے اور کل باقی ملک
 جو وہیں ملا ہے اس پر اپنی حق ثابت کرنا تھا ایک اور بھی وجہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
 حال تھا کہ احمد خان نے امر کو گروہ کو پناہ دی تھی اور گروہ نواب کی خواہش سے تمام گھنٹہ سے
 لے جھاکا تھا اور باہر نادر کا سپاہی بکریں چارہ میں چارہ گزیدہ ہوا وہ شہر کے متصل کیلیش
 آریخ ہوا اور فرخ الدین خان کشی کے توسط سے عازمت نواب کی حال کی دیکھ کر لڑا

دوسرے اور چالیسے مرد طلب کی اس وقت حافظہ محنت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ ہر آباد
 جواب ضلع کشمیر میں پرستیم تھا تو اب نے عیسیٰ خاں الدولہ کو اس کے پاس بھیجا اور اٹھانوں کو
 میزبانی سے بخانے لے کے واسطے مدد مانگی حافظہ محنت خان نے عرض کی کہ اگر احمد خاں کو
 شکست ہوئی تو میرے علاوہ کو جو میان درآب واقع کر لینے اٹاوا اسکو واپس دے دو
 حمایت فرما کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے میں اسکو کوئی تمام بعد ہو گیا اور اسے جواب دیا
 کہ مجھ کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی ہے کہ احمد اس واسطے حد و پرستیم میں کتب طبع سے شرکت کے
 ساتھ ساتھ جو گریسی سپاہ کو کھراہ نہیں ملی اگر دوسرے دنوں میں بعد احمد خان و اسرار خان
 مدد کے خان راج خان اور دوسرے سپاہیوں کو بھی طلب کروں اور اگر دوسرے دنوں میں پس کیے گا
 تو میں اپنی فوج سے حاضر طلب کر لیتی ہے اگر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بتائیے
 اور سے بخانی دکر کے اٹھ رہا کہ روئے محمد سے اور کہلا بھیجا کہ تم ہم اپنے حرف میں لاؤ
 اور تو کہ کیا کہ جب بعد احمد خان وغیرہ آباد کیے تھے تو وہ بھی مدد دیا جاو گیا جو وقت وہ رہا
 اور وقت جہاں رحمت طلب کے بعد احمد خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلاؤ تو وہ تک
 اس کے اس وقت یہی ہوا اس سے اپنے نایب ختم اٹاوا کو بھی کہہ بھیجا کہ اپنی کی فوج لیسکر
 کی طرف کالی ندی کی طرف روانہ ہو جو حد و پرستیم کے پہنچے مقام کر گئے وہاں سے واپس آکر جو کہ
 احمد خان کے پاس کے یہ نواب نے ملواری ملواری خان عمار الملک کے نام سے خط لکھا اس میں
 احمد خان کو کہہ دے کہ میرے مذکورہ سوخت سوچ علی بات کے ملک میں تھا خط خواجہ خان
 عمار الملک کے دیکھ کے چلا گیا احمد اب سنو وہاں دکر سے ہم کہہ دیا تھا کہ اگر خدا
 کے ارادے میں کہ اسکا حال بد ہو اور وہ حال کہہ کہ مجھے کہیں وہ طلب کیا تو اسکا جواب
 یہ تھا کہ اسکا کہہ کہ میں اس کی سبائی اور نہیں کیا وہ ہم حضور جنگ کے شریک
 ہوئے لہذا اس سے تو یہ کہ حضور جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جا کر مدد کر مجھے تمہارے
 مدد کی دعا مان عرضت نہیں ہے جب خواجہ خان کو کوئی اور خط لکھا کہ عمار الملک کو دیا عمار الملک

پر جاتا ہوں یعنی من میں جو زمین دن کے مالک اور زمین پر جاتا ہوں کچھ فرج و آب کی طرف برسی اور اس سے راہ میں برسی کر کوئی ایسے حصار میں
 ہے تو شکیا خاص شکر ہوئے عرصہ تک خواجہ پل کی سرائیں قیام پذیر ہوا خواجہ اللہ بخش
 سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اقتدار کو جمع کرنا ہمارے لیے ہو رہا تھا اور گاہے گاہے وہ بجا شکر
 اور ترقی کی طرف ترقی حاصل کیا اور وہ عالم و شاعر و مددگار کن ہوا ایک نیک و صالح بن گیا یہ بہت باغ
 احمد خان کا تھا اور وہ اس کے نام سے مشہور تھا جو اس زمانہ کے قلع و کن کے لیے اس پاس
 واقع تھے اب کے بڑے لوٹ لے گئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دی کہ کبھی نہیں کہ
 یہ بہت فرج و آب ملک گیری کے غرض سے روانہ ہوئی ہے۔ جب قلعہ اور دہلی کے درمیان میں گیا
 اور اس وقت کے حالات یہاں سے قلعہ و آب تک پہنچنے میں بہت حوصلہ لگایا گیا حال احمد خان
 کے راہ گشت گشت احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع پہنچے کا قصد کیا وہ سے اسے
 قاصد کو فقیر کا جیس کر دیا اور خط اوکے ہوتے میں دکھا اور کہا کہ وہ اب احمد خان کی تمام میں
 اور کسی حال میں جو تم لوگوں کو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور وہی رات گزاری احمد خان کی
 دیر میں پہنچا اور شرف خان راہ دہلی و دیواری کو اپنے آنے کی خبر دی اور وقت کو کیا گیا
 کھا کر سو رہا تھا اور کسی کو حال بگائے کی نہ تھی آخر میان صاحب علیخان آئندہ اور اب کے
 باؤں داب کر خط اوکے دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دینے کی بخشی اور بہت تمام طلب کر دیا
 کہ کھا کہ نہایت قلیل فرج ہووے ہے نہ داب نے حکم دیا کہ غرضوں کو بلا دہلی و دیواری و دیواری
 کے نام برداشت جلدی کر کہ فوراً بلا وقت فرج آباد میں آکر حاضر ہوں اور وقت محمد و دیواری
 کثیر و نادریدار کو کھانے سے حذر نہ کرے کہ یہ بہت مصلحت ہے اور ہاتھ پر موضع پر گئے سکندر راہ
 ضلع علیگڑہ میں واقع ہے اور اس زمانہ میں وہاں کل اس قدر گنجان تھا کہ بارش وہاں بگڑے
 جاتے تھے سالہا سال سے انسان مالگندہاں نہیں ہوا تھا پر وہاں پہنچنے سے تھوڑے سے ہی حکم
 لے کر تھی جو فرج و آب آباد آئے اور پھر وہاں سے شمس آباد و دیواری پر و پھر وہاں سے پھر دیواری و دیواری

سالہ سالہ جنگ کا قصد ہو کر آیا شجاع الدولہ کا قباس یہ تھا کہ روپیے ہمارے طرف ہیں مگر جیسے
 آسکے کہ روپیے سالہ جنگ کی بات سنیں انہوں نے اُسکو قید رکھا عہد الملک نے اسوقت
 یہ پہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے غد کیا اور کہا کہ اگر اول
 خط میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہو لوگ یہ بھی کہنے لگے کہ اسنے
 بادشاہ پر خروج کیا اور پڑا کوئی کام نہ کیا اور نہ اسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھی تھی
 دیکھیں کیا جواب آتا ہے جیسا کچھ جواب اوگیا ویسی کارروائی کی جاوے گی۔ ایک غرض نہ تیار ہوئی
 جبکہ حضون یہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمونہ قدیم شجاع الدولہ نے کمترین سے ماحق عداوت پیدا
 کر لی ہے شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت بالکی میں
 سوار ہونے کی ضمانت حضون میں کی تھی اس سے اُن کل شکایتیں کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست
 ہاتھی زخمیر توڑ کر جنگ کو بھاگ جاوے اور وہاں جا کر ٹرین تو اس میں کسکا تصور ہو گلال باڑی کے
 نسبت عرض یہ ہے کہ یہ شخص غلط فہمی ہے چنان چوں کہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہیں لہذا
 چند لکڑیاں بکھری کر کے بن وہاں اُنکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھایا جاتا ہے
 اور بالکی اس عاجز کو خود حضرت خلدکان عالمگیر ثانی نے عطائی ہے جس زمانہ میں کہ غلام کو بخشی
 سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہو کر احمد شاہ دہلی نے
 کمترین کو اور جہاں خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو
 حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر یہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونوں بیاعت حکم اکید کے مجبور تھے اسوقت سے
 شجاع الدولہ کمترین سے بچ رہتا ہے نجیب خان جو کہ سابق میں کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہے
 کہ وہ عویسہ کھاتا ہے اور چونکہ کوئی اُسے ہمسرہ نہ نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت کرتا ہے
 جس سے میں احمد خان نے اون لوگوں کی اُس سازش کا بھی تذکرہ کیا جو انہوں نے احمد شاہ
 دہلی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی۔ بعد ازاں اُسے انصاف چاہا تھا
 کہ سلطان خود اسے تذکرہ بالا پر توجہ فیض فرمادیں اور تھوڑی دور اس مقام سے کہیں طرف

نوراً سورج مل کو طلب کیا اور اس سے کل حال پتا کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا پڑا ہے
 راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بلا با تب خواجہ غلام نے فقط لفظاً نواب کا پیغام اس سے
 کہہ دیا راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر ماضی ماضی اب میں بے بسنگے ہو دوں گا
 اور میں خراسان و سوات و چٹا لاک روڈ کرنا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جا کر کول میں مقیم ہوں اگر شجاع الملک
 قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کچ روک دے چکر احمد خان کے شریک ہو جاویں۔ علاوہ ازیں میں چند
 ہزار سوار وزیر مغول کے ہمراہ روانہ کروں گا۔ یہ سب روانہ ہوئے جب عدا الملک شہر کے قریب
 پہنچا احمد خان خود اس کے استقبال کو گیا اور اسکو اس خیمہ حیات باغ میں لگایا جو اب بدوہہ کا
 زمین دود و نزدیک سے شہر میں آگیا شروع ہو گیا۔ اور وہ احمد خان شاہ جہانپور دشاہ آباد و غیرہ
 کے کل عیسائیوں کے ساتھ جمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اسکا خیمہ ٹھکانے کے
 قلعہ میں استیلا ہوا۔ اور احمد خان کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشن پور کا تیار ہوا اور
 بلا سرکار خان اور دود سے خان سے قنوج اس کے ذریعہ سے آئے تو پچانہ باہر نکلا لاکھ
 ہست کیا گیا بعد ازاں یا کوٹ گج کے اسی پار بگاردی کے کنارہ پر مسجد یا اس مقام پر کل خیمے
 جو صفہ جنگ کے دیول راسے کی لوٹ سے ہتھ میں آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے
 اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہ کر اسے بخشی کے زیر حکم کرنے کے خود قلعہ کو اس آٹا
 و کوشن خان و امرا و گروہ یہ حکم ملا کہ چار ہزار جوہن ساتھ لیکر کافی ندی کے کنارے خطہ گج کے
 نیچے فوج کبیر سے جا کر شریک ہوں توڑے ہی عرصہ میں شجاع الملک و دود ملکن پور میں پہنچا اسکا
 ایک خواجہ سرفراز آباد میں آیا احمد لال مرزا میں شہر یہ شخص اس وقت ملک کا دعویٰ کرنے کے
 واسطے آیا تھا جس حال میں نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج
 راجہ کی جگہ سرداران سپاہ گزین و ناصر خان صوبہ دار مغولی کا بل کہ جس کے خواجہ سرکار
 گیا خواجہ سرکار نے ایک دکان شاہی نواب نے ہریان خان کے ہاتھ میں دے دی تھی
 آباد ملکہ کا نواب نے اسکا ہاتھ شجاع الملک و دود ملکن سے لکھا دوسری طرف

ملاقات کرنا چاہتا ہوں اُسے خواہد یا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر دست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
 کے مدد کو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
 وہاں سے روانہ ہوا اور قونج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور میں لیگیا اور
 مذاہب کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہو کہ تمہاری تاخیر سے احمد خاں کو موقع تیزی
 کا مل گیا اور اُسے فوج جمع کر لی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہیں جاری کی تو پہلے میں میدان میں جاؤں گا
 مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان بھائیوں سے دل سے نہ لڑینگے اس واسطے میری تجویز عہد و پیمان
 کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھائیہ شکر شیخ کبیر
 نے اُسے پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل میں تمہاری کھدات کرنا والا ہوں نجیب خان نے جواب دیا
 کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں میں صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہوں شیخ کبیر نے جواب دیا
 کہ اس صورت میں تم کو اجازت ہو مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑھا اور کالی ندی
 اتر کر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فرخ آباد کے لشکر کے قریب پہونچا
 اُسے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اُسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ جنگ تھی
 نجیب خان اٹک و بکیتا گذر گیا اُسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج میں خود اُسکی
 فوج کی نسبت زیادہ سردار فل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
 نہ دیا بڑھ کر نجیب خان کشیوں کے پل سے دریا سے گنگا کے پل پہونچا اور سعد اللہ خان اور فتح خان قلات
 سردار خان و حافظ رحمت خاں دونوں سے خان سے ملازمت حاصل کی۔ اُسکے خسر وند خان
 نے نجیب خان کو ملازمت کی کہ بخلاف قوم تھپان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسے
 یہہ جواب دیا کہ جب مرہٹوں نے سکرتال میں مجھ پر حملہ کیا تھا اسوقت شجاع الدولہ نے ہوشے
 نازک حال میں میرے مدد کی تھی تمام رات تو شور و میں گندی نجیب خان نے کہا کہ اگر وہ ہیسے
 احمد خان کی مدد سے کتناہ کشی کریں تو بعد فتح اذکو شکست کا ایک ثلث ملک مرحمت ہو گا مگر
 حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میں اپنے دوست احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑنگا آخر اصفیہ

نہت فرما دیں تاکہ ہم متجاہمین میدان جنگ میں باہم تصفیہ کر لیں جو باقی رہے ملازمت غلامان
 حضور سے شرف اندوز ہو یہ عرصہ نہایت صعب و متاعب خان ارسال موئی یہ بہت متاعب خان نہایت
 لیسٹ آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اس کی جلوہ
 جانے کے واسطے متعین کئے گئے تھے اور نواب نے اس سے یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ
 اگر تین روز میں جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول خدمت وہاں سے چلے آنا متاعب خان وہاں پہنچ کر
 خدمت شاہی میں بار بار یہ ہوا منشی نے یا دار بند عرصہ نہایت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
 نے متاعب خان کو خدمت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اس کا کچھ
 جواب نہ دینا چاہئے خاموشی بہتر جواب ہے متاعب خان نے دور دراز نظر کیا جب کہ یہ جواب نہ ملا
 تو بلا اجازت وہاں سے چلا آیا اور فرخ آباد میں پہنچ کر کل حال سائیکیا دوسرے روز نواب احمد خان
 اور محمد الملک نے باہم مشورہ کیا عمار الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہئے
 اوس وقت یہ خبر پہنچی کہ علی خان نبی گنج میں آ پہنچا ہے نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیورد
 چمبر امنو کے فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نجیب خان جو کسی وجہ سے دہلی میں تھا
 براہ سکیٹ ملک دو آب کی طرف برم بلغار کہنے کو چلاتا ہوا اور موہنات سمار کر تا ہوا اثر جہانگیر
 شجاع الدولہ کا گڑھی بدل جھائی تھا۔ احمد خان اور محالی سو خوان کھانے کے ایک پکچس کھان
 پر پہنچا ہے شاہ محمد خان جمدار و گشتیر خان ہونیو لے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
 کے خراج کے واسطے ہے اور ملک اس کی سپاہ کے صرف کے لئے ہے کیونکہ جھائی جہانپور میں کھن
 نہیں ہوا کرتا ہے نجیب خان نے غضب میں آکر کہا کہ کھانا یہاں سے آٹھاؤ اور اس پر نواب کا
 ماتحت ہو کہتے ہیں کہ مقام نبی گنج میں چہ ہزار چٹان سواروں نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
 نواب احمد خان نے او کی بڑی خاطر و دلالت کے خلعت دی اور دروازہ کھانا مقرر کر دیا دوسرا
 روز نجیب خان نے وہاں سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خدا گنج میں شیخ کبیر وراجہ مراد گیس
 دوشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ میں تم سے

حاضر ہوئے بعد ازاں شجاع الدولہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق
واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کہ وزیرین
پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان پہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان
اپنی لشکر گاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت
میں بغرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبداللہ خان و
دیگر سواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کر کے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کے فرخ آباد میں پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۲ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو جنگ بکسر میں شکست کھا کر پہلے روہیلوں کے پاس بریلی میں
مدد مانگے گیا اور اپنے اہل و عیال کو معہ زوریات و جوہرات و اہل پناہ لینے کے واسطے بھیجا
مگر روہیلوں نے انگریزوں کا مخالف بن کر اسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان
احمد خان کے پاس فرخ آباد میں آئے جب کوئی چٹان اس کے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ پناہ
سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد میں مشاعرہ میں شکست کھائی اور پھر
فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان احمد خان نے اسے صلح کی ترغیب دی اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ اگست ۱۷۵۷ء میں معلوم اللہ آباد ایک صلح نامہ تیار ہو کر دستخط ہوا جو فقط طویل
تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کرنے اور اسے ترک حالات
کے باب میں کی تھی کتاب سیر المتاخرین میں ذبح ہے وہاں چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد
میں آنے کی مذکور ہوئی ہیں شجاع الدولہ کا مقام پیشتر حیات باغ میں تھا بعد ازاں فکرمین ہوا
لیک روز چٹانوں نے یہ تجویز کی کہ آؤ سے قتل کر ڈالیں کیونکہ اس کے باب مصد جنگ نے نواب
کے پانچ بھائیوں کو قتل کیا ہے کہتے ہیں کہ نواب نے بہن جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کلام نہیں کہ
و خاکرین اگر فضل خدا سے میں نے اپنے دشمنوں کو مارا ہی تو میدان میں مارا ہی ایک بار شجاع الدولہ

اسپرٹھرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے حافظ رحمت خاں نے اتر کر کیا کہ مین
 کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤ لنگھا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس
 خبر خوش کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہ مبارک باد کسی ہی۔ حافظ رحمت خاں نے
 جواب دیا کہ ہمیں نے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو
 سعد احمد خاں کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ کچھ تمہاری
 رائے ہوگی میں تو اسپرٹھرا منداہلن مگر اسباب مین عموال الملک مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ
 سلطان الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کا سہابی کی مذکیرہ کرائل
 یہ صلح ہوئے مین مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی تردیک نقص عہد کوئی بات
 نہیں ہی حافظ رحمت خاں نے کہا یہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُسکو جیسی اسوقت
 سزا دی جاسکتی ہی اُسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی رب
 عموال الملک نے کہا کہ اگر تمہاری ہی رائے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون
 طو ہوا کہ جو کچھ طو پایا تھا حافظ رحمت خاں نے اوسکی اطلاع نجیب خاں کو دی۔ اور کہا کہ مرث
 بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے مین مگر نہ اونکو کسی
 حال مین صلح منظور نہ تھی۔ مگر لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی العزیز چٹانوں کی حدود سے چلا جائے
 نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خاں نے
 جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہوں نجیب خان نے
 کہا تم نے ایسی دلت کہیں اختیار کی حافظ رحمت خاں نے کہا براہ دور و دوسرے بھی اسی صورت سے
 ملازم مین سعد احمد خان اور اُسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اُنکے کل اخراجات اپنے
 خزانہ سے ادا کئے مین اور اُنکی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہے خبر مین کل احمد خان کے پاس
 جاؤ لنگھا اور اُس سے اجازت حاصل کر دو لنگھا احمد خان نے کچھ قرض نہ کیا دوسرے روز حافظ
 رحمت خان و نجیب رمانہ ہوتے خراج پہونچکر شرج کیر کر اپنے ساتھ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

تم اُس کے یہاں مظفر خان کی شادی کا پیغام بجاؤ وہ عورت وہاں گئی اور داد و تحریک باقی
 کر کے پیغام کا مذکور درمیان میں لائی نواب نے کچھ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے
 کہا اے خدا بندہ خان کیوں نہیں بولتے ہو فوراً منظور کیوں نہیں کرتے نواب خدا بندہ خان نے
 جواب دیا کہ نور النساء کو اسد علی شاہ نے گود لیا ہے اس سبب سے میں لاچار ہوں لب منظور کرنا
 نہ کوئی اور بزرگ کے اختیار میں ہے اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے خانم نے کہا
 آپ شاہ صاحب کے پاس جا کر اس پیغام کا ذکر کیجئے وہ البتہ منظور کرے گا نواب خدا بندہ خان
 نے کہا میں آج شام کو جاؤں گا خدا بندہ خان وہاں گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہے نواب
 نے کہا میں نے تمہاری مرضی پر محمول کیا ہے سید نے دیکھا کہ نا منظور میں قیامت ہے لہذا اس نے
 کہا مجھے بدل منظور ہو نواب خدا بندہ خان نے قابلہ خانم سے انکر کہا کہ سید نے اس پیغام کو
 منظور کیا یہ خبر سن کر نواب احمد خاں نے بی بی صاحبہ یعنی بیوہ محمد خاں کے پاس گیا اور اس
 اپنا مشاغل بیان کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدا بندہ خاں کے یہاں رسم چڑھاؤ کی واسطے شریف
 لیا ہو گی اس نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدا بندہ خان
 کے یہاں پر گئے اور رسوم معمولی ادا کیں دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستحیات کچھ نوشتہ
 کو لیکر آئیں اور رسوم بجا لائیں بعد ازاں نواب احمد خاں نے نواب خدا بندہ خان کو طلب کیا اور
 بڑے چال سے اس سے بے غلیہ ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی خاں کو طلب
 کیا اور کہا کہ قصبہ سکر اول کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدا بندہ خاں کے نام کر دینا میں سے کہو
 کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب مشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ
 معافی نامہ تیار ہو کر آیا نواب نے خدا بندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیروں کے علاوہ
 ہے اسکے بعد خدا بندہ خان نصیب ہوا اب تیار بیان شادی کی ہونے لگیں و ہر بان خان کو حکم
 ہوا کہ پچھلے روز سے تار و نخاع برابر طعام انواع و اقسام کا سب مسلمانوں کو جایا کرے ہندوؤں کو
 شیرینی و بادام کامر یا بھیجا جاوے خاں سامان تار و نخاع کو حکم ملا کہ اسے دہلی بھیجے

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میرا کبر علی اوستاد نواب سعادتیوں نے مصنف لوح سے کہا کہ میں بھی اس وقت شجاع الدولہ کے سپہاے شجاع الدولہ کی عمر اس وقت میں بیس سال کی تھی نواب احمد خاں نے کچھ سلحہ اپنے مسلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعد ازاں جو اس وقت طلبہ کے ایک ہوتوں کا ہر جسکو قائم جنگ نے پہنچا تھا سب کو جلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی تحسین کی احمد خاں نے وزیر کی گردن میں ڈال دیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس بار کو آتا کر دیر تک ہاتھ میں لئے رہا اور ہر ایک داد کو گھوما گھوما کر دیکھا بعد ازاں بار کو تکیہ پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا میں رخصت ہوتا ہوں نواب احمد خان اور عہد الملک بھی اٹھ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ فتح گڑھ کو روانہ ہوا اور اگر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہاں تک زیادتی کی کہ مجھے بار موتیوں کا بطور خلعت کے دیئے جلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم دایم خان چیلہ احمد خاں کے گود میں تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا میں بھی پیونگا اس وقت میان الماس خواجہ سرپانی پلانے پر مقرر تھا وہ جزاؤ صراحی دینا لے لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعد ازاں خود شجاع الدولہ نے پیا اس وقت سے الماس علیخان دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور شجاع الدولہ نے شجاع الدولہ سے دایم خان بیکار و واقعہ پر گنہ شاہ پور اکبر ہر ضلع کا پور کی جاگیر دلائی +

منظر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے منظر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے لےنے قابلہ خانم منظر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ عہدے جابلہ میں کس کس کی بیٹیاں ہیں اور کہاں ہیں اپنے بیٹے منظر جنگ کی شادی کر دین قابلہ خانم نے جواب دیا کہ تین لڑکیاں مرتضیٰ خان کی ہیں اور تین ہی لڑکیاں خدا بندہ خان کی ہیں نواب نے کہا مرتضیٰ بد مزاج آدمی ہے اگر ہند کر گیا تو بخش پیدا ہوگی خدا بندہ خان اللہ تے نیک مزاج ہے چاہے آدمی

پر جایا اور برات اس دھوم دھام توڑک و خشم سے اس جلی خدائندہ خان کے پاس حقیقت
 اسباب ظہور تھے سب اپنی بی بی کو حسینہ میں دینے قلعہ میں پہنچ کر تمام امیر اور سردار و جہان
 حضرت نواب کو مبارکباد دینے لگے اور تفریق گزار میں دوسرے روز نقالوں و طوائفوں و
 و بھارتوں کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور میر نواب کے بھائی بھتیجوں و خاندان نگیش کے چلہ
 سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

شہید تاج محلہ کو کسیدہ راویا و بھارتوں کا ہندو سب سے پہلے اس کے صلح میں مواخا اسکا ذکر ہم
 کے چکے میں صفد جنگ مرہٹوں کا میں لاکھ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسی لاکھ
 کا اور یہ قرضہ بابت اس مذکورہ کے تھا جو انہوں نے اس زمانہ میں کی تھی۔ بارہ اس قرضہ کا
 احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اس کے ادا کی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۴ محال کے ملک فرخ آباد
 سے ساڑھے سولہ محال مرہٹوں کے قبضہ میں کر کے مرہٹے بہمنور تو اس سے خود کل
 صلح ہوئے تھے اور صفد جنگ کو جو اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا اور کچھ حاصل
 کہتے ہیں کہ کس وقت میں ریاست فرخ آباد میں چالیس محال تھے انہیں سے گیارہ محال کا جانا
 محال جو کہ مذکورہ کے نام تک میں معلوم ہیں منجملہ ۳۴ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹوں کے قبضہ میں
 اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ میں اور انکی بابت دونوں جانب سے ایک ایک کتاوڑ
 ملک کے تیر تیر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے عمر خان کے
 نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ تاج محلہ خاندان نگیش کا ایک غلام تک بھی باقی رہ گیا اس محال
 میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہ ہوگی تفصیل ۳۴ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمش آباد واقع ضلع فرخ آباد یہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ شمش آباد چیمہ میں تحصیل قائم ہے اور
 شمش آباد نواب و دیگر گنہ احمد آباد جو صفد تحصیل و نواب کے زمانہ میں اس میں بہت عظیم گرجا تھا جو صلح کے بعد

قلعہ میں خیمہ کھتا وہوں تاکہ ہر ایک جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو طواغین دور در دیک سے جمع کے گھر
 تاکہ ہر خیمہ میں ایک ہی وقت میں ناچ ہوتا رہے رات کو نعر اطلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
 خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواصلے دو دو چیلے ماحول ہوئے تاکہ کوئی ضروریات کو پورا کریں نواب محمد
 اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان مول سوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدین
 وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے چچو بھی کامیابا نواب نور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر
 بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے طبع و رنگ و فعل و گانے میں گزری روشنی کے واسطے رہتے
 دو روز یہ باتس کی ٹہنیاں قلعہ کے دروازہ سے خدائندہ خان کے یہاں تک لگائی گئیں یہہ ٹہنیاں
 ابرک سے آ رہستہ تھیں اور انہر کنول چٹھے تھے اور تخت دعال جنیر زرعت کے فرش اور شمشیر
 پڑی ہوئی تھیں اس واسطے تیری ہوئی تھی کہ طواغین انہر ناچتی ہوئی جلیں اور اسکا انصرام جلی ہر دو خان
 و نامدار خان گلان کے سپرد ہوا تھا آتش بازی کا انتظام ناصر خان کے والد محاشع خان اور فیضان
 کو حکم ہوا کہ ہر دسے و شبگلے و عماریان چاندی ہونے کے کام کی طیار کردی باغی قلعہ کے دروازہ پر
 طیار میں بخشی فخر المصلح و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہہ اپنے باغی اپنی سگیدہ پر سوار
 اسوقت امر اسے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین تمندار و محمد اسے سجاے اپنے اپنے مرتبہ
 کے لایق ہوا تھے جسوقت بدات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے
 نواب خدائندہ خان کے یہاں تک ایک شعلہ آتشیں نظر آتا تھا آ رہستہ پر دور وہ ابرک کے کنول
 اور قمری روشن تھے سلسلے پانچ پانچ چھ چھ شاخوں کے جھاڑ بھی جو قدامین پچاس ساٹھ ہزار کے
 قریب ہونگے۔ طواغین تخت دوال پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھیں غرض بڑی شان و شوکت و جوش و خروش
 سے برات قدم مقدم روانہ ہوئی آگے جا بجا آتش بازی چھوٹی جاتی تھی ہر دو جانب سے سوسے
 چاندی کے پھول نوشہہ پر لوٹاے جاتے تھے آخر امر دہن کے دروازہ پر پہنچی نواب و نوشہہ
 و امرا و دخل مکان ہوئے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم
 رہا علی الصبح نوشہہ بغرض ہامی ہجوم معمولی محل میں گیا جب نوشہہ و اسے باہر آوا دہن کو چھوڑ دیا

۱۸ امرت پور۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۱۹ چمبرامنو۔ تحصیل چمبرامنو ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۰ سکند پور۔ اب چمبرامنو میں شامل ہو گیا ہے ضلع فرخ آباد میں۔

۲۱ سورکھ۔ تحصیل ترؤا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۲ سکراوا۔ تحصیل ترؤا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۳ سکت پور۔ تحصیل ترؤا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۴ اوریا پھونڈ۔ ضلع اٹاروا میں ہے۔

۲۵ سوچ۔ پرگنہ کرل ضلع میں پوری میں ہے اور میں پوری سے ۲۴ میل پر پرگنہ قدیم میں

۲۵ موضع میں پوری میں شامل ہوئے اور ۱۰ موضع کرل میں۔

۲۶ اٹاروا۔ واقع ضلع اٹاروا سابق میں ہمیں کرل و برنائل شامل تھا۔

۲۷ بھوجپور۔ صدر تحصیل فرخ آباد میں ہے اس میں پرگنہ پہاڑہ شامل تھا۔

۲۸ تاکگرام۔ تحصیل چمبرامنو ضلع فرخ آباد میں ہے اسی زمانہ میں اس میں تعلقہ ٹھٹیا ترؤا شامل تھا۔

۲۹ قنوج۔ تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۳۰ بلہور۔ ضلع کانپور میں ہے پرگنہ قنوج کے مشرق ہے۔

۳۱ شاہ پور البکر پور۔ ضلع کانپور کے مغربی حصہ میں ہے۔

۳۲ شیوا جیو۔ ضلع کانپور میں بلہور کے قریب سمت مشرق ہے۔

۳۳ موسیٰ نگر جیو گئی ضلع کانپور سے جنوب دیکھ کر عین لک کے بائیں کنارے پر واقع ہے اور

۳۴ ادرلوچ تاج میں عبارت پرگنہ جات سنگش کی حسب ذیل معلوم ہوئی ہے۔

شہر آو برود کہیں چٹائی سہار مار صاف مذہ پور بریا سو نہار کواولی

کرسانہ کھاگٹ منو دلیا چمبرامنو سکند پور سکراوا سوچ بھوجپور

میں معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے کھارے سولہ محال درہٹون کے حوالہ ہوئے تھے نظام کل کا

۲ بروز قدیم ہیہیہ نام قدیم برگنہ بیور ضلع میں پوری میں واقع ہے۔

۳ ہونگام اسکوھون گاؤں بھی کہتے ہیں ضلع میں پوری میں جو اس زمانہ میں اس میں برگنہ میں پوری اور کشتی بنی گنج بھی شامل تھی۔

۴ کپل۔ ایکو اب کپل قانگج کہتے ہیں تحصیل قانگج ضلع فرخ آباد میں ہے۔
۵ پنیالی۔ ضلع ایٹہ میں واقع ہے۔

۶ سہارو۔ اب بہار اور کرمانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ میں ہے۔

۷ سکیت۔ اب ایٹہ سکیت کہلاتا ہے ضلع ایٹہ میں ہے۔

۸ مارہو۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ میں ہوزمندان قوم سید جنکو برگنہ مذکور زمان فرخ میں

۱۲ شاعہ میں جاگیر میں ملا تھا ایک سو تر موضع و شہر کے بیگراں بیٹے نواب فرخ آباد کے

نام سے باقی اور ساتھ موضعات و بہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھکے لکھ دیا اور

اور شاعہ میں زمینداران قوم سید جنکو برگنہ مذکور کا ٹھکے لکھ دیا تھا اور شاعہ میں

دیہات اول الذکر جو نام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کر لیا۔

۹ سوروں بدریا واقع ضلع ایٹہ۔

۱۰ اوسیت گنگاپار ضلع بدایون میں واقع ہے۔

۱۱ مذہ پور۔ جسے میا دھن کہتے ہیں ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۲ مڑا سوہنہار۔ ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۳ کوراولی۔ ضلع میں پوری میں ہے۔

۱۴ سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۵ کرمانہ۔ اب شامل بہار ہے اور ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۶ کھا کھٹ موہلیا۔ گنگاپار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۱۷ مہو آباد۔ گنگاپار ضلع شامبھار کے جنوب میں ہر سابق میں پرگنہ شمس آباد میں شامل تھا۔

یہ دیکھ کر میرے بیٹے کی جاگیر واقع آبادی پر حملہ کا خوف ہو قادر چوک کی طرف توجہ دیا تاکہ
 کہنا سے بد واقع ہو کر کچھ کیا۔ یہاں اسے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان طبل برگرگوں سے غیب آیا
 جسکی طرف روانہ ہوا کہ ستر پر ضلع میرٹھ میں اپڑے کے قریب پنجاب خان نے اکتوبر سنہ ۱۱۷۵ ع میں اس
 جہان سے بخت کی ہسکا بڑا میٹھا ضابطہ خاں مرثوں کے ساتھ فرج آباد کی طرف بڑھا حافظ مرثوں
 نے بڑھ ہزار ہوا دیو یاد سے احمد خاں کی مدد کو بھیجے جبکہ یہ خبر ہو چکی کہ مرثے پشانی تک
 آہو گئے ہیں جو فرج آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہو حافظ مرثے خاں خود فرج آباد آیا اور اسکا
 گھٹا کے مشرقی کنارے پر چھین زن ہوا حافظ مرثے خاں و احمد خاں میں مشورہ ہو کر ایک ایک شہر کا
 دیو یاد سے گھٹا پر تمبیر ہوا اس میں ہزار ہوا ہوا دیو یاد دیا سے گھٹا کے پار ہوئی اور گھٹا اور فرج آباد کے
 درمیان میں تقیم ہوئی اس عرصہ میں ضابطہ خاں نے لکھنؤ گیا کہ میں مرثوں کے ہاتھ میں اسے
 آنے کے بعد نہانے اور مرثوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرثوں نے آباد
 و شکوہ آباد مانگا یہ دونوں مقام قبل ازان کہ حافظ مرثے خاں کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
 مرثوں کے قبضہ میں تھے اس زمانہ میں بخت خان کی فرج مرثوں گدھ نجیب آباد سے آئی ضابطہ
 خاں صفع باکر مرثوں کی فرج سے نکل بھاگا اور اپنے فرج میں آکر اپنے گھر کی گھڑی۔ اب صفر
 ۱۱۷۵ میں جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں میں ہرنوں نے انھوں کو جھ اسوقت اجمعی طرح سے غلبہ
 نہیں کر سکی شکست دی آخر کار قریب تھا کہ رو بیٹے گھٹا پار ہو کر بھاگ جاویں کہ مرثے وہاں سے
 لکھنؤ کی طرف روانہ ہو گئے حافظ مرثے خاں نے اپنے بیٹے خدایت خاں سے کہا کہ آباد کی جاگیر
 حضور دی گئے اسکا کر لیا اور آباد ہو کر رہی جن گوشہ نشین ہوا اور وہ سے خاں نے لکھنؤ آباد کو چھوڑ دیا
 شیخ گیر کو حکم ہوا کہ آباد کا قلعہ مرثوں کو خالی کر دے شیخ گیر نے اس عرصہ میں چند بار مرثوں کو
 دی تھی مگر بعد مشورہ ایسا کرنے سے اسے حاصل کئے اور فرج آباد میں حافظ مرثے خاں سے آباد
 اور دیو بیٹا بزرگ حاضری آئندہ جیسے کہ یعنی اکتوبر سنہ ۱۱۷۵ ع میں ہوا
 ہر وقت بنید بیا نواب کے ملک میں داخل ہوا اور بھی گئے کے قریب یہ دن ہوا یہ مقام فرج آباد سے

اس سے بہر حال اس میں شک ہو کہ اس کا انتظام کیا جائے یا نہ کیا جائے
 سولہ محال کا لیکن ہم نے سنا ہے کہ بعد ازاں اس کی اخراجات انتظام و تحریک کو کچھ باقی بچتا تھا وہ ہر راہ
 کے حوالہ کیا جاتا تھا مرثون کی جانب سے در صرف چنکودہ کہتے ہیں معین کے ایک قلعہ
 میں رہتا تھا اور دوسرا علی گنج پرگنہ عظیم مگرین جو علیا مرثون کو دیا جسے ہوتا تھا انہیں مرثون کو
 دیا جاتا تھا اور یہ ہر راہ کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید لوہا کے پانچ چوبیس
 جاتی تھی اس صورت سے چند سال چار روپیہ ادا ہوتا رہا جو فی سال شہر آبادی کی لڑائی سے
 روپیہ دینا موقوف ہوا ہے ہندوستان چھ گرجا آباد ہو کر دکن کو چلے گئے چند مدت تک مرثون
 خان کی جھکڑوں اور زبڑ کے جنوب میں لڑائیوں میں مصروف رہے اس میں کل جنگ دہائی ملے کا مفتح
 ملا جو جانب ہندوستان جو مرثون کے قلعہ میں آگیا تھا اس لئے اس سے سلاطین ایک شجاع اللہ
 میان دھاب کے بچے کے حصے سے اس کے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بڑیل کشن میں
 جہاں سی ٹک بڑھ گیا اور اب احمد خان نے اسے کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ میں اس کے باپ کے قبضہ میں
 تھے لے لئے اور پھر کبھی مرثون کو جو قلعہ یعنی چہارم حصہ دیا گیا آباد اور پھر ہندو شکوہ آباد جو احمد
 خان نے حافظہ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے منسلک کئے
 آٹھ سال زائد تک مرثون شمالی ہندوستان میں نظر نہ آئے فقط شہر اعین غوثیہ جو حصہ کے
 واسطے دہلی میں با شہر اعین میں جنگ کدہ میں تو البتہ مرثون معلوم ہوتے تھے مگر شہر اعین میں رہا
 فریج تعدادی پچاس ہزار دس چالیس ہزار موبی یہ فریج نر پوکم دیسا جی کشن رام چندر کشن جی
 سند یہیہ دھما جی ہو کر کے تھے اس فریج نے چنے ساکان اور تانہ سے تقابلاً چہارم حصہ منسلک کیا
 بعد ازاں حضرت پور کے قریب اس سے اور حادثات رونما ہوئے ایک جنگ ہوئی جس میں مرثون نے
 اختیار ہو کر اسے لاکھ چوبیس ان جانوں سے بھی وصول کئے غیب خان نے مرثون سے صلح کر لی
 اور یہ خبر ہو کر کیا کہ ہم دونوں کی اخراج متفق ہو کر آبادی کو رنج کریں۔ اس کے بعد شہر اعین
 اور اس کے قریب رہا اور اس کے واسطے خان علی سے دوا تہہ و حافظہ رحمت خان

یہ خیال کیا کہ حکمران کو کھانا ملے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی برائے ہونا اوستے بخشی
 غرض کہ مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خمیہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کر اگر فرما
 چھو کیونکہ کھلاویں۔ ایسا بھی کیا گیا تھیں وہ نے اُسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طوس
 کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی تھیلین بیان کی جن میں دعا بزرگوں کی مستجاب ہوئی ہے
 مگر کہتا ہے کہ خاص اس امر میں دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ وہیں کوئی دلی نہیں ہو تھوڑے
 عرصہ کے بعد ایک چالاک بدشاہ پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت میں توسط رحمت خان ولد
 جہان خان کے حاضر کیا گیا اُس نے اقرار کیا کہ جو شرف و نفع نصارت ہو میں اُسے صاف کر دوں گا اُسے
 تھوڑا پانی حلویں لیا اور اُس پر کچھ پڑھ کر نواب کی آنکھوں میں لگایا اسطرح کئی روز کیا آخر خیرات کر لے
 کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھ دیر وہ اسے ملین وہ دو تین روز کی خدمت لیکر گیا اور
 پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اُسے ایک چلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے
 اس صوفی کا خان علی کے نام بھیجا کہ میں نے ساری نواب احمد خان کی بیٹائی جاتی رہی ہے اور سحر دعا
 دلیا اور سب طرف سے اوسے بالکل ایسی جو گئی تھی نظر بران میں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس نے مانہ
 میں فرخ آباد میں ایک درویش کا دل تشریف رکھتے ہیں کہ حکمران اگر سرگرد وہ لوہا بے عصر کہنے کو بجا
 حکم نامی اوس بزرگ کا سید باقر سے الگ اس سے رجوع کیا دے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے
 نواب کی مراد دلی برآنا ممکن ہو اور وہ بزرگ کو ایک میانی دیسکتا ہے۔ جانعلی خان یہ خط لیکر نواب
 کے پاس آیا بخشی غرض کہ وہ نے اعلیٰ خان اس کے پاس گئے اور بڑی رحمت و عزت سے
 نواب کے پاس لائے فریونہ کہتا تھا جو کچھ گنبد کو طعام قسم ہوا میں چک کہ میں پہلے اُسکے واسطے
 کوئی تہا مستام مجھے بلایا جا دے نواب سے جانعلی خان کو حکم دیا کہ اسے باغ میں درویش کا چہرہ
 تب درویش بیکار سے نواب سے اقرار کیا کہ ہر روز میرا صوفی کو بیٹائی حاصل ہوگی۔ جانعلی خان
 اپنے باغ میں درویش کو لکھا اور اسے لو کر انکی نگرانی کروا دے ستین کے عجب وقت امرن قریب
 یہ نواب ایک رات ہفتان کے آئین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار پر سے کہ کرا لکھا گیا روز

میں بل محبوبان شیخ فرید الدین نے چاہا کہ عاتیس ہزار فوج جمع کر کے اسے مقابلہ کرے لیکن
 نواب احمد خان جو کہ اب پیر عینیت و نامیا ہو چکا تھا کہنے لگا کہ یہ بہت تو مجھے نوجبی علوم ہو کہ تم آخر تک
 لڑو گے مگر بخشی مجھ پیر نامیا کا یہ ہوا اگرچہ انھیں ستہ عصا ڈالنا تو مجھ نامیا کی پوری خرابی ہے
 اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہو کہ نواب احمد خان ایک پادشہ سے کسی قدر لشکر کا
 لہذا میری دس پیر کہ کسی صورت سے صلح کر لینا چاہئے بخشی فرید الدین غازی الدین خان لکھنؤ
 کو براہ لشکر مرہٹوں کے لشکر میں گیا اور اسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹوں نے
 عطا دے سولہ محال طلب کئے جو بعد نامہ سابق میں آہیں ملے تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے
 قند میں رکھنے لگے اور اسکا انتظام خود کرنے کے عیب نواب کے ہاتھ میں اطمینان تھا اسلئے اسلئے کہ
 مگر کچھ روپیہ وصول نہوا محال محبوبی ساڑھے سولہ محال وصول کئے گئے نواب نے کہا کہ ملک
 نصف دینا ہو مگر فوج کم نہ تو میں سال میں میری لکھنؤ بھی ہو جاوے گی اسوقت مرہٹوں کا اطمینان
 نے ہو گا مگر چونکہ آمدنی کم ہو گئی اور اخراجات بڑھ گئے ہیں لہذا جو روپیہ خزانہ میں تھا وہ بھی خرچ

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

آستان سے دو ایک سال قبل احمد خان کو اشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زایل ہو گیا
 بصارت کے کمال سے اسکا معالجہ کیا مگر کچھ سود نہ ہوا اول انکی پانچویں میں وہ شروع ہوا اور پھر
 آخر میں صحت بصارت میں جو چلا وہ ایک سال میں حال میں گندی مگر دوسرے جزا کی بنیادی کشتی
 نئی دوسرے میں جب کہ بیان تک اس کے کان میں تھا مگر وہ اسے مقام مہلی میں مٹا کر اطمینان
 اور سلام اور عراسب کا لیا کہ اطمینان دلا دینے اسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھ کر معلوم کیا
 کہ اسکی بصارت میں نقصان ہو گیا مگر کچھ نہ کیا اور بالآخر نقصان چپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
 نواب محمد شہابی کی سفارش کی کہ احمد خان کی نگہ کو حواض چشم کے علاج میں دستگاہ کمال ہو نواب نے
 حکیم کو حکم دیا کہ وہ تین مہینے اسے معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ایک روز نواب کے دل میں

حکایات باب احمد خان کے خلق معادلات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسبِ قیاس یہ توپ سترہ سو پچاس سال پہلے کی ہوگی
 نجات آگست سترہ سو پچاس سال پہلے کی تھی اور سترہ سو پچاس سال پہلے کی ملک امیر الادر اعظم الدولہ
 محمد احمد خان بہادر اعظم جنگ سردار الملک اعظم اقدار شیر بند بہادر غالب جنگ اور تاریخِ طغری سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سترہ سو پچاس سال پہلے قیامِ ملک کا نسب زیادہ کروڑوں کا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد خان الطبع
 و صمد ہند تھا اہل توپ پر کہ وہ اور ان اشخاص میں تھا جنہوں نے نہ تو حصولِ جاہ و عظمت کی واسطے
 کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اور پرتوت پڑا اور اسکے حالات کے تذکرے میں ہم نے خیال کیا ہے کہ اپنے
 زبانی اور یہی کہ جس کے سبب سے تختِ زمینی ہی محمدی برکتا کر کے گھرِ مقبرہ ہمارا مہینہ کی جنگ
 کے بعد ایسا نزل اور پریشانی کا حال سلطنت میں پہل پہل رہی تھی اور وہاں ایسی بے سرو سامانی
 تھی کہ اگر احمد خان جس کی چٹری باتوں میں آکر اس پر جانا بلکہ بخلاف اسکے دلی کیفیت بدھ جاتا تو
 بہ آسانی بادشاہِ دہلی کو اس پر کر لیا پھر جو تداریک کی بعد دیگرے غازی اللہ خان کو بھیجا اور نجف خان
 کو بھیجا کی تحس۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدبیر میں ملتا تو اسے سوا ہی کامیابی حاصل ہوتی دوسرے
 یہ کہ جب بھلام خان چلی کا شیخ کا عامل تھا اس نے میانِ دو آب کے اوپر کے حصے میں ایسے ایسے
 ریش بنائے کہ اگر وہ سکو اچھی طرح مدد و پوجائی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود
 بادشاہ کو اس کے عزیز میں کر دیتا۔ لیکن نسلِ بیان مذکورہ جہاں جو جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو احمد خان
 یا نجف خان یا سادہ لوح۔ تو اب کہ مصافحات اور سننے نہ یہ کہ کمال شوق تھا چنانچہ بہادر کی
 حادثہ تھی کہ وہ بہرِ یون کے شہین و محبوب میں چلے جاتا تھا کہ وہ مسیحا تہو جو جاوین اور اکیٹھ پڑا
 خود سے پرستید کہ خود اس کی نگرانی کرتا تھا جب وہ بانی غواہ پاں خواہ حقہ منگولیا چلے اپنے بہرِ یون
 موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے باج چہرہ گھٹنے کے حصہ میں وہ کئی سو روپے لے آتے جب
 وہ بہرِ یون پہنچ کر کھا جاتا بعض قبیلہ خانی رہجانی شب و شب ہو کر ہوتا ہوا ہین معلوم یہ کہ کیا بات ہو کہ

ہر ایک ممالک کی حکومتیں یہ کہہ رہی تھیں کہ اگر یہ ہندوستان میں آئے تو ہمارے ملک کو
کے غیر توڑے لیا کر خورجین رکھیں گے اور ان کی عادت یہ ہے کہ ہر روز دو بار شہر کو چلا کر
یا دھنسی پر بارہم کر اور کسی مال کی جن اور کسی شہر سے ہر سال کا محصول کی لڑائی لگاتے
جیہ وہ چاہیں گے اور ان کے لئے ہر سال کو سے روپیہ کی پھیل سے ایک لاکھ روپے
فرم یہ خاکہ لکھ کر دیکھیں لکھنا یا لکھنا ہے اسے سب کی اس آیت وہ ہے اسی کو روپیہ
باقی ایک شخص ہی اس کے ساتھ ان لوگوں کی خاص نظر اور یہ ہے کہ اس کی دیکھ کر
کے مکتے یہ ہیں کہ جو ہندوؤں کو دیکھ کر اسے اس کے لئے سو گھر سے اس کے لئے
بہت ایک کے شہر اور قلعہ کے لئے سے قدم شہر کو ملک ملک کے لئے
سب قوم کے لوگ سے اور انسانی میں دہلی سے لوگ کے ساتھ اس کے ساتھ ان لوگوں
اس میں خاصا اس کے لئے نہایت میں اور کو باغیہ دار وہیہ ہندوؤں میں رہتے ہیں اور یہ کہ
اسے اس سب سے کہلاتے تھے کہ وہ چلی کے قائم گھر بنا کر اسے سے اسی حدت ان کے
مکان معمولی بنا دیں لوگ اکثر یہ بھیجا کر اتحاد کہہ کر باغیہ دار کہہ کر ہندوؤں سے
ساتھ آئے ہیں لہذا یہ ہندوؤں میں جو کہ بہت غریب خاندان ہیں وہ لوگ کی سواری لکھی ہیں
کے میراہ سلطانہ سردار و برہمنی ہمدار و حمالا بردار و جوہار و خیم و بارہوش و کارگاہ اور گاہو اسے
لے سے سواری کے لئے ایک ایک کا ایک ایک گاڑا ساتھ سواری سے غور و شری دور
کے ہندوؤں کی جہاز ان ملک ملک کی خدشہ سہری کو مال کو سہری کو سہری کو سہری کو
ہتے تھے اور یہ ہندوؤں اور ہندوؤں کے اور ہندوؤں کی ملک ہندی لوگوں کی سواری کے لئے
انہما تھا خواہ غریب و خواہ امیر اور ان کی ہندوؤں سے ہندوؤں کے لئے جو شخص لوگ کے ساتھ
ہیں سہلا ہوا تھا اور یہ ہیں ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی
ہندوؤں کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی
ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

تین لاکھ روپیہ باجواری سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیکھائی تھی اور ایک لاکھ روپیہ باجواری میں ہر
 بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جو اس بات و زیورات خرید جوتے تھے اور محتاجوں کو کھانا دیا جاتا تھا ایک
 لاکھ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور تو بچانہ میں صرف ہوتا تھا چھوٹی بڑی پانچسو توپیں ہر وقت تیار تھیں
 اور کارخانہ گولہ بارود ساز میں ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھ روپیہ باجواری کا خرچ
 تھا اور اگر کبھی کبھہ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر میں بخشی فخر الدہ کو داد و سبکی
 ریاست میں بڑا اقتدار حاصل تھا کہ ملک اوس کے بہت سیادیں تھا اوسکی بیہ بڑی تعریف تھی کہ اسنے
 تمام شہر نشین لوگوں کو زیر کیا کبھی کبھی سیانہ صاحب میان روشن خاں کی بطرف بغرض نظام جایا کرتا
 تھا یہاں صاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز صاحب کو ملتا تھا بہت سے شخص خاص و عامی
 سے اس خطاب سے محبت ہوئے سب سے پہلے سعادت مند خان نے یہ لقب پایا یہ نہ سنا کہ نام
 ایک لاکھ تھا اور روشن خان جب شیر پور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہاں سے اسکو گرفتار کر لایا تھا
 جب احمد خان نے اسے دیکھا تو اسکی نظر توجہ اسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور
 سعادت مند خان نام لکھا ایک برس بعد اسنے اسے بڑے مرتبہ رہو پوچایا اور امیر زادہ اسکو خطاب
 دیا اور بخشی فخر الدہ کو حکم دیا کہ جو کام امیر زادہ سعادت مند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمیں کوئی
 نہ نہرت نہ کرے اوسکا والد سید شمس الدین کا حاکم محترم ہوا دوسرے لوگ جنکو سیانہ صاحب کا لقب ملا
 یہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علی خان (۳) میر جانعلی خان (۴) روشن خان
 فقط سعادت خان براہ محمود خاں بخشی قائم جنگ کا تھا اوسکو یہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ
 میں شہید ہوئے ملا ایک نور نواب سنے اسے سید نور علی خان کے بازاری میں دیکھا اور بلوا بھیجا
 اور طلب کتاب دیکھتا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب دہست مٹیا سو چھل سے کھدیاں چھل رہا
 تھا کھدیاں ہاتھ لگتے اوسنے ایک سو چھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر پڑی جو اس کے
 پاس مٹیا ہوا تھا نواب نے یہ دیکھ کر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کائنات کو جو اور یہ شہر بڑا ہے
 پچھتر ہزارت میں سو کی کس کہ او مشتم بہت فر بار سس سعادت خان کی یہ سعادت تھی

باب اول در بیان احوال و وفات و تدفین و کرامات و معجزات و غیره از حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی

این شهر بنام کی درست و حیات باغ و از سر نو بنواست کی طریقت توحید و موافقت باغ میں ہے
 اب محمد خان اوراد و کبار و نظام علی بن دین علی خان نے کے چھانک اور قلعہ کی دیوار کے درجہ
 ن جو مکیہ ہے وہاں گلال بناد اسنادہ کی ایک کتاں سرگد و نو جلد و سندہ اگر کھڑے ہوتے تھے
 ب و جوا چلا تے تھے اکی جعفری لینے کے بعد ذاب اجلاس فرمایا تھا بیعت باغ جو نو
 اس کے کے قرب شہر کے ہاں ہے احمد خان نے لگو ایچ شہر کے سب سے سید سید
 ت خوشنویس و بی بی کے ایک طرف عالم گرم کے کشتکات اتلی میں جو حیدر کے اسکے قرب
 و طریقت و احمد گنج گھاٹ یا کے نام سے شہر و اس میں کاشی ہے جس کی مسجد کے علاوہ وہاں علی
 کے اندر قبر ہے قبر کے روبرو قبر ہے میں مقبرہ نمبر ایک میں اشخاص خاصہ اول کی قبریں ہیں جنہ
 و اول و میر خان و میرا سی و اب و اسکا بیاد و میر علی خان و میرا سی و اب و احمد و حسین خان و ولد علی
 احمد خان ہر آدمہ میں بہت علیخان و ولد علی خان و میرا سی و اب و احمد و حسین خان کی و اب بہت بہادر
 احمد خان کا پوتا و اب چھوٹے خان و ولد و اب و احمد خان و مقبرہ نمبر ۱۱ میں اشخاص ہیں جن میں اب
 احمد و خان احمد خان کا لیسر کان و اسکا ایک کتاں و او کی نیگم مقبرہ نمبر ۱۲ میں بیگیاں و دفن ہیں بی بی
 سنا جبر سید و اب محمد خان و عطر و عجب و او کی نیگم و او راہ میں سندہ و نیگم و عمر احمد خان و میرا
 لک کی دلی ہی نہ و اب باقی میں بی بی و عطر و عجب و او کی نیگم کے نام معلوم ہیں
 اسے نمبر ۱۳ میں قابلہ خان کی قبر ہے شہر و میں شہر و عجب کی مشقہ مذکور و نمبر ۱۴ میں
 قبریں ہیں نام معلوم مقبرہ نمبر ۱۵ میں دانی صاحب کی قبر ہے جسکو احمد خان شرفی سے لکھا تھا مقبرہ
 ۱۶ میں احمد خان کے چلیون طالب و خان و شرفی خان کی قبریں ہیں مقبرہ نمبر ۱۷ میں بخشی
 خزانہ کی قبر ہے و شہر و عجب کی مشقہ میں قلی صالح کا بیچ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر و عجب
 آدمی علاوہ سانی و جاگیر و غیرہ کے اس کے روبرو یہ علاوہ بھی مسام الدین نے لکھا ہے کہ و اب کی آمد
 شہر و لکھ علاوہ سانی و جاگیر و غیرہ کے اس کے روبرو یہ علاوہ بھی مسام الدین نے لکھا ہے کہ و اب کی آمد

کی بی گناہی کی نسبت بہت نامہ میں مذکور ہے کہ سترہ سو چوبیس میں نواب کی بیگم میں بھی اوس
 میں بیہوشی تھا کہ وہ خان شہر خان خان کا بیٹا تھا لیکن جو کہ جس کرم خان کا ذکر
 فرمایا کہ وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہ بلکہ بیچا ہوا تھا جس نے بیگم میں خرافہ جوڑی
 بیگم کو کہتی ہے۔

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے تھے ایک بی بی محسن علی محمد خان بیہوشی اپنے باپ کے سامنے فوت ہو کر رہ گیا
 میں دوسرے بیٹے محمد علی وافرہ صاحبہ جو کہ اوٹا گیا یا تو اسے ایک بیٹا چھوڑا جس کا نام بہت یاد تھا
 جسے محمد علی وافرہ صاحبہ کے ساتھ شادی کی اور سترہ سو چوبیس میں باپ گشت شہر علی خان
 گشت شہر علی خان فوت ہوا وہ ایک لڑکی زیا حضرت علیا نام چھوڑ گیا جس کے دو بچے ہوئے اولاد میں
 اولاد علی خان سے اور علی خان شہر علی خان کے مراد خود سے ۲۔ دوسرے علی خان
 علی خان جوابے باپ کا جانشین ہوا جس کا ذکر آئندہ ہو گا۔ ۳۔ دل دیر خان وہ شہر علی
 میں بنیادیں چلا گیا اور کہتے ہیں کہ اوسنے وہاں جوڑی شہر علی خان وزیر علی خان کے بغاوت کے
 زمانہ میں خود کشی کی اس کا بیان جلد ثانی میں آوے گا۔ یعنی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 علی خان سترہ سو چوبیس میں فوت ہوا جو مطابق ۱۸ جوڑی شہر علی خان کے مراد وہ دوقہ صاحب علی خان
 کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں اسکے بیانات و تعلقات
 اولاد اوس میں نقشہ سے معلوم کی جواس کتاب کے آخر میں منسلک ہو۔ ۴۔ ستارہ بیگم محمد علی
 اور تھیں خان بڑیر نواب محمد خان کے سپر جہاد کے ساتھ منسوب تھی جب میری تو قاسم علی خان
 کے بیٹے بی بی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دین ہوئی کہتے ہیں کہ اسکے
 اوسا کی بیوی کے نام سے جوت و جن بھاگتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوس کی بڑی بیٹی
 نواب احمد خان کے چیلون کا بیان
 سب طرح اپنے خاندان کے نواب احمد خان میں چاروں علیاں ہو کر سکھان کی بیوی ہو گیا

از بیگیتا نواب محمد خان

۱۔ بیابانِ حبش۔ اول دریاں نیک۔ سحران میں ان دریاؤں کا پانی پڑنے کیلئے کھدائی کی گئی تھی۔
دوم ہائی صاعہ اس کے زاب مشرق سے لوہے کا ٹکڑا تھا۔ آگہا سے لایا تھا۔ علوم کی بی بی تھی۔
گرم خان کی جڑیں تھیں۔ چوتھ لی بی بی غیر الہا مغیر جنگ لعل دریا خان کی ماں تھی۔ علوم کی بی بی تھی۔
حبشہ کی حبشہ تھیں۔ یہ بیابان کہہ کر وہاں تھیں۔ علوم کی بی بی تھی۔ کہ شہزادہ خان وہاں تھا۔

[illegible]

مراصحات و محال و غیرہ میں ہوتے آہوں نے بہت روپیہ کیا، مگر حکمت عوامہ و عظاما اسی کی
 انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا یہ سب غالب سچ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذو الفقار خان احمد خان
 کے عہد میں مین لوالہا کے افسارہ رزوت بجائے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جسکو
 نواب کہتے ہیں۔ دوسرے ذو الفقار خان جسکو سمجھتے نواب کہتے ہیں تیسرے داہم خان جسکو
 نواب کہتے ہیں۔ ذو الفقار خان کا لقب یہ تھا شرف الدولہ ذو الفقار خان بہادر شیرجنگ اویکی
 مہر پریشہ کرکندہ تھا۔ راکر دیا دوسے پاکش قوت خیری دوہتہ از عظاما احمد خانی
 ذو الفقار حمید ہے۔ وہ چنگ شمس آباد کا مال تھا اور اسکا لشکر علی گنج سٹیہ عظیم نگر میں رہتا تھا
 بواب خلع امیہ میں بوقت سلام ملک ایک لکھ عمارت و باغ و ملک آباد ملتان میں تھی اور اسے شہر
 پناہ و قلعہ تعمیر کروا دیا قوت خان کی جہان جہان سے سدا ہو گئی تھی حیرت کراہی (۲) داہم خان
 اسلام خان چلیہ پتھر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اس کے دو بیٹے تھے روشن خان و ہم خان
 روشن خان نواب احمد خان کے صاحبزادے ہیں سے صاحب داہم خان چلیہات بریں کا تھا ایک نور
 روشن خان کو اس نے اپنی بالگی میں چھٹا کر لقب کے حضور میں لگیا تو اب نے پوچھا کہ یہ کہ کامیاب
 ہو روشن خان نے جواب دیا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی جو نواب نے اسکا نام پوچھا کہا داہم نواب نے کہا
 میں اسی تہی کرتا ہوں اور اسکا لقب عظیم جنگ محمد داہم خان چلیہات رکھتا ہوں مگر یہ علی احمد خاں
 نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ تھیں شہر کو چھوٹا تو اسکی شادی ہوئے دہرم سے ہوئی
 دھرم شیشی مخر الدولہ کے ساتھ ہوئی اس کے بچپن میں احمد شاہ بادشاہ بنے اسے گود میں لیا تھا
 اور اپنے ہاتھ سے اسکو کھلایا تھا اور اس کے کندھے پر تھارہ اور ڈھلو کے رکھے تھے لگایا
 اس صورت سے نوبت عطا کی رفتہ رفتہ اس میں اس چلیہ کی تعمیر کردہ والی ہوئی عازن موجود تھیں (۱) لکھا
 بنا یا ہوا ایک چھتہ چل وسطا شہر میں جو باوجود کثرت سے آمد رفت تجارت کے بٹھرا ہوا نہیں ملک
 باقی رہا اور نام اسکا بال بچہ مشہور ہے (۲) ایک باغی محمد زینہ کے ہاتھ میں رہا وہ اس کے چچا
 اسکا نواہا ہوا اور اگر اسے شہر مگر بہرہ موجودی (۲) ایک مکان غلام کے ہاتھ میں رہا

اوستے دربار عام میں سب سے کہا میں قطرونیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہوں لہذا آٹھ روز کے عرصہ
 میں جتنے مالدار ہیں سب مالک ایک لاکھ روپیہ جمع کر دیں اور ایک لاکھ دو لاکھ کے مالدار
 سے دو لاکھ روپیہ جمع کرنے کے عذر کرنا شروع کیا تب اوستے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آدھ
 کی ڈر سے دوسروں سے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہیں سب سے متفق ہو کر ایک لاکھ کی فکر کر دی اور
 اسلام خان نے انکو تسک لکھ دیا تب اوستے منو بخش آباد و قایم گنج کے پھانوں کو لکھ لیا کہ
 جو مالک کو کری کرنا چاہیں انکو میرے پاس مجید و اور بارہ سال کی عمر سے ساتھ برس کی عمر تک جو
 نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اس پر سخت ہر ایک ہندو میں اس کی بات
 پانچ ہزار آدمی جمع ہو گئے تب اوستے کاسیج سے باہر ایک طرف کوچ کیا اور پھر اس کے
 جانوں کے خواہشات کو شروع کرنے بہرہ دونوں مقامات منع علیحدہ میں واقع ہیں لوگوں نے
 کہنا شروع کیا کہ یہ کیسی قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجائے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبر گیری کرے بہرہ
 فوج جمع کر کے لڑنے گیا ہو۔ نواب احمد خان خبر ہو کر کہ اسلام خان نے کاسیج کے مہاجروں کو ہٹا کر
 اپنے ایک لاکھ روپیہ وصول کر کے ایک فوج جمع کی اور مسلمان کے جانوں کے گانوں کو لٹائے
 اور کہتے ہیں کہ وہ خیر ذرا باد کو پہنچ گیا ہے اور اپنے سواروں سے اسکا محاصرہ کر لیا ہے اور جب تک
 اس میں ہزار روپیہ نہیں ملے لے دیاں سے نہیں رہا۔ نواب احمد خان نے فوج سوار کے ہاتھ ایک
 ہزار اسی ہزاروں کا بھیجا کہ میں نے تم کو اس واسطے مقرر کیا کہ تم بھاری مال و خاں میری جی طرح سے
 جو تم نے بہرہ کیا کر رکھا ہے خبر دیں کہ ملک کو سب طرف سے لوٹ کر تم نے تین ہزار روپے رکھا ہے
 اسلام خان نے جواب دیا کہ آپ کی فادہ مندی کی کوئی وجہ نہیں جو وہ مجھ سے وعدہ کر رہا ہے
 میں دلی سے تختہ شہلاہ کا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہو گئے ہیں انہوں
 کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھ بھیجی کہ ہمارے ملک پر چاروں طرف سے جو آدمی نے جواب دیا
 کہ ایک چیلنی ہو گیا ہے سو ہم اسکو سزا دے دیں کہ وہ اس کے راجہ سے کہہ دے کہ وہ بھی
 سات ہزار آدمی سے رشتہ کر کے ساتھ آجی اور اسے ایک ہزار آدمی کے لئے لایا جائے

۱۔ اس کا لقب ہندی شاہ بہار مستم علیخان ۲۔ دریا میں ایک مذبح بنائی ٹیمپل مسجد جھڑی۔
۳۔ علیخان کی صاحب بی بی سید کا لکھنؤ میں ایک شادی کوئل کے متصل ایک گاؤں کے چھان کے
ساتھ ہوئی تھی۔ دایم خان کے بہت سے حالات نکلے نہیں گئے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتا علی
پانچ کی شخصیت میں نہ کہ ایک خاص شخص کے ہیں اور گاؤں اسید غلام حسین جلیس برس تک دایم خان کا
انور بہادر فریح آباد میں دایم خان کے چھانک پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین فکر نے شہر لاہور
میں سلطانہ مسکنہ میں یہاں سے انتقال کیا (۲۰) خزانہ دہلی میں نواب محمد خان کا جلیہ
تھا یہ نواب محمد خان کا بھتیجہ اول تھا نواب محمد خان کے آخر عمر میں اور مظفر جنگ کے ابتدائے عہد
میں زمانہ اس سے بہت مساعدا دہلی مسکنہ اور صاحب مسکنہ عہد میں ملتا ہوا بہت باغ میں موقوف ہوا
(۲۱) حضرت خان جلیہ نواب محمد خان کے جلیہ جلیہ خان کا بیٹا تھا یہ دہلی میں رہتا تھا یہ نواب محمد خان کا جلیہ
محمد علی تھا نام محمد علی میرٹھ دہلی میں بسا کی یہ شخصیت حالات و جماعت میں شہرت رکھتا تھا۔
(۲۲) صاحبی سرور خانان یہ شخص تیسری شخصیت تھا اس شخص کا تکیہ غلام میر تھا کہ ہر جگہ کے ساتھ
عہد مسکنہ تھا (۲۳) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون میں اس کا گھر ۲۹ میر جو تھا پنجاب
(۲۴) میر بان جلیہ یہ نواب کا دیوان تھا اور یہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جس کے مدد سے الہ آباد
سے دہلی میں اس کو نواب مسکنہ کیا یہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا یہ نہایت فصیح و فصحا
تھا اس کے مدد سے دہلی کی نظم بنی تھی کیا وہ دہلی کے مشہور شعرا مرزا فتح اللہ اور دہلی
سرحد تک اس کے ملامت سے ہیں (۲۵) اسلام خان کسی زمانہ میں یہ تیسری شخصیت تھا قلعہ میں اس کی
کے قرب اس کا ایک مکان خاص تھا اس میں مسکنہ اور نواب محمد خان جلیہ جنگ سکونت رکھتا تھا
محمد خان نے اس سے پوچھا کہ تمہارے کئے بیٹے میں اس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
ہے انہیں کرتا تھا کرتا کرتا کرتا نواب نے اس کے بہت خیال مارے یہ ہم مددی کر کے
اسے کاشی کا گھر دیا کہ وہاں اس کی بیٹی بیٹی دہلی میں داخلہ ہوئے اسلام خان جب مول نواب کے چند
باد اور وہ صاحب ملک اور اس وقت دہلی میں تھا اور خاندان فرخ آباد کو نظر میں لے کر اس سے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنی پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو
 چوٹی کہتے ہیں باعث اسکے زود بیج مہر نے کے معلوم نہیں کہ یہ وہی دلاور علی خان ہو جسکا
 تذکرہ کالی راسے کی کتاب میں ہو کہ وہ ظالم کرکا حال تھا وہ شخص قوم کا شکار دہائی سنگہ کا بیٹا تھا اور
 تیج سنگہ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروفا تشران (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع اللہ
 بھی کہتے ہیں خالصا مان کے عہدہ پر تعین تھا (۱۲) شرف خان بترک یہ محمد خان کویت
 کا چیلہ تھا (۱۳) جابر خان عرض مگی (۱۴) محبت بلند خان ظاہرین یہ یار بیادر کا بیٹا ہے
 سرشار جسکا تذکرہ کالی راسے نے کیا ہو (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارید خان خالصا مان (۱۷)
 صوفی خان اصل میں یہ دولت آباد پر گئے سکرا وہ کا شکار گوہر سنگہ نام تھا پر گئے سکرا وہ میں
 محمد پور اسکے جاگیر میں تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) طرغٹ
 اور زراہہ فرخ آباد اور قلعہ کے راستے پر اوسنے ایک گائون بایا ہو لیکن ۱۳۵۷ء میں
 یہ نیک پنہ چھانک کے اور گوہر نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طاہر خان (۲۴)
 شمشیر خان (۲۵) بارا خان محمد والے (۲۶) بہاب خان (۲۷) بہار خان (۲۸) شاد خان
 (۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیک نام خان (۳۲) مظفر خان (۳۳) منور خان
 (۳۴) کالینا عرض مگی (۳۵) محمد مار خان (۳۶) پوری علاوہ اسکے سیکڑوں غلام تھے کوئی
 غلامی حصہ بار تھے اور کوئی زمینیں بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سہریہ قرباشی کلاہ رہی تھی ہر سر
 تو اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کاموں پر مامور تھے کوئی آباد تھے
 کوئی بہتم حام تھے کوئی دھوکرا نیواسے کوئی تسبیح لینے والے کوئی گسٹان کوئی پان بنانوالے
 کوئی جو مانیسے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خواجگاہ پر ایک متحدہ خادمہ شاہی
 خان بخش تھے اور علاوہ دینی دیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و تاجا خان
 جیسے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد مگی ۔

برہمن اور دو دیو جات سے پہلے آوی کام اپنے آخر الامر اسلام خان کی توجہ سے شکست
 کھائی اور اس کا سر زنجیر پر لٹکا کر شہر میں لٹکا دیا گیا اور اس کے بعد اس کے
 ایک ہفتہ میں سر میں سے نکل کر آگاہ ہو گیا اور اس کے لئے کی خبر سن کر نواب نے اس کو ملک کا
 اور اس سے کہہ کر تھے یہ کیا بد حالی کا کام کہ اس کو کوٹنا شروع کیا ہوئے جواب دیا کہ میں
 نے یہ یہ ضرور کیا تھا کہ دلی کو فتح کر کے نواب کو تخت شاہی پر بٹھا دیں مگر کیا کیا جاوے کہ
 محنت میں ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بعد ازاں ہزار ہوں کو بھیجا کہ احمد دلاو کی کل فتح کر دو
 یہ کہ شہر کی کہنے میں کہ یہ یہ جلد قوم کا ملک تھا اسکے پانچوں بیٹے شہر کو گئے اور وہاں میں سے
 فتح آباد کی کر باہر میں محرم میں قتل ہوئے ان کے نام مجید میں ابراہیم خان حسن حسان
 ایک بھارت خان سوار دہلی کے دروازہ پر لڑائی میں مارا گیا اور ضابطہ اپنی موت سے
 پانچویں بیٹا ایمان خان نام سے ملے یہ جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی جو زندہ ہو جو تھا
 اس میں خان بارہ لڑائیوں میں کیا تھا اور یہ سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شہر پر پناہ تھا
 مگر نظر جنگ کے زمانہ میں فتح آباد میں شہر پر پناہ خوب نہ تھا اگر کوئی دوست اس سے
 اس کا مدد نہ کر دیتا تو وہ کہنا کہ اللہ کے سامنے میں کسی کو نہیں عاقبت میرا ملک یہ ہے
 لا اِلهَ اِلَّا اللہ اَسْمٰی حَکَمَ رَہْمٰوِی اللہ کیونکہ اس نے مجھے ہندو سے
 مسلمان کیا اور بہت شہر اب کا اس قدر مادی تھا کہ مرتے وقت تک اس کے پاس صراحی و جال
 ہو جاتا تھا اور گشتہ دو گشتہ محل اسی میں بیٹوں سے ہنگ نامک کہ رہتا تھا اس
 اور وقت ایک بیٹے کے کہ عاقبت میں یہ آپ کی موت کا وقت تو آپ شہر سے تو بچے
 تھے احمد الرحیم ہے آپ کو موت کہ گوارا ہے یہاں بیٹا حالت صحت میں میں نے یہ یہ دیکھا
 اس کا کہ میں عام طور پر ملک میں اس کے دوسرے نام کو کیا اور وہ دیر میں مر گیا چونکہ وہ
 آزاد کش تھی تھا ایک مرتبہ اسے میں کوئی مال دیکھ کر کہہ دیا کہ وہاں اس کے غریبی نظام
 میں ایک ایک ملک میں اس نے اس کے ایک چٹری لای وہ وہاں سے چلا آیا اور وہاں سے

اب رضی خاں اور عبدالمجید خاں نے اندر زیادہ ترسہا گئے برپائے نواب قایم جنگ کی بہوہ عورت کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسے آؤ میں کو بھرتی کیا اور اسٹیشن میں جو کہ میں عوامیہ شہر میں جو اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا۔ محراب الدولہ نے اپنی فرج سے اس مقام پر پوچھ کر حاکم کیا۔ رضی خاں بھی ہوا اور قید کر لیا گیا۔ بعد ازاں وہ قید خانہ میں مر گیا اُس کے حقوڑے عرصہ کے بعد محراب الدولہ کو نامہ دار خاں محلہ سے جو کہ رضی خاں کا رفیق تھا قتل کیا بخشی کو سید ایک مروری ہمایم کے شب کو اُس کے مکان سے بولا یا اور اُس کے باہر اُن کے ساتھ ہی اسکا سر کاٹ لیا بعد ازاں قاتل اور کار بار عام میں رضی خاں کے مکان پر چل گیا گیا اور وقت میں ششہ و ششہ ہو بنگلش اور دھکی سلطنت کا خراج گزار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہو کہ وہ نہیں ہو وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار ہزار روپیہ خراج آباد سے ملنے لگا بعد میں ایک جرنل اس خراج کا انگریزی فریج کے کپڑے کی تنخواہ کیے تھیں کیا گیا جو کہ خراج محلوہ میں منجم می تھا بعد ازاں کے بعد محراب دولہ کا خراج آباد کے لشکر لیکر اکوڑ ششہ میں سراج الدولہ کے اٹاؤ فرج کرنے میں شریک ہوا نواب مظفر جنگ سے بذات خود اٹاؤ جانے میں اصرار کیا اور وہاں نواب وزیر کے ساتھ تعلیم و تکریم سے پیش آیا اور میرا نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ میں لوہا گنج اور دو گنج کو روانہ ہوا۔ اوس سال میں عزم کے دیوہات اسی ضلع کے قصبہ جلالی میں جو کہ شہر میں لایا جیسا کہ انعام دیے گئے حکایت یہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر چشمہ ہو گیا فی الحقیقت اس لڑائی میں نواب شجاع الدولہ نے برکنہ جات فتح آباد غوثی ضلع فرج میں سے تانگرا م و تر واد غٹیا اور ملک پرورد اور کسیدہ حصہ ساز سے مرہون کو سیدیل کر دیا جو محلوہ زمین کہ اسطرح سے اودہ میں حال کی گئی تھی وہ کل فتح آباد میں کالی ندی کے دو گھنٹے شمال ہو گئی ماسوائے چھبڑا و سکر اوان کے اور شاپوریت سے حصہ ساز کے اوس دو گھنٹوں میں شامل ہیں۔ بعد محراب دولہ کے لاٹس خواجہ سر اسوہ میں نانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تھا کہ اوس سے اپنے ماتحتوں کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتوں کی زمین کو جنگی وہ قدیم مالک جہیں ہیں

حالات نواب افغریہ

جب نواب ظفر جنگ اپنے باپ کا حاشین ہوا اس وقت حکومت ۱۲۴۰ھ میں کی گئی تھی۔ حکومت کو چند عرصہ تک بخشی خردلورہ نے دیا تو اس کے انجام پر حکام ہندوستان کی گمانی کو کہ جبکو مدعی خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اٹھا یا تھا تو اس نے اس کے خلاف جنگ حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اٹھا یا تھا میں فریج میں تھے جبکہ انہوں نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ ان کی خاص شیرکار صلح الدین خان کے بارادہ میں ملک فرج آباد کے ایک فرد ری پیام پیرا عانت مہداجی سندھیا کے عیسا جو کہ اس وقت ہندو کی شمالی جانب تعلیم تھا اور بادشاہ وقت خراج کی راہ سے مرہٹے ہوئے فرج آباد کو روانہ ہوا اور میں خاتم سربا میں خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے نور الدین نے بھانوں کی گلی بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سالانہ کیا اور وقت اس سے بادشاہ کو نفرت بھرا ہو جانے کے عاجزی سے خور کیا۔ خاتم الدین خان نے باسید اسکے کہ مرہٹوں کے پیوئے پر میں اپنے خاص طور سے اس معاملات کے حل کرنے کے قابل و کھنڈ کا ہر قسم کی عداوت برپا کی تو نور الدین نے نواب بخت خان سے اس کی گفتگو شروع کیا جو سلطان جلوس گیا اور چند فکر و پر بادشاہ اور بخت خان کو دیکر نواب بخت خان کو دیکر نواب ظفر جنگ نے بائشیں کر لئے میں کامیابی حاصل کیا نواب ظفر جنگ بہ ہر اسی اپنے ۶۰ بھائیوں اور خاص خاص آدمیوں کے بادشاہ کے لشکر میں بھاطت میں ہر طرح کے دخل ہوا۔ نواب اور اس کے بھائی اول دلیہ خان حاضر ہوئے اور ہر مولیٰ خلعت انکو عطا کر دی۔ اور وقت سلطان شاہ عالم دہلی گج کو کہ کہ خلعت میں لہری میں ہر مقام ہوا جہاں کہ وہ تین بہتے تھے کہ ہر آدمی ہندو مہداجی میں ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر ہوا اور شریک ہوا اگر وہ مرہٹا اپنے اپنے سے پہلے اس معاملہ کے حل ہو جانے اور اس امر کے دیکھنے سے کہ میری دوسری زمین فرج آباد سے انتقام لینے میں رک گئی تھی اس لئے ہر

سالہ صبح نواب اودھ کا اس میں ۷۲ لاکھ روپیہ پڑتا تھا ششہ عین نواب اودھ نے اس کو پکی
 خرچ کر دیا۔ لیکن اودھ کی ایسی حالت تھی کہ وہ اس کو دیکھ کر خوش نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے راجہ
 جت سنگھ کو اس کے معاملہ میں بھی اچھی کارگزاری کی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو راجہ نامہ کے بموجب
 وہ چند روزہ پکڑ لیا گیا۔ لیکن اس کے ملک میں واپس آنے والا تھا۔ ششہ نواب گورنر جنرل نے اس کو
 شرط کو پورا نہیں کیا لیکن انہوں نے ششہ کو لکھنؤ میں جا کر عہد نامہ کی تجدید کی۔ جو حکم کہ
 اس معاملہ میں ہوا تھا اس کو انہوں نے رد کر دیا۔ ششہ کے حوالہ کیا۔ کلکتہ میں پہونچ کر صاحب مدد کو
 دریافت ہوا کہ اوسکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی۔ پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
 نواح میں کیواسطے کلکتہ میں تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور میں دوبارہ ہندوستانی
 لیکن نتیجہ اس کا واپس ہی رہا۔ نواب ظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت میں یہ بات خاص
 کر کے مشہور تھی کہ نواب یعنی وزیر اسے اعظم کی یاد گیرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے ان میں
 میں سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہیں بہت سے چھانسی دیئے گئے اور دیگر حلالے وطن کئے
 گئے۔ بلکہ نواب کے سسر خاندانی خان اور اس کے سارے امین الدولہ بھی محمودی مدت تک
 اس کام کے لائق انجام کر نیکے نہ تھے۔ منجملہ اودھلوں کے ایک بیٹا ظلم تھا کہ نواب نے تمام خطبہ اور
 جاگیر میں جو کہ اس کے چھیرے جھانچوں یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھیں ضبط کر لیا۔ اودھوں نے
 بادشاہ کی شکایت کوئی داندی نہیں پائی اور نہ ہیایت خلس ہو گئی۔ یہ صرف انگریزوں ہی کے لیے
 ہے جو کہ اودھوں نے اپنے حق کو واپس پایا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھ روپیہ خرچ کا جو
 انگریزوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا۔ ایک انگریزی ہندوستان ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کے بعد فرخ آباد
 پہونچ گیا اور یہ وقت میں شہر سی صاحب بھی اوس عہد پر تھے۔ سلطان شرجان واپس چلا
 مقرر ہو کر ۲۵ مئی ۱۸۵۷ء کو فرخ آباد میں پہونچے اور پھر وہ سو لاکھ ماہ کے بعد واپس کے گئے
 جبکہ لارڈ کارنوالس گدہ ہوئے امین الدولہ اودھ کی عہدداشت میں وزیر کھنڈ کے ساتھ کلکتہ روانہ
 ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ ہندوستان میں سزا دل چھیا کہ اوس وقت ہندوستان کو کہتے تھے

راجہ ترہوہ و ششیہ و نیز خود میری شہزادہ کو اس کا رونا دہانی سے کل جہاں و منصب پیدا ہوا۔ کالی ہی
 کے جانب لال میں یہ انگ زب انگش کا علاقہ تھا۔ دان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
 کارروائی کا نہیں ہونے پایا۔ انصاف کے سلطان میں تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف پیدا
 کی حالت میں یہ پیدا ہوا۔ میری شہزادہ کو اوس دیا گئے اور کنارہ کے جنوبی الونگی نسبت دیکھ کر
 کے وینا لال بہ ظلم حکومت زیادہ و غروب ہو گیا۔ اس شخص سے وہیں آئے ہوتے تو اب تمام الدولہ
 سر ہوتے تھے۔ طرف شاہ آباد ضلع سرودلی کے گیا جہاں وہ انگریزی فوج تھی جابلو جو کہ حیرت
 اور مد سبیل کے علاقہ کو جانی تھی اور لائی موضع کٹر میں جو ضلع شاہ جہاں پور میں واقع ہے جہاں علاقہ
 دھت خان ملا گیا۔ نواب پھر جنگ کو جو تھا اور سردار ان مد سبیل کی محبت سے سر شہزادہ میں
 جنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لئے گئے۔ کھڑے یہ واقعہ شہزادہ میں واقع میں کیا
 برکت و ایسی فوج کے نواب پھر جنگ اپنے ساتھ قواعد دان فوج لکھنؤ کی ملاجی کی اعانت سے
 اور شہزادہ جنگش کے سپاہیوں کو جو کہ اوسکی دار السلطنت کے محلہ جنگش پورہ میں آباد تھے سخت برا کیا
 اور قریب قریب سب کو خارج کر دیا۔ چونکہ اس وجہ سے کہ قوم فکر برداشت شامل ہونے ہم آباد کے
 انہوں نے نہایت مدد پرانی سے بننا دیا وہ باغی ہو گئی۔ اسوجہ سے کہ انکی خود واقیات ادا نہیں کی گئی
 اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھ کر یہہ شہزادہ ہتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کریں گے
 لشکر میں دھوم دھام مچائی اس فساد میں انگریزوں کا تعلق اوس ضلع کے ساتھ ہونا شروع ہو گیا
 اور فتحگڑہ کے بازار کی مینا دہ چھادنی کی تعمیر میں جوئے لگی۔ مذکورہ عہد نامہ فیض آباد کے جسپر
 شروع شدہ میں اور دہ کے نواب صفت الدولہ نے وخط کیا تھا یہہ قرار کیا گیا کہ اور دہ کے حکمران
 میں کہیں کی ایک قواعد دان فوج مخیم رہنا چاہئے۔ نواب صفت الدولہ نے پھر دوسری فوج
 کے واسطے درخواست کی۔ جس میں انگریزوں اور چھٹن سپاہیوں کی اور ایک تو سنا اور
 ایک حصہ سواروں کا شامل رہے۔ بلشکر کہ اس طور سے تیار ہوئے وہ شہزادہ میں کہیں کے لشکر
 میں شامل ہوئے اور فتحگڑہ میں تعینات ہوئے یہہ چند روزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سربراہ پر کوئی کے دریاے گلگ کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے پانچویں کو بریلی کے قصبہ
 ہتورہ میں شکست دہی نواب مظفر جنگ نے ۲۸ برس کی عمر میں ایک خفیف علامت کے بعد
 پہلے ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۷ء انتقال کیا۔ زہرہ نے کا شہید کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور شریف
 صاحب جہا درزیدٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
 میں آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علی ان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ میں حلا وطن کیا گیا جہاں
 وہ ۱۷۹۸ء کے آخر میں اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۷۹۸ء میں لکھا کہ بجانب امین الدولہ
 حسب فہائش بجنٹ بھنور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہوا سو فیصد میں کہ جب تم مجھ
 فرخ آباد کو واپس آکر نواب شکست جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعویٰ پیش کیا تھا۔ لیکن اس وقت
 میں گورنر یان اس ضلع میں عام ہو گئی تھیں ۱۷۹۸ء میں رعایا کی اس باتیں نسبت ڈاکوؤں کی اور ان کی
 بیشمار غریبوں کی تحریر پڑھنے لگیں۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولیٰ اور یوگیم دختر خدائندہ خان کی
 علی جو جاگیر دار قصبہ سکرادان اور بارہویں بیٹے نواب محمد خان کی بھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۹۸ء
 میں اولیٰ شادی کی اور اس کے بطن سے پانچ لڑکیاں اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
 باپ کے حین حیات میں انتقال کر گئے۔ امر او یوگیم جسے تاریخ ۱۱ نومبر ۱۷۹۸ء کو انتقال کیا اپنی
 جائداد کو مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۷۹۸ء میں مل پر ۴۰۰۰ ایکڑ ارضی واقع کیا
 جس میں آباد و جو جوہر و کمپل و محمد آباد و حاطہ سو و پہاڑہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلا علی
 ولد حسین علی جان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیٹیاں تھیں اولیٰ شادی
 مادر ادا حسین جو اوکا جانشین ہوا دویم بی بی کریمہ سوم چہرہ چہارم بی بی اچال جو
 شادی ملک زندہ علی بروجی و سر خاندان کے اوکی لڑکیوں نے اپنے چچا زاد بھائیوں شادی
 کی۔ سارا سے سولہ پرگنہ جات مشہور ہو کہ فرخ آباد کے ملک میں شامل قلعہ احمد خان کے کو شہر
 سنوات سے لیکر ۱۷۹۸ء میں قائم رہا ہے سابق حالات میں مذکور ہو چکی ہیں منجہ ۱۷۹۸ء میں
 ہتورہ احمد خان کے لئے مفضلہ و دل ضائع ہو گئے اول ۱۷۹۸ء میں اور بعد و بطور دعویٰ ۱۷۹۹ء

ہوا یا گیا تو نائب سے اپنی پیشکش پیش کر دیا کہ ہماری کوشش سے بہت زیادہ زمینیں زیادہ بہت بھنا
 جا رہے ہیں کہ حکام کلکتہ کی ہدای سے زیادہ مزید تہذیبی ہوئی اور اس زمانے میں معلوم ہوتا ہے کہ نواب
 کا چھوٹا بھائی دل پیر خان محلی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ
 کے مخالفت چند معاملوں میں ہوئے اور کا وطیفہ مذکور دیا گیا اور چونکہ انگریزی رنڈیٹ چلا گیا تو
 انہوں نے بھی فرخ آباد کو چھوڑ کر بنارس میں قیام اختیار کیا اور کو ایک معقول وطیفہ فرخ آباد سے
 ملے لگا اور وہاں سے نو سو تک بنارس میں مقیم رہے جبکہ انہوں نے جنوری سنہ ۱۱۷۷ء میں خود کشی کی
 فرخ آباد کے معاملات دارن سینگ صاحب کے الزام کا پانچواں دفعہ قائم ہوا یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ اس الزام کے قائم ہونے کی بنیاد بہت ہی کمزور تھی کہ مذکورہ نواب کا وجود اس کے کہ اس کو
 ہوا لینے کا وعدہ کیا تھا یہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کا جوان آدمی تھا ملک کے
 نسبت یہ نہ کہ ہے کہ الماس علیخان عامل اور وہ نے قصبہ دھرہ کو ایک غیر کافی خراج پر
 لئے لیا تھا یہ گنہ حافظ منو اور سو پنج پیدہ تاریخ ہوتے رہے فخریہ کے قریب کے گھاٹ اور ہونے
 کے محصل کو نواب وزیر کے افسروں نے زبردستی لئے لیا تھا اور اس وقت چار گروہوں کے رہنے والے
 نے اپنے اپنے قلعہ میں اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہاں ہر کوئی مستقل
 حکومت کئی برسوں تک نہیں رہی نواب وزیر اور اس کے نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے زمینداروں
 اور جنگدہ کے کپوٹ کے حاکموں اور نواب مظفر جنگ کے حاکموں نے صلح کاروں نے
 ہادی ہادی سے دست برداری کی تھی اپنے عہد سلطنت کے آخر حصہ میں نواب مظفر جنگ نے
 دارالاکھڑہ میں خراج کے تخفیف کئے سے حاصل کر کے میں بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود
 ایک مرتبہ ومان گئے لیکن ان کی کوشش نے کچھ فائدہ نہیں اٹھا ہوا وہ دوسرے شخص کے ہاتھ سے
 قتل ہو گئے جس کو وہ دھتور کرنا تھا کہ موت اللہ ولہ نے دوسرے دیکر اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا ایک
 شخص بھاگو خان نامی جس نے اس شکل میں ہو سکی جان بچا پی غنی ایک سترہ عمر میں زندہ تھا
 اور سینے ایک ہزار دوسو دویہ سالانہ پٹن یا تھا۔ سنہ ۱۱۷۷ء میں فرخ آباد کے کپوٹ نے تیسرے حکومت

شہزادہ شجاع و نادر علی گاہوں کا ایک ماما نہ خلیسہ اور کمرہاں ہوا کرتا تھا اور اس کی مالیت
 اوقات جنگ اور گورنر اور اسے میں بدلتا صرف ہوتی تھی چنانچہ بادیگرے بہت سی عورتیں تھیں
 جنہیں سیر فی ہستیا تھیں۔ سب سے زیادہ شہزادی بی شرف اور بی بی غنیوں تھیں۔ نواب نے ایک
 ہرگز نہ بدستش بی بی غنیوں کو عطا کی تھی۔ یہ بہ بات دیکھ کر کہ نواب صاحب اس صنفی حرکت کی
 میں مبتلا تھے۔ امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ نامہ کار سے چھپیں ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
 حکایت یوں شہزادی کہ سبب اس شخص کی و طیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جس کی بنیاد ظاہر ایک
 نازکی ملا اجارت نواب امین الدولہ تو دلینا بیان کیا جانا ہے جس کے تحت سے شہزادہ میں
 بریلی تک جانے کی نوبت ہوئی۔ همان الزہیل ہنری و طیفی صاحب اس وقت نے فلکوں کے بندے
 کے لئے مقرر کئے گئے تھے جس کو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا۔ بددیہ عہد نامہ مورخہ ۱۲۰۴
 سالہ ہجری کے صرف نواب وزیر کے گزشتہ جات واقع صلیع ہذا سپرد نہیں کئے گئے۔ بلکہ اس امر میں
 جملہ لاکھ روپیہ خراج کے ساتھ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودھ کو ملتا تھا اب نواب احمد حسین نے یہ
 حصہ کیا کہ ہمارا ایک فرخ آباد علی انگریز کے سپرد کر دیئے چنانچہ بتایا کہ ہر جون شہزادہ اعظم بریلی
 میں ایک عہد نامہ پر نواب کا دستخط ہوا جس کے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بیرون مبلغ ایک
 لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ و طیفہ کے جس کو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا یہ دیکھا
 عہد نامہ تفصیل ذیل ہے عہد نامہ در میان انریل الیٹ اڈیا کمپنی اور نواب احمد حسین
 کے واسطے سپرد کرنے انریل الیٹ اینڈیا کمپنی کو ہادی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اس کے
 مستحق کو بیرون خراج بارہ لاکھ لاری نواب دیکھ سے انریل کمپنی کو طے پایا ایک جانب ذریعہ
 انریل خدیجی و طیفی صاحب لٹنڈ گورنر ہوشد صوبہ جات اودھ کے با اختیار کامل جو اسکو
 دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اس غرض کے لئے احمد دوسرے جانب نواب احمد حسین خان
 ہمایہ و طیفی جنگ بذات خود اور اس کے ورثہ اور اس کی جائیدادوں کے۔

[illegible]

موصول دارم کہ جو کہ نواب نے نامہ متعلقین اور مصاحبین کا ذمہ لیا گیا ہے پیش کے دیا۔
 فرست پیش کردہ خردمندان سے بہت امورات میں مختلف میں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے
 یہ شرط ان اشخاص کے لئے کی گئی جسکے استحقاق پیش کی پوری بنیاد اسکے جو یہ شرط کی جاتی ہو
 کہ حقوق مختلف و عود اعلیٰ کا بذریعہ اس سول افسر کے تحقیقات نہیا دی گئی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر
 کرے بشمول نواب کے اور اسناد و بختہ اور ہر شرط کہ منظور کیا دی گئی کہ جسکے اسناد کی رو سے پیش
 لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر مشتمل نہیں ہوگی لیکن انکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں
 کی جاتی اور بموجب منشور برٹش گورنمنٹ کے بلا حجاب داری حکومت انصاف فرخ آباد کے جو یہ کہ
 درمیان جاری رہے اسکے یہ قرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعویٰ متعلقین نواب کے پیش کیا جاوے
 تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاوے گا اور بحالت نہ ہونے وادری یعنی برناراضی فیصلہ نواب
 وہ چھوٹی عدالت دیوانی سے فیصلہ کیا جاوے گا۔

شرط ہفتم

موجب درخواست نواب اشخاص کو ذیل کو ذلیفہ دیا جاوے گا اور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک
 انکی حال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان منٹج با پچھرار روپیہ
 سالانہ سرکل خان اور محمد خان با پچھرار روپیہ سالانہ۔ حار بخش نے وکیل معانت جسکو کہ چھتری ملتا
 وغیرہ کے لئے فرج آباد میں معزز کیا جاوے گا پچھرار روپیہ سالانہ۔ محمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کی جاتی ہے کہ صوبہ فرخ آباد اور اس کے متعلقات دہلی حکومت کے لئے از اول سے
ایڈ باکس کے سپرد کیا جاوے میں ابتدا سے سزاۃً افضلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو تسلیم
ذیل کے کہیں کہ مستقل کرتے ہیں۔

شرط دوم

بظہر پر پیش اور اقتدار نواب احمد حسین خاں بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ او کو نو سو روپیہ ہزاری
فیض ایک لاکھ آٹھ سو روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کر لگایا جو کہ اس کے ورثہ اور جانشینوں تک جاری ہوگا
اور کسی وجہ سے اس میں کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہ علی اقرار کیا جاتا ہے کہ نواب مذکورہ کے تمام
تمام مواقعہ بموجب اس کے درجہ کے اعزاز و اکرام کا برتاؤ و مناجب برائے گوشت بطور ایک دست
کے کیا جاوے گا۔

شرط سوم

ازیل غنٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہیں کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات عامہ
کے دیا جائیگا اور تین ہزار چوبیس سو روپیہ سالانہ نواب خضر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ میں سے
کہ اس کو بیگم اب تک دیتی آتی تھیں نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاوے گا جو کہ کہیں کے سول
افسر کو اس کی کسب و کار کے بطوریکہ رکھنا چاہئے کہ یہہ وظیفہ اس کو بیگم برابر دہن کرنی چاہئے

شرط چہارم

بہار کی خواہش کے بموجب بغاوت ہو کہ عاقبت میں اس کے باب کی ملکیت علی ما در موضع سرخس
اور فتح آباد کے قلعہ کے حکامات اور رانی صاحب کی جائداد ملکیت جہاں کہ بھی جائیگی بطوریکہ
اس کی دوسرا شخص اس ملکیت کو جائز نہ سمجھتا ہے۔

شرط پنجم

جنوں نے انکی خواہش پوری کرنے میں انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع میں ایک شاہ
 نے جانی بھاری کے ہوئی ماہ دسمبر میں جب دشمنوں سے صلح ہو گئی اس میں بارہ برس کے اور شاہل کو روک
 گئے تھے کہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگزہ میں منتقل کئے گئے۔ لڑائی ختم ہو جانے کے قبل ہی اور
 بھگت قحط شروع ہوا تھا اور محاط قحط بند ہو جانے کے دو آب میں مرہٹوں نے ایک جدید لڑائی سے
 اس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہو لکھا جسے شاہ بہر خیاں کیا کہ برٹش کی قوت
 سب سے عیا کے عاجز کرنے میں کم ہو گئی جو شرائط مذکور کے بعد جو زلی مست پہلے ہوئی تھی اس میں
 آباد اور دو آب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے میں اس سے شکستائی کی تھی۔
 جواب اس کا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر ۱۸۱۸ء میں ہو لکرنے دہلی کا مذلت خاص محاصرہ کیا تھا۔ مگر
 ایک صاحب کے پہونچنے پر اس سے جلدی سے دیباے جمنا کو عبور کیا بارادہ اس کے کہ دو آب کو
 آگ اور تلوار سے غارت کرے۔ ایک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
 دو دن فوجوں نے اپنے اپنے پیدل سپاہیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور کسی نے اون میں سے زیادہ
 اس کے لشکر نہیں دیا تھا۔ یہاں ایک کراب پیہہ دیکھا گیا کہ ان دو عہدہ فوجوں میں سے مرہٹوں کی فوج
 مہاراجہ کی شہرت زور دہری کے بہت تیز کی کر رہی تھی۔ ملک کے پورے طرف ہو لکرواں گانوں کو
 اس کے رستہ میں رہتے تھے جلا تا ہوا تھا گا۔ اس کے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی اپنی چھ بندوق
 ایک لیکر اس کے جلدی جلدی رشتہ چلتے تھے جس کے لیے نہایت اور سولہ ایک تاک کے تھے تعاقب
 کرتے تھے اور بولہ دہری کی شام کو جب اگر زری فوج ضلع ایشی کی جنگ میں پہونچی تو اس سے بھا
 کہ وہ عقبہ ایک جلا ہا ہے۔ مرہٹہ اس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ ملک
 بڑی فوج آباد کے نزدیک ڈھلاول میں ۲۶ میل پر ہے اور ایک صاحب کے ہوا وہاں پہونچا
 روز کے تھے۔ باوجود اس کے اس نے دشمنوں پر رات کو چھاپ مارنے کا ارادہ کیا تو جبکہ شام کو
 اس نے غیر عمدہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اس کے ہوا گھوڑے پر چڑھ رہے
 تھے تو یہ دشمنی پہونچی کہ اوٹلی پیدل فوج نے ماتحت چھری فریر صاحب کے ہو لکرنے پیدل

ساتھ ساتھ اس کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط پنجم

صلحنامہ شمل اور نوشریہ کے شہر بریلی میں ۲۴ جون ۱۸۵۷ء میں مطابق ۲ صفر ۱۲۷۵ھ کے طے پایا انزل ہنری ویلیس لٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپرد شدہ صوبہ جات اور وہ نے نواب مراد حسین خیر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی میں مصدق بہر دستخط اپنے عنایت کیا اور نواب مراد حسین نے انزل ہنری ویلیس لٹنٹ گورنر بہادر سپرد شدہ صوبہ جات کو اسکی دوسری نقل پیش اپنے دستخط اور ہر کے عنایت کیا انزل ہنری ویلیس لٹنٹ گورنر بہادر اور اس کے مراد اس کے من کر میں اور اس کے مراد میں ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ نسبت مراد دستخط حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوہنگے۔ تصدیق افراد نامہ پنجاب گورنر جنرل بہادر ۲۴ جون ۱۸۵۷ء دست برداری کے ایک سال گزرنے سے پہلے جب ہنری ویلیس صاحب حاصل شدہ صلح کے انتظام میں مصروف ہوئے تو ان کے بھائی ارطغر صاحب کھن میں رہنمائی سازش و دھوکے کے طیارے کر رہے تھے جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام کھن میں جنرل ایک صاحب کے سپرد کیا گیا تاہم ایک ششما میں اس نے کام کر کے علیحدہ کر کو کرچ اور وقت جامع باہر ترانسپس میں سیدھی باگی طرف سے مقابلہ کے شروع ہوا اور قلعہ پر دھارہ کر نیکی میں چوری کے صلح میں ایک دستہ فوج کا لبریں چھوڑا ایسے شکار کیا کہ ہر شہر سالوں کے ہاتھوں سے بچا اس بات کے تصور سے جرات پا کر کہ برٹش کی فوج بہت ہی کمزور ہو چکی تھی اس لیے یہ بات کی کہ اس کے قلعہ پر دھارہ اور چلا گیا مگر کہا نہ رنگ اس کے خلاف چلا کر جے دے نقصان ہوئے۔ باغی کا ایک صلح کر لیا گیا جبکہ وہ جرنل کے بارہ کی عنایت کو بھاگ کر چلا گیا تاہم وہ قلعہ اور شاہکار میاںوں نے صلح کے پیچھے چھوٹ چکا تھا تاہم زمینداروں کو لڑنے کا

[illegible]

سکتا دیا اس خبر نے اُن کے دلوں

مکرم

وہ کہیں سے حساب بخیر کرتے ہیں کہ ماہیت ابجد اس وقت اس قدر

وہ لوگ سرگید پکے جا رہے تھے کہ لوگ اس خبر کو سنے سے بہت ہراس

نہیں نظر کر رہا ہوں اس میں حرکت اور بارے اُٹنے کے باقی نادر آفت کی ہر پہلی

کامیاب رہے۔ اس طرح کی چیزوں کے گھر پرے بھجوانے سے

میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک نئی فلم کی تیاری شروع کی ہے۔

میں نے اس کے لئے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "میں نے اس کے لئے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے"

[illegible]

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ ایک بڑے بڑے آدمی کے ساتھ بیٹھا تھا۔

وہی ہے جس نے ان کو اپنے لیے منتخب کیا ہے۔

سید احمد علی شاہ کے ہاں کے دو عجیب گالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحيم

... ..

100-443887-100

[illegible]

اسے ستر میں رکھی اور ایسے گر جے میں وطن ہوئی اس بار شہادہ کو تمام جو بیرون نے نہایت غلام و غلام
سزا عسرت لکھا کہ اور اس سے بہت سے قصور از حد بجا دماغ ہوئے اور جو اسکے دل کی علمی
خاصیت خست اور دشمنی جانب مال تھی۔

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کتاب و ایت

| ردیف | عنوان | موضوع | نویسنده | تعداد | توضیحات |
|------|--------------|-------|----------------|-------|---------|
| ۱ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۲ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۳ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۴ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۵ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۶ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۷ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۸ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۹ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |
| ۱۰ | تذکره شایسته | تاریخ | میرزا محمد علی | ۱۰۰ | تاریخ |

پشت نامہ محمد ز

پشت خان
 شاه جهان
 بہدای شاہ
 حسن علی مرزا
 منصور مرزا
 جو کہ فیلاوہ قریب سے بیجا گیا
 مرزا علی بیگ

محمد شجاع خان بیگ

محمد شجاع خان بیگ
 زودہ پشاور پان
 سادات خان

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 جو بہدای شاہ
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا

مرزا حسن عزت الدین
 زودہ پشاور پان
 مین کوت ہوا



"A book that is shut is but a block"

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY

GOVT. OF INDIA
Department of Archaeology
NEW DELHI.

Please help us to keep the book
clean and moving.

S. No. 148, N. DELHI.

